

فرقہ الہدیت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ

تألیف
مُحَمَّدِیَا سَکھْمَن
حَفْظَةُ اللَّهِ
تَعَالَى
مُبَکَّلُ الدِّیْنِ مَوْلَانَا



عرض مؤلف

الحمد لله الذى جعل لكل أمة شرعة ومنهاجا وقد نشأتنا فى أمة نبيه الأكرم صلى الله عليه وسلم إمتنانا وإبهاجا وزاد الإحسان والإمتنان حيث أخرجنا لسائر الناس إخراجا وأكمل الصلاة وأحسنها على محمد المصطفى الذى على رأس الساعة مبعوث وبإمامة الأنبياء والأسوة الحسنة والنطق بوحي يوحى منعوت ورضوان الله جل شانہ على آله وأزواجه وأصحابه الذين هم قدوة الأنام وكانوا أنصار الإسلام حين كان غريبا حتى فى بيت الله الحرام وعلى الذين اتبعوهم بإحسان ولما يلحقوا بهم.

أما بعد؛

خالق ارض وسماء جل جلالہ عم نوالہ کے انعامات کا شمار ممکن نہیں۔ اس منعم حقیقی کا سب سے بڑا فضل اور احسان جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی صورت میں کائنات رنگ و بو کو ودیعت ہوا۔ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب رشد و ہدایت عطا فرمائی گئی جو قیامت تک آنے والے انسانوں کی دنیوی اور اخروی فلاح کی ضامن ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال و افعال سے قرآن مجید فرقان حمید کی تفسیر و توضیح کا فریضہ سرانجام دیا۔ نزول وحی اور تکمیل دین کے عینی گواہان اور فیض صحبت نبوت سے منور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مقدس امانت کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا اور تقویٰ و عدالت کے اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترتے ہوئے اسے آگے منتقل کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بار امانت کو تابعین نے اٹھایا اور پوری ذمہ داری اور دیانت سے اسلام کی اس

تیسری مبارک روحانی نسل کے سپرد کر دیا جسے اتباع تابعین کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان تینوں مقدس ادوار کو زبان نبوت سے قیامت تک آنے والے تمام ازمنہ پر فوقیت اور اقتداء کی سند خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم کے الفاظ سے مل چکی ہے۔

دین متین کو اس کی اصلی شکل و صورت میں آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی ذمہ داری اور تعلیم و تعلم کی شاہراہ پر یہ سفر جاری ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ہر دور میں علماء حسب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یحمل هذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین ودعوی الجاہلین اس ذمہ داری کو نباہتے رہیں گے اور دین اسلام کے چشمہ صافی کو گدلا کرنے کی ناپاک سازشوں کے سامنے سینہ سپر رہیں گے۔ قرون اولیٰ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے قرآن و سنت سے مستنبط اصول و قواعد کی روشنی میں شریعت مطہرہ کی فروع و جزئیات کو مدون و منضبط شکل میں امت کے سامنے پیش کیا۔ ان فقہاء کی امانت و دیانت، ان کا علم و فضل، ان کی قوت استدلال و استنباط اور نباضی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے۔ یہ وہ جبل اللہ المتین ہیں جن کے دامن سے وابستگی میں ہی ایمان و اسلام کی بقا ہے۔

لیکن تکوینی طور پر ایسا انتظام ہوا اور اس قافلہ حق کے سالاروں اور پاسبانوں میں سے چند ایک کو بارگاہ ایزدی سے خصوصی انعام کے طور پر یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کے مستنبط شدہ اور مقرر کردہ اصول و قواعد اور اجتہادات کے ذریعے مدون و مرتب مذاہب فقہیہ کو باقی رکھا گیا۔ دیگر مجتہدین کے مذاہب کا سلسلہ آگے نہ چل سکا اور اب وہ صرف کتابوں میں ہی ملتے ہیں۔ ان منعم علیہم ائمہ میں امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام انس بن مالک، امام محمد بن ادریس الشافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ شامل ہیں۔

بارہ سو سال سے امت نے اپنے تمام تر مسائل کے حل کے لیے ان فقہاء اربعہ پر ہی اعتماد کیا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حق ان چار مذاہب میں بند ہے اور ان سے خروج گمراہی اور ضلالت ہے۔ پوری امت ان چار ائمہ کی تقلید کرتی اور اسے اپنی نجات کا ذریعہ گردانتی ہے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

برصغیر کی غالب مسلم آبادی ہمیشہ سے حنفی مسلک پر کار بند رہی ہے اور اس خطہ کے علماء احناف کی ہمہ جہتی دینی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ جب انگریز کے منحوس قدم یہاں پڑے تو انہوں نے اسلام کو کمزور کرنے اور مٹانے کی جہاں اور بہت سی کوششیں کیں وہاں ایک کام یہ بھی کیا کہ امت میں تفرقہ پھیلانے والوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اس دور ابتلاء میں ایک طرف جہاں علماء احناف نے مسلمانوں کے اسلام و ایمان اور اعمال کی حفاظت کی خاطر ہر ممکن کوششیں کیں اور ہر میدان میں قربانیاں دے کر دین متین کی شمع کو بجھنے نہ دیا وہاں دوسری طرف یہ ستم ہوا کہ چند لوگ اٹھے اور انہوں نے انگریز کی وفاداری کو سرمایہ جان تسلیم کر کے فقہ اور فقہاء کے خلاف بے بنیاد باتیں شروع کر دیں۔ ان لوگوں نے قید مذہب سے چھٹکارہ حاصل کرنے اور خواہش نفس کی پیروی میں تقلید ائمہ اور اجماع امت کا انکار کیا اور خصوصاً احناف کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ معاذ اللہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ان ظالموں نے اپنا نام اہل حدیث رکھ کر یہ سب فریب کاریاں قرآن و حدیث کے نام پر کیں۔

گذشتہ چند برسوں میں فرقہ اہل حدیث کے پروپیگنڈہ میں بہت تیزی آئی ہے اور بہت سے لوگ ان کے دام پر فریب میں پھنس کر جادہ حق سے اتر گئے ہیں۔ عوام کو اس فرقہ جدیدہ کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور ان کے بظاہر خوشنما مگر حقیقت میں انتہائی مکروہ

دام تزویر سے بچانے کی خاطر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔ فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کی تاریخ، ان کے عقائد و نظریات، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم، فقہاء و محدثین اور سلف صالحین رحمہم اللہ سے ان کے بغض اور ان کی تحریفات و تلمیسات کے باحوالہ ثبوت سامنے رکھ دیے گئے ہیں۔ اب یہ قاری کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کو گمراہ کہنے اور ائمہ مجتہدین پر عدم اعتماد کی فضا پیدا کر کے بزعم خویش مجتہد بننے والوں کا حدیث سے کتنا تعلق ہے اور صراط مستقیم سے یہ لوگ کس قدر ہٹے ہوئے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے اہل السنۃ والجماعۃ عوام کو اپنے عقائد و نظریات پر پختگی عطا فرمائیں اور ہر قسم کی گمراہی سے ان کی حفاظت فرمائیں۔

آمین

فہرست

باب اول

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کی تاریخ

2

سرزمین ہند کی تاریخی حیثیت

ایک ہندوستانی راجہ کا حضور ﷺ کی خدمت میں تحفہ

غزوہ ہند کی نبوی پیشین گوئی

سراندیپ کا وفد مدینہ منورہ میں

عہد خلافت راشدہ میں ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی آمد

ہندوستان میں حنفی مذہب کی آمد؛ چوتھی صدی ہجری تک کے حالات

پانچویں صدی ہجری؛ برصغیر پاک و ہند کے علماء و سلاطین

چھٹی صدی ہجری؛ علماء و سلاطین

پر تھوی اور غوری میزائل

آزادی مسجد اقصیٰ

10

ساتویں صدی ہجری؛ علماء و سلاطین

آٹھویں صدی ہجری؛ علماء و سلاطین

کشمیر میں اشاعت اسلام

نویں صدی ہجری؛ علماء و سلاطین

دسویں صدی ہجری؛ علماء و سلاطین

16

گیارہویں صدی ہجری؛ علماء و سلاطین

- 17 فتنہ ترک تقلید اور مجدد الف ثانی رحمہ اللہ
- 18 بارہویں صدی، ہجری، علماء و سلاطین
- 19 تیرہویں صدی، ہجری، علماء و سلاطین
- 19 فرنگی اقتدار کے خلاف جدوجہد کے ادوار
- 19 پہلا دور؛ تحریک بالاکوٹ
فرائضی تحریک
- دوسرا دور؛ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء
کیا خاندان ولی اللہی غیر مقلد تھا؟
- غیر مقلدین کا حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہم اللہ سے اعلان
براءت
- 24 شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کو اہل حدیث کہنا ظلم ہے
- 29 سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کو اہل حدیث کہنا ایمانی موت ہے
صراط مستقیم چھاپنا گناہ ہے
- غیر مقلدین کے جدا مجید، مولوی عبدالحق بناری
غیر مقلدین خارجیت کے نقش قدم پر
خوارج کا مختصر تعارف اور خارجیت احادیث کے آئینہ میں
خوارج باقاعدہ جماعتی شکل میں
- 51 بابائے غیر مقلدیت میاں نذیر حسین دہلوی
- 52 پہلا دور
- 54 دوسرا دور

54

میاں صاحب کا ایک طرف احترام اساتذہ ملاحظہ ہو

بدلتا ہے آسماں رنگ کیسے کیسے

میاں صاحب کی ائمہ مجتہدین سے بے اعتنائی

ناشر غیر مقلدیت

معیار الحق کے رد میں لکھی گئی کتب

شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد ہونے کی حقیقت

میاں صاحب انگریز کے انعام یافتہ وفادار

حالت جنگ میں درس جاری رہا

جہاد باعث ہلاکت و معصیت

انگریزی میم کی حفاظت

70

سٹیفکیٹ

راولپنڈی کی نظر بندی

جنگ آزادی غدر تھی

سفر حج اور کمشنر دہلی کی چٹھی

ہندوستان دارالامان

75

گورنمنٹ خدا کی رحمت

باب دوم

انگریز سے اہل حدیث نام کی رجسٹریشن

77

فرقہ جدیدہ

سرکاری دفتروں میں اہل حدیث کو دہائی لکھنے کی ممانعت

فرقہ قلیلہ

فتنوں کا سرچشمہ

انگریز سے لفظ اہل حدیث کی رجسٹریشن کروانا

مستند خیر خواہ

گورنمنٹ برطانیہ کو ہدیہ تشکر

سپانامہ

ملکہ معظمہ کی طرف سے اہل حدیث کا خطاب

برٹش گورنمنٹ کی تعظیم قلبی پر دلائل شرعی

لارڈ ڈفرن کے حضور

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اپچی سن کے حضور

رہی دل کی دل میں حسرتیں

باب سوم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عمل بالحدیث کی کہانی

خود انہی کی زبانی

آمین بالجہر کی ابتداء

رفع الیدین کی ابتداء

عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں

مستورات کو عید گاہ لے جانا

خطبہ جمعہ اردو زبان میں
اونچی آواز سے نماز جنازہ
جمعہ کی پہلی اذان
آٹھ رکعات تراویح کی ابتداء

باب چہارم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عقائد و نظریات

اللہ تعالیٰ کی شکل و صورت
اللہ تعالیٰ کا مکان
اللہ تعالیٰ اترتے اور چڑھتے ہیں
اللہ تعالیٰ کے وزن سے کرسی چرچر کرتی ہے
اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں
نداء بغیر اللہ
استعاذہ بغیر اللہ

لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے
رام چندر، بچمن، کشن جی وغیرہ نبی ہیں
روضہ اطہر کی زیارت کے لیے جانا جائز نہیں
مرزائی اسلامی فرقہ ہیں
مرزائیوں سے نکاح جائز ہے

مرزانیوں کے پیچھے نماز جائز ہے

قادیانیوں کے جلسہ میں شرکت

مرزائیت کی نرسری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا

ہد ہد ایک انسان تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس پتھر پر کپڑے رکھ کر غسل کیا تھا اس سے مراد گھوڑی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نہیں گئی

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نہیں نگلا

سورہ عبس میں عابس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کوئی کافر ہے

انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت نہیں

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت تسلیم نہیں

خطبہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بدعت ہے

بہت سے غیر صحابی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھے ہوئے ہیں

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فاسق ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی توہین

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی توہین

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی توہین

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توہین

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی توہین

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی توہین

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی توہین

مولانا عبدالحی و مولانا تھانوی رحمہما اللہ کی توہین

اکابرین دیوبند سے اظہار بغض و عداوت

مؤرخین و سیرت نگاروں کا استہزاء

باب پنجم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عمل بالحدیث کی حقیقت

حدیث شریف کی مستند ترین کتب غیر مقلدین کی نظر میں

بلی تھیلے سے باہر آگئی؛ بخاری شریف کو آگ میں ڈال دیں

نواب وحید الزمان صاحب کی امام بخاری رحمہ اللہ پر تنقید

نواب صاحب کی بخاری شریف کے ایک راوی پر سخت تنقید

بخاری شریف حکیم فیض عالم کی نظر میں

بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی پر حکیم فیض عالم کی جرح و تنقید
 امام ترمذی رحمہ اللہ پر حکیم فیض عالم کی تنقید
 مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حکیم فیض عالم کی نظر میں
 شرح معانی الآثار مولوی عبدالعزیز مناظر ملتانی کی نظر میں
 مکہ مدینہ والوں سے فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے شدید اختلافات
 فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کی شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ سے مخالفت
 مقلدین احناف سے بغض
 حنفی گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں اور ان سے نکاح جائز نہیں
 غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت انہی کے اکابر کے قلم سے
 نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ
 مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب کی گواہی
 نواب وحید الزمان صاحب کا حوالہ
 مولوی عبدالمجید سوہدروی کی گواہی

باب ششم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا مقصد: احیاء سنت یا افتراق امت

180

ترک سنت مؤکدہ پر کوئی مواخذہ نہیں

180

قبلہ رخ پاؤں کر کے سونا جائز ہے

180

نوافل و سنن صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں

182

پچاس ہزار اثر فی حق مہر
مقصدتاً سیس، جماعت غرباء اہل حدیث
فرقہ اہل حدیث کا ناقص علم
جھوٹے، مبتدعین اور مخالفین سلف صالحین اہل حدیث
غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد کے کارنامے
احناف کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی وجہ
ایک غیر مقلد واعظ کا کروتوت

باب ہفتم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے مسائل

191

بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز
جماع کے بعد بغیر غسل نماز جائز
پگڑی پر مسح جائز
وضو میں پاؤں پر مسح فرض
مسجد میں محراب بنانا بدعت ہے
مرغ کی قربانی جائز ہے
حنفی والدین کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے
اونٹ، گائے، بکری کا پیشاب حلال
بجو حلال ہے

194

کچھوا، کوکرا اور گھونگا حلال ہے

اپنی مزنیہ سے پیدا ہونے والی پنکی سے، خواہ وہ اپنے نطفہ سے ہو، نکاح جائز ہے 194

متعہ کرنا جائز ہے

مشت زنی جائز بلکہ واجب ہے

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا، عورتوں کے ساتھ غیر فطری عمل، شطرنج کھیلنا، گانا بجانا اور مجلس میلاد

جائز ہے

مذہبی آزادی

آدمی بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھ سکتا ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال حجت نہیں

جوروزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اس کو روزہ کا فدیہ دینا واجب نہیں

نماز جمعہ واجب نہیں

مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں

رات کے وقت مردہ دفن نہیں کرنا چاہیے

بغیر وضو کے طواف

بغیر گواہوں کے نکاح جائز

اذان میں حی علی خیر العمل کہنا جائز ہے

وضو میں ڈاڑھی کا خلال کرنا درست نہیں

وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے

حالت احرام میں بیوی سے ہمبستری کر لے تو حج فاسد نہیں ہوتا

پورے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی کافی

خون اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا

تراویح پر اجرت جائز

کافر کا ذبیحہ حلال

ہاتھی اور خچر حلال

انسانی گوشت کھانا حلال

حرام کھانے کی کھلی چھٹی

بھیک مانگنے کا آسان نسخہ

سونے چاندی کا استعمال

پانی تلاش کیے بغیر تیمم کرنا جائز

شرابی پر کوئی حد متعین نہیں

خلوت صحیحہ کے بعد بھی کامل مہر واجب نہیں

نبیذ کا پانی پاک

عدت کا شمار حیض یا طہر کی مدت سے نہیں

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا جائز

محض دنیاوی کام کے لیے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا جائز

نرالا اجتہاد

ضعیف حدیث پر عمل جائز

نماز جمعہ سے پہلے کی چار سنتوں کا انکار

بغیر وضو کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانا جائز

بغیر وضو کے سجدہ تلاوت جائز

صرف ایک میل پر قصر جائز

نماز میں چل کر دروازہ کھولنا جائز

قرآن کے دو کو ایک کر دیا

مال دار کو زکوٰۃ لینا جائز

ماں باپ کو زکوٰۃ دینا جائز

عام عورتوں کو پردہ کی ضرورت نہیں

زیادہ بھوک پیاس لگے تو روزہ معاف

بغیر بسم اللہ کے ذبیحہ حلال

نمازی کے آگے سے گدھے، کالے کتے یا عورت کے گزرنے سے نماز فاسد

بغیر روزہ کے اعتکاف درست

شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے

صرف عورتوں کی امامت

ہم بستری سے پہلے غسل

سمع اللہ اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد اور دو مجبوروں کے درمیان ذکر فرض

عورتوں کو قبر پر جانے کی اجازت

کافر کے پیچھے نماز جائز

بلا عذر چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں

جو تے سمیت نماز پڑھنا سنت

ایک ہی عورت کی گواہی کافی

حلال جانوروں کا سب کچھ کھانا جائز

بیٹے کی بیوی سے زنا

چھینک کا جواب فرض

شراب ملی خوشبو اور دوا کا استعمال جائز

اٹھارہ لیٹر شراب کا شور بہ پاک

شراب کا سرکہ جائز

شراب سے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی کھانا جائز

جمعہ کے عربی خطبہ میں اردو اشعار

نبیذ کا پینا جائز

کافر کے کتے کا شکار کیا ہوا کھانا حلال

نجس چیز پر نماز جائز

تصویروں والے کپڑوں اور برتنوں کا استعمال اور ان کی خرید و فروخت جائز

جو چھلی مر کر پانی کے اوپر آ جائے اس کا کھانا حلال

چوہے کا پاخانہ کھانا جائز

منی، خون، شرم گاہ کی رطوبت اور شراب پاک

حلال جانوروں کا پیشاب پاک

سور اور کتے کا جوٹھا اور کتے کا پسینہ پاک

کتے کا پیشاب پاخانہ پاک

غسل معاف

زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز

زانیہ کی مسجد اور عام مساجد کا حکم برابر

گدھ، چمگاڈ اور چوہا حلال

گندم اور چنا پیشاب میں گر کر بھی پاک

بدبودار اور سرٹا ہوا گوشت کھانا جائز

خون اور پیپ پاک

شراب پینے والے کا جوٹھا پاک

نجاست سے رنگا ہوا دھاگہ پاک

چھوٹا کنواں نجاست گرنے کے باوجود پاک

شراب کا پینا حلال

شراب کا استعمال جائز

مٹی کھانا جائز

شرم گاہ میں روئی اور روزہ

غیر فطری عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا

شرم گاہ کی نمائش اور ناپاک کپڑے میں نماز جائز

مقام پاخانہ اور آکھ تناسل میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مقام پاخانہ اور شرم گاہ میں انگلی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مقام پاخانہ میں چھڑی، لوہا یا لکڑی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

منی پاک

مردہ عورت سے زنا کرنے پر غسل واجب نہیں

عورت سے غیر فطری عمل

سود لینا جائز

باب ہشتم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے الہامات و کرامات اور عملیات

وتعویذات

الہامات و کرامات

مولوی عبدالرحمن لکھنوی غیر مقلد کو غیب کا علم

مولوی غلام رسول کو علم غیب اور تصرف فرمانا

قاضی سلیمان منصور پوری کو قبر کے اندر کا علم تھا

قاضی سلیمان منصور پوری سے ایک مردہ نے ملاقات کی

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے بیداری میں اپنی قبر سے ہاتھ نکال کر قاضی سلیمان کا ہاتھ پکڑ لیا

قاضی صاحب کا کشف

قاضی صاحب کو اپنی موت کا علم تھا

قاضی صاحب کو علم تھا ماں کے پیٹ میں کیا ہے

قاضی سلیمان منصور پوری رسول اللہ ﷺ کے مہمان

حضور اکرم ﷺ نے قاضی صاحب کی کتاب پڑھنے کا لوگوں کو حکم دیا

قاضی صاحب سے اللہ تعالیٰ نے کتاب لکھوائی

مولوی عبدالجبار غزنوی کے خلیفہ مولوی محمد سلیمان روڑوی کا اپنے پیر کو جنت میں جاتے

رسول اللہ ﷺ کا مولوی غلام رسول سے ملنے کے لیے حالت بیداری میں قلعہ میاں سنگھ

تشریف لانا

صوفی عبداللہ صاحب غیر مقلد کی کرامات

صوفی صاحب کے کہنے سے بھینس نے فوراً دودھ دے دیا

صوفی صاحب کے اختیار میں ہے کٹا، کٹی دلوانا

صوفی صاحب کو لڑکا لڑکی دینے کا اختیار

مولوی عبداللہ غزنوی صاحب غیر مقلد کے الہامات

عملیات و تعویذات

پریشانی میں حضور ﷺ کو پکارنا

ایسے عمل جو قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوں کرنے جائز ہیں

قبر پر بعد دفن کے سورہ بقرہ کا اول آخر پڑھے

مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا؛ برائے دفع کربت

امام جعفر صادق کو علیہ السلام کہنا

دائیں کہنی پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا

دائیں پنڈلی پر جبریل اور بائیں پر میکائیل لکھنا

تنگی کے وقت حضرت خضر کا تشریف لانا

حاملہ پر سورہ یوسف باندھے

بچہ پیدا کرنے کا ایک اور عمل

شام سے صبح تک بیوی کے ساتھ مشغول رہنے کا نسخہ

ولادت کی آسانی کے لئے عورت کی ران میں تعویذ باندھنا

عورت کے پیٹ اور شرمگاہ پر پانی چھڑکنا

ولادت کی آسانی کے لئے

اگر دائیں ران پر آدم اور بائیں پر حوا لکھے تو احتلام نہ ہوگا

نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کا وسیلہ

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کا وسیلہ

حمل ٹھہرانے کا عجیب و غریب طریقہ

عورت کے پیٹ پر لکیر کھینچے

شرمگاہ کے پانی کے ساتھ نظر لگ جانے کا علاج

دروذناریہ اور درود تحینا کے فوائد

دعائے حزب البحر پڑھنے کی تلقین

ختم صحیح بخاری برائے دفع جملہ نوازل

طریق ختم خواجگان

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ

ختم قادریہ

ختم لایلاف

ختم برائے میت

باب نہم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کی چند مشہور شخصیات

272

سر سید احمد خان اور وہابی تاریخ

نواب صدیق حسن خان بھوپالی

زیئہ ترقی

جہاد کا عزم گناہ کبیرہ ہے

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مرتکب کبیرہ

شرائط جہاد مفقود ہیں

غدر میں فرقہ اہل حدیث نے حصہ نہیں لیا

جہاد نہیں فساد تھا

سب سے زیادہ خیر خواہ

ملکہ بھوپال کے اعزازات

دور ابتلاء

خدا یاد آیا

وفات

بحالی

تصانیف

دعوائے مجددیت

299

عجیب و غریب مسائل

مولوی نذیر احمد دہلوی

غلط ترجمہ قرآن

انگریز ہی سلطنت کے اہل ہیں

انعامات

سرو لیم مور کی شان میں قصیدہ

مولوی محمد حسین بٹالوی

ہندوستان دارالاسلام ہے

دنیا کا کوئی مسلمان بادشاہ گورنمنٹ سے جہاد نہیں کر سکتا

جہاد کہیں بھی نہیں ہو سکتا

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مفسد، بدکردار اور باغی

جہاد حرام

سرٹیفیکیٹ

رفقار زمانہ سے واقف

مادر مہربان

ملکہ ہماری سلطنت ہی کے لیے بنائی گئی ہے

ہم ڈنکے کی چوٹ پر گورنمنٹ کا ساتھ دیں گے

ملکہ کی خیر خواہی میں جان دینا باعث فخر

۱۸۵۷ء کے مجاہدین بے وقوف تھے

برٹش گورنمنٹ ہی میں ہماری ترقی ہے

مسلمانوں کو برٹش کا مطیع بنانا

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

اہل حدیث کانفرنس کا مقصد ششم؛ حکومت سے وفاداری

مولوی ثناء اللہ امرتسری

تفسیر یا تحریف؟

مرزا نیوں کے پیچھے نماز جائز

نواب نور الحسن خان صاحب

نواب وحید الزمان صاحب

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی

مولوی عبدالوہاب ملتانی صدری دہلوی

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب

علامہ احسان الہی ظہیر صاحب

احسان الہی کے لیے چیلنج مباہلہ

برٹش گورنمنٹ کے انعام یافتگان

باب دہم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے علماء کی تحریفات، تضادات اور

کذب بیاباں

صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنا کیسا ہے؟

تقلید کی شرعی حیثیت کیا؟

کیا آپ ﷺ اپنی قبر اطہر میں حیات ہیں اور درود و سلام سنتے ہیں؟

کیا مردے سنتے ہیں؟

کیا وسیلہ پکڑنا جائز ہے؟

کیا اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں ممکن ہے؟

کیا قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز حجت ہے؟

کیا شریعت میں قیاس کرنے کی گنجائش ہے؟

کیا خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ممکن ہے؟

تعویذ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

وحدت الوجود کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

بے نمازی کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

حدیث کسے کہتے ہیں؟

مسجد میں محراب بنانا کیسا ہے؟

کیا بڑی عمر والا کسی عورت کا دودھ پی سکتا ہے؟

زنا سے حاملہ ہونے والی عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

کیکڑا حلال ہے یا حرام؟

سگریٹ اور حقہ پینا کیسا ہے؟

نماز جنازہ میں امام اوپچی آواز سے پڑھے یا آہستہ؟

آدمی قبر پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟

355

کیا میت کو قرآن کریم کا ثواب پہنچتا ہے؟

نماز میں رفع الیدین کا شرعی حکم کیا ہے؟

پروفیسر طالب الرحمن شاہ؛ مجموعہ تضادات شخصیت

کتاب؛ 'آئیے عقیدہ سیکھئے' میں تضادات

سوال گندم جواب چنا!

ارشاد الحق اثری صاحب کی غلط بیانیاں

'توضیح الکلام' سے اثری صاحب کے چند جھوٹ

زبیر علی زئی صاحب کی کذب بیانیاں

حکیم فیض عالم کی جہالتیں

375

ضمیمہ

علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے فتنہ غیر مقلدیت

کے رد میں لکھی جانے والی بعض کتب کی فہرست

باب اول

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کی تاریخ

سرزمین ہند کی تاریخی حیثیت

بعض تاریخی روایات سے اشارات ملتے ہیں کہ ابوالبشر حضرت سیدنا آدمؑ کو جب جنت سے زمین پر اتارا گیا تو ان کا نزول سرزمین ہند میں ہوا۔ (۱)
جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرزمین ہند اپنے اسی نام و عنوان سے عہد قدیم سے متعارف ہے۔ حضرت سیدنا سلیمانؑ کے واقعات اور آنحضرت ﷺ کے عہد میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ مثلاً

ایک ہندوستانی راجہ کا حضور ﷺ کی خدمت میں تحفہ

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک راجہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک زنجبیل (تازہ ادرک یا خشک سوٹھ) کا تحفہ بھیجا۔ جسے آنحضرت ﷺ نے پسند فرمایا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمایا اور خود بھی تناول فرمایا۔ (۲)

تاریخی روایات کے مطابق سرزمین عرب کے اندر ہندوستانی اشیاء مشک، کافور، زنجبیل، لونگ، مرچ، عود ہندی، ساگوان کی لکڑی، ہندی تلوار اور ہندی کپڑے وغیرہ بکثرت استعمال ہوتے تھے۔ اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی یہ چیزیں استعمال فرماتے تھے۔

غزوہ ہند کی نبوی پیشین گوئی

”عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عصابة بن من امتى حررهما الله من النار عصابة تغزوا الهند وعصابة تكون مع
(۱) فتح الباری ج ۶ ص ۴۰۹، الفردوس بمأثور الخطاب ج ۴ ص ۲۷۱، رقم الحدیث ۶۷۸۹ (۲) مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۵

عیسیٰ بن مریم۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نارِ جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان سے جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ رہے گا۔ (۱)

سراندیپ کا وفد مدینہ میں

ہندوستانی تاجر عرب کی تجارتی منڈیوں میں اور عرب تاجر ہندوستان کی تجارتی منڈیوں میں تجارت کے لیے آتے جاتے تھے۔ بعض تاجروں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کی خبر ہندوستان میں بھی پہنچ چکی تھی، چنانچہ جنوبی ہند کے علاقہ سراندیپ کے اہل علم حلقوں نے ایک وفد معلومات حاصل کرنے کے لیے عرب میں بھیجا، تاکہ وہ آنحضرت ﷺ کے عقائد و نظریات کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ یہ وفد بعض رکاوٹوں کی وجہ سے اس وقت مدینہ منورہ پہنچا جب آنحضرت ﷺ اور حضرت امام ابو بکر صدیقؓ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔ اور حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت تھا۔ (۲)

اسلامی تاریخ کے مسلمہ مورخین اس بات کی شہادت بھی دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مکی و مدنی دور میں سرزمین عرب کے اندر ہندوستانی افراد بکثرت موجود تھے۔ جنہیں عرب کی زبان میں زط کہا جاتا تھا۔ غالباً یہ اردو زبان میں مستعمل لفظ جٹ کا عربی تلفظ ہے۔ وہ ہندوستانی افراد لباس اور بود و باش کے لحاظ سے اپنی ایک مخصوص ہیئت رکھتے تھے جو ان کی علاقائی شناخت تھی۔ مثلاً

۱..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات آنحضرت ﷺ مجھے

(۱) نسائی، کتاب الجہاد، غزوۃ الہند ج ۲ ص ۵۲ (۲) الہند ص ۱۵۷ بحوالہ خلافت راشدہ اور ہندوستان از مولانا

ساتھ لے کر بطائے مکہ کی طرف تشریف لے گئے اور مجھے ایک جگہ بٹھا کر میرے چاروں طرف چھڑی کے ساتھ دائرہ نما خط کھینچ دیا اور فرمایا تمہارے قریب کچھ لوگ (یعنی جنات) آئیں گے۔ تم نہ ان سے کلام کرنا اور نہ اس دائرے سے باہر نکلنا۔ اور خود آنحضرت ﷺ کچھ دور تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے قریب کچھ لوگ آئے ”کانہم الزط اشعارہم واجسامہم“ جو جسم اور بالوں کے اعتبار سے جاٹوں کی طرح تھے۔ وہ میری سمت آئے، لیکن دائرہ کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ (۱)

۲..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا، وہ سرخ رنگ اور کشادہ سینہ والے تھے۔ اور میں نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا وہ گندی رنگ کے قوی الجسم آدمی تھے۔ ”کانہ من رجال الزط“ جیسے وہ جاٹوں میں سے ہوں۔ (۲)

۳..... حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ۱۰ ہجری میں نجران سے بنو حارث کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس وفد کے افراد کو دیکھ کر فرمایا: ”من هؤلاء الذین کانہم رجال الہند“ یہ کون لوگ ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ ہندوستان کے آدمی ہوں۔ (۳)

عہدِ خلافت راشدہ میں ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی آمد

تاریخی روایات میں جماعت صحابہؓ کے اندر بعض ہندی مسلمانوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ مثلاً حضرت بیرظن ہندیؓ (۴) اور حضرت باذان ملک الہندؓ (۵) وغیرہ۔ لیکن

(۱) جامع ترمذی، کتاب الامثال باب ماجاء فی مثل اللہ لعبادہ ج ۲ ص ۱۱۳ (۲) بخاری، باب وا ذکر فی الکتاب مریم الخ ج ۱ ص ۴۸۹ (۳) سیرت ابن ہشام ج ۵ ص ۲۹۳، تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۹۵ (۴) الاصابہ ج ۱ ص ۱۷۸ (۵) تجرید اسماء الصحابہ از علامہ ذہبی ج ۱ ص ۴۵

ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی باقاعدہ آمد کا سلسلہ عہد فاروقی میں شروع ہوا۔ تقریباً ۲۵ صحابہ کرامؓ اور بیسیوں تابعین کا سرزمین ہند میں تشریف لانا تاریخی روایات سے ثابت ہے۔ مکران و بلوچستان کے علاوہ سندھ کے بعض سرحدی علاقوں تک عہد صحابہؓ میں ہی مسلمان غلبہ حاصل کر چکے تھے۔ لیکن سندھ پر باقاعدہ فوجی یلغار پہلی صدی ہجری کے آخر میں محمد بن قاسمؒ (المتوفی ۹۶ھ) نے اس وقت کی جب سندھ کے حاکم راجہ داہر نے مسلمانوں کے تجارتی قافلے لوٹ کر انہیں جبراً قیدی بنانا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت محمد بن قاسمؒ سرزمین سندھ پر اسلامی پرچم لہراتا ہوا جب ملتان تک پہنچا تو عین اسی وقت دربار خلافت سے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کی طرف سے اس کی معزولی کے احکامات آ گئے اور واپس بلا کر قید کر دیا گیا، جہاں قید خانہ میں ہی اسے شہید کر دیا گیا۔

ہندوستان میں حنفی مذہب کی آمد چوتھی صدی ہجری تک کے حالات

محمد بن قاسمؒ کی فتوحات کے تقریباً تین سو سال بعد تک مسلمانوں کی اس خطے کے اندر آمد و رفت جاری رہی، اور یہاں کی ایک کثیر مقامی تعداد بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا فقہی مذہب دوسری صدی ہجری میں ہی رواج پا چکا تھا اور ہندوستان میں تیسری صدی ہجری کے آغاز میں حنفی مذہب کی آمد کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ چنانچہ

۱..... ۲۲۸ھ میں جب خلیفہ واثق باللہ العباسی نے سد سکندری کا حال دریافت کرنے کے لیے کچھ لوگ بھیجے تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کو حنفی مذہب پر پایا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب ریاض المرئاض ص ۲۱۶ میں بحوالہ مسالک الممالک لکھتے

ہیں کہ سد سکندری کے محافظ (باشندے) بھی مسلمان اور حنفی المذہب تھے۔ اور عربی و فارسی زبان بولتے تھے۔ مگر سلطنت عباسی سے بے خبر تھے۔ (۱)

۲..... شیخ محمد اکرام مرحوم علامہ مقدسی کی احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

” (۳۷۵ھ کے قریب) علاقہ ملتان میں امام ابوحنیفہؒ کے مقلد بکثرت تھے۔“ (۲)

۳..... تاریخ برصغیر کے نامور مؤرخ ملا محمد قاسم فرشتہ فرماتے ہیں:

” ۱۷۷۴ عیسوی میں احمد آباد کے حاکم سلطان محمود بیگرا (المتوفی ۲ رمضان ۹۱۶ھ) نے سندھ پر حملہ کیا تو کئی سندھی مسلمان صرف برائے نام مسلمان تھے چنانچہ بادشاہ ان کے کئی سرداروں کو جو ناگڑھ لے گیا اور انہیں مسلمانوں کے سپرد کیا تا کہ وہ انہیں مذہب حنفی کے مطابق سنت نبوی ﷺ کا طریقہ سکھائیں۔“ (۳)

اور ہندوستان کے اندر اسلام کی آمد و اشاعت میں تصوف کے سلاسل اربعہ میں سے نقشبندی سلسلہ کا بھی بہت نمایاں کردار ہے۔ اور اس سلسلہ کے اکثر اکابر حنفی المذہب تھے۔ جیسا کہ شہزادہ داراشکوہؒ اپنی معروف کتاب سفینۃ الاولیاء میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

” اس سلسلہ کے اکثر مشائخ حنفی المذہب گزرے ہیں۔“ (۴)

ان مستند تاریخی حوالہ جات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے اندر حنفی مذہب تیسری صدی ہجری کے آغاز میں داخل ہو چکا تھا۔ اور علماء احناف ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت اور دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اور اس کے بعد (۱) بحوالہ الکلام المفید فی اثبات التقليد از مولانا محمد سرفراز خان صفدر ص ۱۰۷ (۲) آب کوثر ص ۳۸ (۳) تاریخ فرشتہ اردو حصہ چہارم ص ۴۱۳ (۴) سفینۃ الاولیاء ص ۱۱

ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت کرنے والے تقریباً تمام علماء مذہب حنفی سے ہی تعلق رکھنے والے تھے۔ آئیے اس کا مختصر تذکرہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

﴿پانچویں صدی ہجری﴾

برصغیر پاک و ہند..... کے..... علماء و سلاطین

پانچویں صدی ہجری میں قدرت نے ہندوستان کے اندر اشاعت و حفاظت اسلام کا ایک غیبی سامان فراہم کر دیا اور وسط ایشیا و افغانستان سے نکل کر ہندوستان میں داخل ہونے والے اہل السنۃ والجماعۃ کے دو طبقے سرگرم عمل ہو گئے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں پہلا طبقہ ☆ شیخ فخر الدین حسین زنجانی لاہوریؒ، جو خراسان سے لاہور تشریف لائے تھے۔ (المتوفی ۴۳۱ھ)..... ☆ شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوریؒ (المتوفی ۴۴۸ھ)..... ☆ اور حضرت علی ہجویری جو غزنی سے لاہور تشریف لائے تھے (ولادت ۴۰۰ھ تقریباً، وفات ۱۵ صفر ۴۶۴ھ) جیسے اہل السنۃ صوفیاء کرام کا تھا۔ جنہوں نے دعوت و ارشاد کے ذریعہ لاکھوں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کر کے اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دی۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ..... ☆ سلطان ناصر الدین سبکتگین غزنویؒ (المتوفی ۳۸۷ھ) جو شمالی ہندوستان کے فوجی نظام اور اس کی متحدہ قوت کو شکست دے کر پشاور کا علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل کر کے جنوبی ہند کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول چکے تھے..... ☆ سلطان

محمود غزنویؒ (ولادت ۳۶۰ھ، وفات ۴۲۳ھ).....☆ اور ان کے جانشین سلاطین و فاتحین کا تھا۔ جنہوں نے راجہ جے پال اور اس کے بیٹے راجہ اند پال کو شکست دے کر پشاور، لاہور اور سومنات تک اسلامی فتوحات کا پرچم لہرا دیا تھا۔ ۴۱۵ھ میں محمود غزنویؒ نے سومنات پر فتح حاصل کی اور وہ بت شکن کے تاریخی لقب سے پہچانے گئے۔ اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

چھٹی صدی ہجری

علماء..... و..... سلاطین

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں جب ہندوستان کے سیاسی حالات پر مسلمان کی گرفت کمزور ہونے لگی، تو قدرت نے پھر اس خطے کے اندر دوا ایسے طبقوں کو خدمت دین کے لیے منتخب کیا جنہوں نے چھٹی صدی ہجری میں ہندوستان کے اندر اشاعت و حفاظت اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔

طبقہ اولیٰ

ان میں پہلا طبقہ.....☆ شیخ ابوالحسن بختیار بن عبداللہ ہندیؒ (المتوفی ۵۴۳ھ).....☆ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ حضرت شیخ قاضی حمید الدین ناگوریؒ (ولادت ۵۱۵ھ، وفات ۶۲۵ھ).....☆ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی جمیریؒ (ولادت ۵۲۷ھ، وفات ۶۱۳ھ).....☆ اور شیخ ابوالحسن علی بن عمر محدث لاہوریؒ جیسے اہل السنۃ علماء و صوفیاء کا تھا، جنہوں نے اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دی۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ..... ☆ سلطان شہاب الدین محمد غوری شہیدؒ (المتوفی ۶۰۲ھ).....
☆ اور سلطان قطب الدین ایبکؒ (المتوفی ۶۰۷ھ، ۱۲۱۰ء) جیسے فاتحین و سلاطین کا تھا،
جنہوں نے اسلامی سلطنت کے استحکام کا فریضہ سرانجام دیا۔
اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ
سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ خفی تھے۔

پرتھوی اور غوری میزائل

خواجہ اجمیریؒ کو خواب میں آنحضرت ﷺ نے غزنی سے ہندوستان جانے کا حکم
فرمایا تو انہوں نے ہندوستان آ کر اجمیر میں ڈیرے ڈال دیئے، اجمیر کے ہندو راجہ پرتھوی
راج نے مذہبی تعصب کی بنا پر انہیں پریشان کرنا شروع کیا تو انہوں نے غزنی کے حکمران
شہاب الدین محمد غوریؒ کو اجمیر پر حملہ کی دعوت دی۔ چنانچہ متعدد حملوں کے بعد ۵۸۷ھ میں
اجمیر فتح ہوا۔ اور پرتھوی راج گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ تاریخی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اس لڑائی میں سلطان غوریؒ کے ساتھ باقاعدہ ایک
سپاہی کی حیثیت سے شامل تھے۔ اور انہوں نے اس جہاد میں عملاً حصہ لیا۔ آج ہندوستان کا
پرتھوی میزائل اور پاکستان کا غوری میزائل انہی نسبتوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

آزادی مسجد اقصیٰ

چھٹی صدی ہجری میں ایک طرف سلطان غوریؒ بت کدہ ہند میں اسلام کی
اذانیں بلند کر رہے تھے اور دوسری طرف سلطان نور الدین محمودؒ گئی (المتوفی ۵۶۹ھ) مسجد
اقصیٰ کی آزادی کے لیے صلیبیوں سے فیصلہ کن پنجہ آزمائی شروع کر چکے تھے۔ چنانچہ

۵۸۷ھ میں غوری نے اجیر فتح کیا اور ۵۸۸ھ میں زنگی کے جانشین سلطان صلاح الدین ایوبی (المتوفی ۵۸۹ھ) نے مسجد اقصیٰ آزاد کرائی۔

سلطان زنگی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے، جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۵۰۵ میں اس کی صراحت کی ہے۔ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اہل السنۃ والجماعۃ شافعی تھے۔ گویا مسجد اقصیٰ کی آزادی اور اجیر کی فتح کے لیے بھی قدرت نے حنفی و شافعی مقلدین کو منتخب کیا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

﴿ساتویں صدی ہجری﴾

علماء..... و..... سلاطین

ساتویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لیے دو طبقے سرگرم رہے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں سے پہلا طبقہ..... ☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجیری کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (ولادت ۵۰۵ھ، وفات ۱۲ ربیع الاول ۶۳۳ھ)..... ☆ خواجہ بختیار کاکیؒ کے خلیفہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (ولادت ۶۰۶ھ، وفات ۵ محرم ۶۱۴ھ)..... ☆ خواجہ بختیار کاکیؒ کے دوسرے خلیفہ، شیخ بدر الدین غزنویؒ (المتوفی ۶۵۷ھ)..... ☆ شیخ معین الدین اجیری کے خلیفہ، شیخ حمید الدین ناگوریؒ (ولادت ۵۷۰ھ، وفات ۶۷۷ھ)..... ☆ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلیفہ، خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ (المتوفی ۶۹۰ھ)..... ☆ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے خلیفہ، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ (ولادت ۵۶۰ھ، وفات ۷ صفر ۶۶۶ھ)..... ☆ شیخ رضی الدین

حسن صنعانی لاہوریؒ (ولادت ۵۷۷ھ، وفات ۶۵۰ھ)..... ☆ شیخ جلال الدین تبریزیؒ (المتوفی ۶۳۲ھ، ۱۲۴۴ء)..... ☆ اور شیخ برہان الدین بلخیؒ (المتوفی ۶۸۷ھ) جیسے اہل السنۃ علماء و مشائخ کا تھا، جو برصغیر میں اشاعتِ اسلام کا نور پھیلارہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ..... ☆ سلطان ناصر الدین قباجہؒ (المتوفی ۶۲۲ھ)..... ☆ سلطان شمس الدین التمشؒ (المتوفی ۶۳۳ھ)..... ☆ سلطان غیاث الدین بلبنؒ (المتوفی ۶۸۵ھ)..... ☆ اور سلطان جلال الدین خلجیؒ (المتوفی ۶۹۵ھ) جیسے سلاطین کا تھا جو اسلامی سلطنت کی توسیع و ترقی کے لیے برسرِ پیکار تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

﴿ آٹھویں صدی ہجری ﴾

علماء..... و..... سلاطین

آٹھویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لیے دو طبقے سرگرم عمل رہے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں سے پہلا طبقہ..... ☆ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ (ولادت ۶۵۲ھ، وفات ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ)..... ☆ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلیفہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (ولادت ۶۳۱ھ، وفات ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ)..... ☆ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ امیر خسروؒ (ولادت ۶۲۵ھ، وفات ۷۲۵ھ).....

☆ شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ، حضرت خواجہ برہان الدین غریب نوازؒ (ولادت ۶۹۲ھ، وفات ۷۴۱ھ) ☆ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ (المتوفی ۱۸، رمضان ۷۵۷ھ) ☆ حضرت شیخ علامہ کمال الدین دہلویؒ (المتوفی ۷۵۶ھ) ☆ اور حضرت شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت (المتوفی ۱۳۸۴ء) جیسے اہل السنۃ علماء و صوفیاء کرام کا تھا جو اشاعتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ ☆ سلطان علاؤ الدین خلجیؒ (المتوفی ۷۱۶ھ) ☆ سلطان غیاث الدین تغلقؒ (المتوفی ۷۲۵ھ) ☆ سلطان محمد تغلقؒ (المتوفی ۷۵۲ھ) ☆ اور سلطان فیروز شاہ تغلقؒ (المتوفی ۷۹۹ھ) جیسے سلاطین کا تھا، جو اسلامی مملکت کے استحکام کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

کشمیر میں اشاعتِ اسلام

کشمیر کے اندر مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ تو ساتویں صدی ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ جب ایک مسلمان بزرگ شاہ مرزا خراسانی کشمیر میں آئے اور حکومت کشمیر کے ملازم ہوئے اور بعد میں شمس الدین شاہ کے نام سے تخت کشمیر پر جلوہ گر ہوئے۔ ان کے خاندان کی حکومت ۹۹۵ھ تک قائم رہی۔ اسی دوران سہروردی سلسلہ کے ایک بزرگ حضرت سید شرف الدین بلبل شاہؒ (المتوفی ۷۲۷ھ) کشمیر آئے، تو دس ہزار کشمیریوں کے حاکم کشمیر ہرجن شاہ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسی طرح ایک اور سہروردی بزرگ امیر کبیر

سید علی ہمدانی (ولادت ۱۲ رجب ۷۱۲ھ، وفات ۷۸۶ھ) ۷۰۰ سادات کے ساتھ ۷۸۱ھ میں کشمیر آئے تو ان کی دعوت پر ۳۷، ہزار کشمیری حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ وہ اپنی واپسی پر شیخ جمال الدین کشمیری کو اشاعتِ اسلام کے لیے کشمیر چھوڑ گئے۔ سید ہمدانی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے میر محمد ہمدانی کئی سو ساتھیوں سمیت کشمیر میں آئے اور ۲۲ سال تک خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ ۷۹۹ھ میں وہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو راستہ میں ترکستان میں ان کی وفات ہو گئی۔ ان کے علاوہ شیخ رضی الدین کشمیری (المتوفی ۹۵۶ھ) اور مفتی فیروز کشمیری (المتوفی ۹۷۷ھ) وغیرہ بزرگوں نے کشمیر کے اندر اشاعتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور یہ سب بزرگ بھی اہل السنۃ والجماعۃ خفی تھے۔ چنانچہ تاریخ برصغیر کے نامور مؤرخ ملا محمد قاسم فرشتہ لکھتے ہیں:

”ملک کشمیر کی ساری رعایا خفی مذہب رکھتی ہے۔“ (۱)

اس کے بعد ۱۲۸۷ء میں عراق سے میر نور بخش کا ایک مرید شمس الدین کشمیر آیا جس نے نور بخشی مذہب کی یہاں بنیاد رکھی۔ رفتہ رفتہ کشمیر کے اندر یہ مذہب ترقی پاتا گیا اور اہل السنۃ والجماعۃ کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جانے لگا تو اس وقت سنی مسلمانوں کی درخواست پر سلطان جلال الدین اکبر نے ۱۵۸۶ء میں کشمیر پر حملہ کر کے اس کو اقتدار دہلی کے زیرِ نگیں کر لیا۔ اس نور بخشی مذہب کی کشمیر میں آمد پر تبصرہ کرتے ہوئے ملا قاسم فرشتہ لکھتے ہیں:

”کشمیری باشندے مذہباً خفی مسلمان تھے۔ فتح شاہ کے زمانے میں عراق سے شمس الدین نامی ایک شخص آیا اور اس نے خود کو میر نور محمد بخش سے منسوب کر کے ایک غیر معروف مذہب کی اشاعت کرنی شروع کی۔ اور اس مذہب کا نام نور بخشی مذہب رکھا۔ اس مذہب کے ماننے والے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور خلفائے ثلاثہؓ (حضرت ابو بکر صدیقؓ،

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کی شان میں بے ادبی کرتے تھے۔ اور میر نور بخش کو مہدی موعود سمجھتے تھے۔“ (۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کشمیر کے اندر اسلام کی آمد اور اشاعت اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے بزرگوں کے ذریعہ ہوئی۔ البتہ روافض نے اپنی عادت و فطرت کے مطابق اسلامی قوت کو کمزور کرنے کے لیے انتشار اور تفریق کی فضا پیدا کر دی۔ یہاں یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ کشمیر کے اندر اسلام کی آمد اور اس کی اشاعت کی جدوجہد میں کسی بھی غیر مقلد کا نشان تک نہیں ملتا۔

﴿نویں صدی ہجری﴾

علماء..... و..... سلاطین

نویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت و حفاظت کے لیے دو طبقے سرگرم ہوئے۔

طبقہ اولیٰ:

ان میں سے پہلا طبقہ..... ☆ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے خلیفہ شیخ محمد یوسف حسینی دہلوی المعروف خواجہ سید محمد گیسو درازؒ (المتوفی ذیقعدہ ۸۲۵ھ)..... ☆ احمد تھانیسریؒ (ولادت ۶۵۶ھ، وفات ۲۳ ذی الحجہ ۸۲۲ھ)..... ☆ قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ (المتوفی ۸۴۸ھ)..... ☆ شیخ صفی الدین رودلویؒ (المتوفی ۱۳ ذیقعدہ ۸۱۹ھ)..... ☆ اور علامہ فضل اللہ شیرازیؒ (المتوفی ۸۲۰ھ) جیسے اہل السنۃ علماء و مشائخ کا

تھا جو اشاعتِ اسلام میں مصروف تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسری طرف.....☆ امیر تیمور لنگ (المتوفی ۸۰۷ھ) اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود محرم ۸۰۱ھ میں دریائے جہلم کے راستہ ہندوستان میں داخل ہو کر خانہ جنگی کے شکار اقتدار دہلی کو کنٹرول کر کے سلطنتِ اسلامیہ کو مستحکم کر رہا تھا، اور اس کے بعد.....☆ سلطان بہلول لودھی (المتوفی ۸۹۴ھ) یہ ذمہ داری نبھا رہا تھا۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ خفی تھے۔

دسویں صدی ہجری

علماء..... و..... سلاطین

دسویں صدی ہجری میں بھی برصغیر میں اسلام کی اشاعت و حفاظت کے دو طبقے سرگرم عمل ہوئے۔

طبقہ اولیٰ

ان میں سے پہلا طبقہ.....☆ شیخ علی متقی جو نیپوری (ولادت ۸۹۷ھ، وفات ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ).....☆ شیخ محمد طاہر پٹنی گجراتی (ولادت ۹۱۴ھ، وفات ۹۸۶ھ).....☆ حضرت مجدد الف ثانی کے شیخ و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ (ولادت ۵ ذی الحجہ ۹۷۲ھ، وفات ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ).....☆ شیخ عبدالقدوس گنگوہی (المتوفی ۹۴۵ھ).....☆ شیخ جلال الدین تھانیسری (المتوفی ۹۸۳ھ).....☆ اور شیخ عبداللہ انصاری سلطان پوری (المتوفی ۹۹۰ھ) جیسے اہل السنۃ علماء و صوفیاء کا تھا، جو اشاعتِ اسلام

کافر بیضہ سرانجام دے رہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ ☆ سلطان سکندر لودھیؒ (المتوفی ۱۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ)
 ☆ سلطان ابراہیم لودھیؒ (المتوفی جمادی الثانی ۹۳۲ھ) ☆ سلطان ظہیر الدین بابرؒ
 (المتوفی ۵ جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ) ☆ سلطان نصیر الدین محمد ہمایوںؒ (المتوفی ۱۵ ربیع
 الاول ۹۲۳ھ) ☆ اور سلطان شیر شاہ سوریؒ (المتوفی ۱۲ ربیع الاول ۹۵۲ھ) جیسے
 سلاطین کا تھا، جو اسلام کا سیاسی غلبہ برقرار رکھے ہوئے تھے۔
 اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ
 سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

گیارہویں صدی ہجری

علماء و سلاطین

گیارہویں صدی ہجری میں بھی برصغیر کے اندر اشاعت و حفاظت اسلام کے
 لیے دو طبقے سرگرم تھے۔

طبقہ اولیٰ:

ان میں سے پہلا طبقہ ☆ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (ولادت
 ۱۲ اشوال ۹۷۱ھ، وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ) ☆ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (ولادت محرم
 ۹۵۸ھ، وفات ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ) ☆ ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (ولادت ۱۰۱۷ھ،
 وفات ۱۰۶۷ھ) ☆ اور حضرت شاہ دولہ دریائیؒ (المتوفی ۱۰۷۵ھ) ☆ حضرت

خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانیؒ (ولادت ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ، وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ) جیسے اہل السنۃ علماء و صوفیاء کرام کا تھا، جو دعوت و تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان و ایقان کے تحفظ کا سامان فراہم کر رہے تھے۔

طبقہ ثانیہ

اور دوسرا طبقہ..... ☆ سلطان نور الدین محمد جہانگیرؒ (المتوفی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ) ☆ سلطان شہاب الدین محمد شاہ جہاںؒ (المتوفی ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ) ☆ سلطان اورنگزیب عالمگیرؒ (المتوفی ۱۱۱۸ھ) جیسے سلاطین کا تھا جو اسلامی سیاست و شوکت کا تحفظ کیے ہوئے تھے۔

اور یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والے یہ دونوں طبقے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

فتنہ ترک تقلید..... اور..... مجدد الف ثانیؒ

دسویں صدی ہجری کے آخر میں برصغیر کے اندر ایک عظیم حادثہ رونما ہو گیا۔ جس نے مسلمانوں کی نظریاتی بنیادیں متزلزل کر کے رکھ دیں۔ سلطان ہمایوں کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین اکبرؒ (المتوفی جمادی الاولیٰ ۱۰۱۴ھ) تخت نشین ہوا تو بد قسمتی سے اسے ملا مبارک اور اس کے بیٹوں، ملا ابوالفضل اور ملا فیضی جیسے دشمنانِ تقلید کی مشاورت میسر آ گئی۔ جنہوں نے اکبر کو حنفی تقلید سے نکال کر نا اہل مجتہد بنا ڈالا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکبر نے اسلام کے مقابل دین الہی کے نام سے ایک نئے دین کی بنیاد رکھ دی، جس کا کلمہ تھا۔

لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ

جس میں روزہ، زکوٰۃ جیسی عبادت پر پابندی تھی اور یہ ترک تقلید کا پہلا خوفناک

حملہ تھا۔ جس نے برصغیر کے مسلمانوں کی ملی و اسلامی وحدت پارہ پارہ کر کے رکھ دی۔ گیارہویں صدی میں اکبر کا جانشین سلطان جہانگیر دین اکبری کا ترجمان بنا تو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی کاوشوں سے وہ دین اکبری سے تائب ہو کر حضرت مجددؒ کے دامن سے وابستہ ہو گیا اور اکبر کا غیر مقلد اندین اس کے اپنے بیٹے کے ہاتھوں دم توڑ گیا۔ شیخ احمد سرہندیؒ کی انہی خدمات کی بنا پر انہیں بالاتفاق مجدد الف ثانی یعنی دوسرے ہزار سال کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔

❦ بارہویں صدی ہجری ❦

علماء..... و..... سلاطین

بارہویں صدی ہجری میں ایک طرف اگرچہ.....☆ شاہ کلیم اللہ دہلویؒ (ولادت ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ، وفات ۲۴ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ).....☆ خواجہ نور محمد مہارویؒ (المتوفی ۱۲۰۵ھ).....☆ شیخ احمد صدیقی ایٹھوی المعروف ملا جیونؒ (المتوفی ۹ ذیقعدہ ۱۱۳۰ھ).....☆ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ (المتوفی ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ).....☆ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (المتوفی ۱۱۷۶ھ).....☆ مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ (المتوفی ۱۱۹۵ھ).....☆ قاضی محب اللہ بہاریؒ، صاحب مسلم الثبوت (المتوفی ۱۱۱۹ھ).....☆ اور شیخ محمد ہاشم سندھیؒ (المتوفی ۱۱۷۴ھ).....☆ شیخ نظام الدین اورنگ آبادیؒ (المتوفی ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ).....☆ شاہ فخر الدین دہلویؒ (المتوفی ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ).....☆ شیخ محمد عابد سندھیؒ (المتوفی ۱۱۶۰ھ).....☆ شاہ اہل اللہ دہلویؒ (المتوفی ۱۱۸۷ھ) جیسے اہل السنۃ علماء و صوفیاء اشاعت اسلام کے لیے سرگرم عمل تھے جو سارے کے سارے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

لیکن دوسری طرف بد قسمتی سے سلطان عالمگیر کے بعد اقتدار دہلی خانہ جنگی کی نذر ہو کر رہ گیا۔ جس سے اسلام کی سیاسی قوت کے لیے خطرات پیدا ہو گئے۔

﴿تیرہویں صدی ہجری﴾

علماء..... و..... سلاطین

تیرہویں صدی ہجری میں خواجه محمد سلیمان تونسویؒ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، شاہ رفیع الدین دہلویؒ، شاہ عبدالقادر دہلویؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، شاہ محمد اسحاق دہلویؒ، مولانا احمد الدین بگویؒ، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور شاہ عبدالغنی مجددیؒ جیسے اہل السنۃ اشاعت اسلام کے لیے سرگرم عمل تھے اور یہ تمام حضرات بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔ لیکن بد قسمتی سے دوسری طرف برصغیر کے سیاسی اقتدار پر مسلمانوں کی گرفت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ بظاہر اقتدار مغل شہزادوں کے پاس تھا، لیکن فرنگی سامراج کے اس اعلان کے بعد کہ:

زمین خدا کی حکومت بادشاہ کی

اور حکم ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کا

تمام حکومتی اختیارات انگریزوں کو منتقل ہو چکے تھے۔ اسی اعلان کے بعد شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا کہ ”ہندوستان دارالحرب ہے“ چنانچہ اس فتویٰ کی بنیاد پر فرنگی اقتدار کے خلاف جو انقلابی جدوجہد شروع کی گئی اس کے دو (۲) دور تھے۔

پہلا دور تحریک بالاکوٹ

پہلے دور میں برصغیر کے اندر دو بڑی طاقتیں برسر اقتدار تھیں اور یہ دونوں طاقتیں

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی توانائیاں صرف کر رہی تھیں، ان میں سے پہلی طاقت انگریزوں کی تھی جو اقتدار دہلی پر قابض تھی اور دوسری طاقت سکھوں کی تھی، جو دربار لاہور پر مسلط تھی، اور یہ خالصہ حکومت درہ خیبر تک پھیلی ہوئی تھی۔ تحریک حریت کے انقلابی قائدین مولانا سید احمد بریلوی، مولانا شاہ اسماعیل دہلوی اور مولانا عبدالحی بڈھانوی نے پنجاب سے اپنی انقلابی جدوجہد شروع کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ انگریزوں کے خلاف ایک مضبوط انقلابی ہیڈ کوارٹر بھی حاصل کیا جاسکے اور قبائلی علاقوں سے فوجی بھرتی کے ذریعہ عسکری طاقت میں اضافہ بھی کیا جاسکے۔

چنانچہ اسی پروگرام کے تحت انہوں نے نوشہرہ صدر، کوڑہ خٹک، پشاور، چارسدہ اور ہزارہ وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر کے اسلامی خلافت کی بنیاد رکھ دی، جو تقریباً تین ماہ تک قائم رہی، لیکن بد قسمتی سے یہاں بھی میر جعفر جیسے عدا موجود تھے، جنہوں نے فرنگی سازش کے تحت اندرون خانہ انقلابی تحریک کے خلاف خفیہ سرگرمیاں شروع کر دیں۔ ایک طرف وہابیت کے عنوان سے انہیں بدنام کرنے کی پروپیگنڈہ مشینری حرکت میں تھی، اور دوسری طرف سکھوں سے ساز باز کا سلسلہ جاری تھا۔ چونکہ انگریز کسی صورت بھی اس انقلابی تحریک کا استحکام گوارا نہیں کر سکتا تھا لہذا عین اس وقت کہ جب انقلابی تحریک کے قائدین انگریزوں پر ضرب کاری لگانے کے لیے کشمیر میں داخلہ کی منصوبہ سازی مکمل کر چکے تھے بعض عدا روں نے خالصہ فوج کو بالاکوٹ کے خفیہ راستوں کی نشاندہی کر دی۔ انہی خفیہ راستوں سے راجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا شیر سنگھ اپنی فوج لے کر بالاکوٹ میں داخل ہوا۔ اگرچہ اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے مجاہدین بے خبر تھے، لیکن پھر بھی انہوں نے سرتوڑ مقابلہ کیا، اس مقابلہ میں سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی اپنے سینکڑوں ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے، سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید دونوں خفی تھے۔

چونکہ اس انقلابی تحریک کا اصل ہدف فرنگی اقتدار کا خاتمہ تھا اور اس کے خلاف سازش کے پس منظر میں فرنگی دانشوروں کی سیاسی ڈپلومیسی کام کر رہی تھی، اس لیے باقی ماندہ مجاہدین نے باقاعدہ پلاننگ کے تحت انگریزی حکومت کے خلاف گوریلا جدوجہد شروع کر دی، جس کے لیے قبائلی علاقوں کو انقلابی ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ یہ گوریلا جدوجہد معرکہ بالاکوٹ ۱۸۳۱ء کے تقریباً ۳۵ سال بعد تک جاری رہی اور اس میں علماء لدھیانہ، علماء صادق پور، اور علماء پٹنہ کی خدمات بطور خاص قابل ذکر ہیں جنہیں موت، قید اور عبور دریائے شور (کالاپانی) کی سنگین سزائیں سنائی گئیں۔ فرنگی اقتدار نے اس انقلابی تحریک کو وہابی تحریک کے نام سے بدنام کیا۔

فرائضی تحریک

ادھر بنگال میں نواب سراج الدولہ شہیدؒ کی شہادت کے بعد مسلسل ایک جمود طاری تھا۔ جو تیرہویں صدی ہجری کے تیسرے عشرہ میں عظیم انقلابی راہنما حاجی شریعت اللہ اور ان کے بیٹے وجانشین حاجی محسن المعروف دودھومیاںؒ نے توڑا اور فرائضی تحریک کے نام سے انقلابی جدوجہد شروع کی۔ جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی تک مسلسل جاری رہی۔ اسی دوران سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کے سرگرم رکن میر نثار علی عرف تبتو میرؒ نے علم جہاد بلند کیا، جسے ۱۸۳۱ء کے ایک معرکہ میں شہید کر دیا گیا اور بنگال کے یہ تمام انقلابی بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

دوسرا دور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی

انقلابی جدوجہد کے دوسرے دور میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا معرکہ پیش آیا جس میں سید احمد شہیدؒ کے ایک خلیفہ مولانا سرفراز علیؒ امیر المجاہدین تھے اور متحدہ انقلابی سپاہ

کی قیادت ان کے مرید جنرل بخت خانؒ کے پاس تھی جنہوں نے اس وقت کے جید علماء کے فتوؤں کی بنیاد پر اس جنگِ آزادی کی داغ بیل ڈالی اور بادشاہ بہادر شاہ ظفرؒ سے مل کر دہلی کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا، اور اس کے ساتھ ہی حاجی امداد اللہ مہاجرؒ کی، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور حافظ ضامن شہیدؒ جیسے علماء بھی میدانِ جہاد میں کود پڑے۔ لیکن یہاں بھی بد قسمتی سے ایسے غدار موجود تھے جنہوں نے اپنے منافقانہ کردار کے ذریعہ اس تحریکِ آزادی کو کچل کر رکھ دیا اور انگریز دوبارہ دہلی پر قابض ہو گئے۔ پھر ظلم و بربریت کا وہ بازار گرم ہوا کہ جس نے چنگیزی مظالم کی یاد تازہ کر دی۔ ۱۷ ہزار سے زائد علماء کو پھانسی دی گئی، ہزاروں علماء و مجاہدین کو دیگر سنگین قسم کی سزائیں دی گئیں اور یہ تمام علماء و مجاہدین بھی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔

تیرہویں صدی کے آخر میں غیر مقلدانہ مذہب فرقہ اہل حدیث اپنانے والوں کے اساتذہ و مشائخ اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔ مثلاً مولوی عبدالحق بنارس کے اساتذہ میں شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحی بڈھانویؒ وغیرہ حضرات کا نام لیا جاتا ہے اور وہ حنفی مذہب تھے۔ نواب صدیق حسن خان، مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ سے بیعت تھے اور وہ حنفی تھے۔ مولانا سید میاں نذیر حسین دہلوی کے اساتذہ میں شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کا نام لیا جاتا ہے اور وہ بھی حنفی تھے۔ مولانا عبد اللہ غزنوی، ملا حبیب اللہ قندھاریؒ کے شاگرد و مرید تھے اور وہ بھی حنفی تھے۔ نواب وحید الزماں خان، مولانا سلامت اللہ کانپوریؒ اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے شاگرد اور مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ کے مرید تھے، اور یہ سب بھی حنفی تھے۔ ”یُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ“ کی یہ عمدہ مثال ہے غیر مقلدین کا انتہائی سلسلہ اپنے انہی پانچ بزرگوں تک پہنچتا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس فرقہ اور مذہب کی تاریخ کتنی مختصر ہے۔ لیکن اتنی مختصر تاریخ میں بھی یہ فرقہ نیچریت، قادیانیت،

خاکساریت، چکڑالویت، پرویزیت اور جماعت المسلمین جیسے بیسیوں فتنوں کو جنم دے کر عالمی ریکارڈ قائم کر چکا ہے۔

کیا خاندان ولی اللہی غیر مقلد تھا؟

بعض غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا خاندان غیر مقلد تھا حالانکہ ان کا حنفی المذہب ہونا ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان اتحاف النبلاء ص ۲۹ اور المحطہ فی ذکر الصحاح السنہ ص ۱۷ میں اور مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ ص ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہؒ اور ان کا سارا خاندان حنفی تھا۔ نیز مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۴ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ ارواح ثلاثہ ص ۷۹ میں اور مولانا قاری عبدالرحمن پانی پٹیؒ کشف الحجاب ص ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ حنفی تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مقلدین کا پروپیگنڈہ سراسر خلاف حقیقت ہے۔

غیر مقلدین کا حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ

اور سید احمد شہیدؒ سے اعلان برأت

آج تک تو یہ بات دلائل سے ثابت کرنی پڑتی تھی کہ غیر مقلدین کا اسلاف سے کوئی تعلق نہیں، لیکن اب معاملہ بدل چکا ہے اور غیر مقلدین خود ہی کھل کر کہنے لگے ہیں کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ حال ہی میں ایک پمفلٹ ”اہل توحید کے لیے لمحہ فکریہ“ کے نام سے غیر مقلدین نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا ہے۔ اس پمفلٹ کے مصنف ڈاکٹر شفیق الرحمن زیدی ہیں جو مشہور غیر مقلد پروفیسر طالب الرحمن کے بھائی ہیں۔ اس پمفلٹ میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ سے کھل کر برأت و

بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اس پمفلٹ سے چند حوالے نذر قارئین کیے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ

کو اہل حدیث کہنا ظلم ہے

ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب اپنے ہم مسلک عالم اشرف سندھو صاحب (جنہوں نے انfas العارفین کی ایک عبارت کے پیش نظر شاہ ولی اللہ صاحب کو اہل حدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”شاہ عبدالرحیم صاحب کے اس قول کی بناء پر انہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی اہل حدیث قرار دیتے ہوئے یہ بات اشرف سندھو صاحب بھول گئے ہیں کہ اسی انfas العارفین میں لکھا ہے..... ایسے نظریات والے کو صرف اس لیے اہل حدیث کہنا کہ انہوں نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ظلم ہے“۔ (۱)

ڈاکٹر صاحب کی اس تحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اہل حدیث نہیں ہیں، ان کا اہل حدیث ہونا تو درکنار ان کو اہل حدیث کہنا بھی ظلم ہے۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ہے، یہ ڈاکٹر صاحب کی خام خیالی اور جہالت ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فقہ حنفی کے ہرگز مخالف نہیں تھے۔ بلکہ وہ ہندوستان (جو حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانہ میں افغانستان تک پھیلا ہوا تھا) اور اس سے آگے ماوراء النہر کے علاقہ میں دوسرے مذاہب نہ ہونے کی بناء پر فقہ حنفی کی اتباع کو ضروری اور اس سے خروج کو حرام قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ رقم طراز ہیں:

”فاذا كان انسان جاهل في بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملاً“ (۱)

جب مسائل سے ناواقف آدمی ہندوستان اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہو تو چونکہ وہاں نہ کوئی عالم شافعی، مالکی یا حنبلی ہے اور نہ ان مذہبوں کی کوئی کتاب اس لیے اس پر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تقلید واجب ہے اور اس سے خروج حرام ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنی گردن سے شریعت کا پھندا اتار کر بے کار و مہمل رہ جائے گا۔

ایک اور مقام پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مذہب حنفی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

”عرفنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ“ (۲)

(دورانِ مکاشفہ) مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ (تشریح کتاب وسنت اور استنباط مسائل کے سلسلہ میں) مذہب حنفی کا طریقہ تمام طریقوں میں سب سے زیادہ سنتِ معروفہ (احادیثِ مبارکہ) کے موافق ہے جس کو امام بخاری وغیرہ کے زمانہ میں منفع کیا گیا اور جمع کیا گیا۔

یہ جو حضرت شاہ صاحب کو بتلایا گیا ہے کہ سنت کی تشریح اور مسائل کے استنباط میں حنفی طریقہ سنت کے زیادہ موافق ہے اس کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے

کہ احناف نے استنباط مسائل میں حتی الوسع قرآن و سنت کو سامنے رکھا ہے اور مسئلہ کے صراحۃً قرآن و سنت میں ہوتے ہوئے قیاس و اجتہاد نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حدیث مرفوع کے ساتھ ساتھ حدیث موقوف اور مرسل حدیث کو بھی حجت مانا اور خبر واحد کے ساتھ ساتھ ضعیف حدیث کو بھی اجتہاد و قیاس پر مقدم رکھا اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں کیا، چنانچہ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

”واصحاب أبی حنیفۃؒ مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث عنده اولی من القیاس والرأی وعلی ذلک بنی مذهبہ“ (۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے اولیٰ و بہتر ہے اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے

کہ احناف نے حتی المقدور مختلف احادیث کے درمیان تطبیق اور جمع بین الاحادیث کی کوشش کی ہے دوسرے لوگوں کی طرح ایسا نہیں کیا کہ ایک حدیث کو لے کر باقی کو چھوڑ دیا۔ اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے باقی کو اسی پر قیاس کر لیں۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے متعلق احادیث مختلف آئی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ ”فروع الاذنین“ دونوں

کانوں کے اوپر کے حصے تک لے جاتے تھے۔ (۱)

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ”شحمة الاذنین“ دونوں کانوں کی لو تک لے

جاتے تھے۔ (۲)

تیسری حدیث میں آتا ہے کہ ”منکبین“ کندھوں تک لے جاتے تھے۔ (۳)

احناف نے ان تینوں احادیث پر عمل کیا اور کسی حدیث کو بھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ رفع یدین کا طریقہ یہ بتلایا کہ نمازی اپنے دونوں ہاتھ اس طرح سے اٹھائے کہ اس کی دونوں ہتھیلیوں کا نچلا حصہ کندھوں کے برابر ہو جائے اور انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اور انگلیوں کے اوپر کے پورے کانوں کے اوپر کے حصے کے برابر ہو جائیں۔ اس طرح تینوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تیسری وجہ یہ ہے

کہ احناف نے مختلف فیہ مسائل میں ممکن حد تک دوسرے مذاہب کی رعایت کرتے ہوئے اختلاف سے بچنے کی کوشش کی ہے بلکہ اختلاف سے بچنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

”يستحب في مذهبنا الخروج من الخلاف فانه احتياط في الدين“ (۴)

ہمارے مذہب میں اختلاف سے بچنا مستحب ہے کیوں کہ اختلاف سے بچنے ہی

میں دین کے اندر احتیاط ہے۔

چنانچہ اس کی بھی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ (۲) نسائی ج ۱ ص ۱۰۲ (۳) صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ (۴) مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۰

(۱) عورت کو چھونے اور شرم گاہ پر ہاتھ لگنے سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ جو شخص عورت کو چھوئے یا شرم گاہ کو ہاتھ لگائے اسے وضو کر لینا مستحب ہے۔ (۱)

(۲) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد احناف وضو کرنے کے قائل نہیں لیکن حضرت امام احمد بن حنبل قائل ہیں۔ اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد بھی وضو کر لینا مستحب ہے۔ (۲)

(۳) احناف کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت ایک مثل کے بعد شروع ہو جاتا ہے اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ احتیاط یہ ہے کہ ظہر ایک مثل سے پہلے پہلے پڑھ لی جائے اور عصر دو مثل کے بعد تا کہ نماز سب کے نزدیک صحیح وقت پر پڑھی جائے۔

(۴) جس شخص نے خود اپنا حج نہ کیا ہو وہ مذہب حنفی میں دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے مگر چونکہ دوسرے بعض مذاہب میں یہ جائز نہیں اس لیے صرف دوسرے مذہب کی رعایت کی خاطر فقہ حنفی میں ایسے شخص کا حج بدل کے لیے جانا مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ (۳)

(۵) اگر طواف کرنے والا بیت اللہ سے اتنا قریب چلے کہ اس کا بایاں پاؤں بیت اللہ کی بنیاد پر سے گزر رہا ہو تو مذہب حنفی میں اس کا طواف صحیح ہو جائے گا مگر محض دوسرے مذاہب کی مراعات کے پیش نظر اس کو (فقہاء) مکروہ فرماتے ہیں۔ (۴)

(۱) نور الایضاح، ص ۳۵ (۲) نور الایضاح مع شرح مرقا الفلاح، ص ۴۷ (۳) احسن الفتاویٰ، ج ۳، ص ۱۰۹

(۴) احسن الفتاویٰ، ج ۳، ص ۱۰۹

ان تصریحات کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب اور ان کی جماعت کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو فقہ حنفی کا مخالف بتانا سیدہ زوری اور ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں باقی رہیں شاہ صاحب کی بعض وہ عبارات جن کو غیر مقلد حضرات اپنے موقف کی حمایت میں پیش کرتے ہیں تو ان کا تفصیلی جواب حفظ الرحمن لمذہب العثمان اور فقہ ولی اللہ یعنی امام ولی اللہ کا فقہی مسلک و مذہب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ

کو اہل حدیث کہنا ایمانی موت ہے

ڈاکٹر صاحب اپنے ہم مسلک ایک دوسرے عالم عبد المجید سوہدري (جنہوں نے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اہل حدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”یہاں یہ بحث نہیں کہ صراطِ مستقیم کتاب کس کی ہے بلکہ عبد المجید صاحب جیسے جید عالم اہل حدیث صراطِ مستقیم کے مضامین ہی کو مواعظِ حسنہ قرار دے رہے ہیں، کیا ایسی کتب کے حوالے سے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل صاحب شہیدؒ کو اہل حدیث ثابت کرنا ایمانی موت نہیں؟“ (۱)

صراطِ مستقیم چھاپنا گناہ ہے

مولوی عبدالعزیز صاحب نورستانی اپنے ایک مکتوب میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب ”صراطِ مستقیم“ کے ناشر مکتبہ سلفیہ لاہور کے متعلق لکھتے ہیں:

”ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس قسم کے شرکیہ کلام جو مسلک

اہل حدیث کے سراسر خلاف ہے، کو بلا تعلیق و تردید چھپوا کر شائع کرنا قابلِ مذمت ہے، ان کو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہیے۔“ (۱)

یاد رہے کہ اس پمفلٹ پر غیر مقلدین کے جماعتی آرگن ہفت روزہ ”الاعتصام“ میں مدیر کے قلم سے تبصرہ بھی شائع ہوا ہے جو خود اس پمفلٹ کی دوسری اشاعت میں درج ہے۔ اس میں تبصرہ نگار نے درج ذیل الفاظ میں اس کی تائید کی ہے اور اس کے مطالعہ کی دعوت دی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

کتابچہ نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہے ہمارے طالب علموں اور علمائے کرام کو بھی اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (۲)

لہذا اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جماعت غیر مقلدین اپنے ڈاکٹر صاحب کے ان نظریات سے متفق ہے اور بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ واقعی ہمارا ان اسلاف سے کوئی تعلق نہیں اور تعلق ہو بھی کیوں، کہ یہ اسلاف تو دشمنِ انگریز تھے جبکہ ان غیر مقلدین حضرات کا وجود انگریز کی دی ہوئی ذہنی و فکری آزادی کا مرہونِ منت ہے۔ اسی ذہنی و فکری آزادی کے سبب ان کا ظہور ہوا ہے۔

غیر مقلدین کے جدِ امجد

مولوی عبدالحق بنارس

بنارس اور اس کے مضافات میں ترکِ تقلید کا شیوع آپ ہی کی بدولت ہوا اگر آپ کو غیر مقلدین کا جدِ امجد کہا جائے تو بجا ہے۔ انکارِ تقلید کے نتیجے میں آپ کے افکار و نظریات کیا ہو گئے تھے اور آپ نے کیا طرزِ عمل اپنا لیا تھا یہ آپ کے ہم عصر علماء کی زبانی

(۱) اہل توحید کے لمحہ فکریہ ص ۲۰ (۲) اہل توحید کے لیے لمحہ فکریہ ص ۸ بحوالہ الاعتصام ۹ ستمبر ۱۹۸۸ء

ملاحظہ فرمائیے:

میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالحق صاحب فرماتے ہیں:

”سوبانی مہانی اس طریقہ نواحدث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا۔ مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا پھر اسی کے شاگرد خاص اور پیروباخلاص دوسرے شہروں میں مثل عظیم آباد کلکتہ وغیرہ میں پھیل گئے اور وہاں کئی حاکم شرع اور علماء صاحب ورع کا کچھ خوف (کیا) تو یہاں اپنے تئیں خلیفہ امیر المؤمنین مشہور کر کے لوگوں کو اپنے عقائد سے بتدریج مطلع کیا اور جاہلوں کو گمراہ بنایا۔ جب یہ معاملہ علماء دین اور حضرت کے سچے خلیفوں پر ظاہر ہوا اور اس کے سبب سے بڑا فتنہ و فساد مسلمانوں میں پڑ گیا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کا اور بھائی بھائی کا اور خاوند جو روکا اور نوکر آقا کا مخالف بنا اور آپس میں ان کے ایسی پھوٹ ہوئی کہ وہ کام جو دین کا سب پر مقدم تھا اس میں بھی خلل آ گیا لوگ متفرق ہوئے اور ایک ایک کا مخالف بن گیا۔“ (۱)

قاری عبدالرحمن پانی پتی مرحوم شاگرد حضرت شاہ اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

”مولوی عبدالحق صاحب بنارسی نے ہزار ہائی آدم کو یا آدمیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری (والعیاذ باللہ) اور صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے، صحابہ کا علم کم تھا، بعد تھوڑے عرصہ کے مولوی عبدالحق صاحب، مولوی گلشن علی صاحب (جو مذہباً شیعہ تھے) کے پاس جو دیوان راجہ بنارس کے تھے، گئے اور یہ کہا کہ میں اب ظاہراً

شیعہ ہوں اور میں نے عمل بالحدیث کے پردہ میں وہ کام کیا کہ عبد اللہ بن سبا سے نہ بنا تھا، ہزار ہا اہل سنت کو قید مذہب سے نکال دیا اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے چنانچہ مولوی گلشن علی صاحب نے تیس روپے ماہوار پر ان کی نوکری کروادی۔ (۱)

چنانچہ متعصب غیر مقلد جناب محمد اسحاق بھٹی بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عبد الحق بناری کو پہلی دفعہ حج کے موقع پر بعض فقہی مسائل میں بے جا بحث و شدت اختیار کرنے کی بنا پر حکومت سعودیہ نے گرفتار کیا اور بعد میں رہا کر دیا، دوسری مرتبہ وہ سید احمد شہیدؒ کے قافلہ جہاد کے ساتھ حج پر گیا تو پھر وہ بحیثیت شروع کر دیں لیکن اس دفعہ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ (۲)

غیر مقلدین خارجیت کے نقش قدم پر

عبد الحق بناری مدینہ منورہ سے بھاگ کر جب یمن گیا تو وہاں پر اس نے امام شوکانی، جو کہ زیدی شیعہ تھے (جیسا کہ خود غیر مقلدین کے مشہور مصنف پروفیسر غلام احمد حریری نے اپنی کتاب تاریخ تفسیر و مفسرین کے صفحہ ۴۹۳ پر نقل کیا ہے) اور سبل السلام شرح بلوغ المرام کے مصنف امیر یمانی کے پوتے سے استفادہ کیا ان دونوں نے ابو یعلیٰ وغیرہ سلفی حضرات کا مذہب قبول کیا تھا اور ابو یعلیٰ قاضی وغیرہ نے مسلک خوارج کو اپنا دین ٹھہرایا تھا۔ اور اسی عبد الحق بناری کو موجودہ دور کے غیر مقلدین اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور اپنے اکابر میں شمار کرتے ہیں۔ (۳)

خوارج کا مختصر تعارف اور خارجیت

ارشادات نبوی ﷺ کے آئینہ میں

حدیث نمبر:

”سمعت رسول الله ﷺ باذني و رأيته بعيني اتى رسول الله ﷺ بمال فقسمه فاعطى من عن يمينه و من عن شماله ولم يعط من ورائه شيء فقام رجل من ورائه فقال يا محمد ما عدلت في القسمة، رجل اسود مطموم الشعر وعليه ثوبان ابيضان فغضب رسول الله ﷺ غضبا شديدا. قال والله لا تجدون بعدى رجلا هو اعدل منى ثم قال يخرج في آخر الزمان قوم كان هذا منهم يقرؤن القرآن لا تجاوز تراقيهم يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية سيماهم التحليق لا يزالون يخرجون حتى يخرج اخرهم مع المسيح الدجال فاذا لقيتموهم شر الخلق و الخلقه“۔ (۱)

سنائیں (ابو بزرہ سلمیٰ) نے اپنے کانوں سے اور دیکھا میں نے اپنی آنکھوں سے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کچھ مال حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے تقسیم فرمایا۔ دائیں اور بائیں طرف والوں کو عطا فرمایا اور پیچھے والوں کو نہ دیا۔ تو پیچھے والوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے محمد ﷺ! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی سیاہ رنگ اور منڈے ہوئے سروا تھا۔ اس نے بالکل سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میرے بعد تم مجھ سے زیادہ انصاف کرنے والا کسی کو نہ پاؤ گے۔ مزید فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی، گویا یہ بھی اسی

قوم کا ایک فرد ہے، وہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن قرآن کا اثر ان کے دلوں کی طرف نہیں جائے گا۔ اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے۔ سرمنڈانا ان لوگوں کی نشانی ہوگی۔ وہ ہر دور میں ظاہر ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کی ساتھی ہوگی۔ جب تم ان لوگوں کو پاؤ تو سمجھ لینا کہ وہ بدترین مخلوق ہیں۔

حدیث نمبر ۲:

”عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ ویقسم قسما اتاہ ذوالخویصرۃ وهو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک فمن یعدل اذ لم اعدل قد خبت و خسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر اذن لی اضرب عنقه فقال دعہ فان له اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ“۔ (۱)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے اور آپ ﷺ اس وقت مال تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ذوالخویصرہ (حرقوص بن زہیر) آیا جو بنی تمیم سے تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! انصاف کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کم بخت! اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون انصاف کرے گا؟ تیرے اس گمان کی وجہ سے کہ میں بھی عدل نہیں کرتا تو صریح زیاں کار ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے جانے دو اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی

(۱) مشکوٰۃ باب المعجزات، بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۹ باب علامات النبوة، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۱ باب اعطاء

نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔ یہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (ادعائے اسلام کے باوجود) یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔

یہ واقعہ دوسری روایت میں یوں مذکور ہوا ہے:

”اقبل رجل غائر العينين فأتى الجبهة كثر اللحية، مشرف الوجنتين محلوق الرأس فقال يا محمد اتق الله فقال فمن يطع الله اذا عصيته فيأمنني الله على اهل الارض ولا تآمنوني فسأل رجل قتله فممنعه فلما ولي قال عن من فيضيئ هذا قوم يقرؤون القرآن ولا يجاوز حناجرهم يمرقون عن الاسلام مروق السهم من الرمية فيقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان، لئن ادركتهم لا قتلهم قتل عاد“۔ (۱)

ایک شخص آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی، پیشانی اٹھی ہوئی، داڑھی گھنی، رخسار اونچے اور سر منڈا ہوا تھا، وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈرو، حضورؐ نے فرمایا: اگر بقول تمہارے میں بھی خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو کون ہے جو اس کے احکام کی اطاعت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اہل زمین پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے۔ ایک مرد نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی لیکن اسے منع کر دیا گیا۔ جب وہ گستاخ واپس لوٹ گیا تو سرکار نے ارشاد فرمایا: اس کی اصل سے ایک قوم ہوگی، وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے زرخروں سے نیچے نہ اترے گا۔ جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے وہ اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے۔ وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اگر میں اس قوم کو پاتا تو انہیں اس طرح ہلاک کر دیتا جیسے قوم عاد ہلاک کی گئی۔

خوارج باقاعدہ جماعتی شکل میں

خوارج باقاعدہ جماعتی شکل میں امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے زمانہ میں جنگ صفین کے بعد ظاہر ہوئے۔ قبل ازیں یہ آپ کے ساتھی اور متبع تھے لیکن مسئلہ تحکیم کی آڑ میں بگڑے اور اپنا اصلی رنگ روپ ظاہر کرنے لگے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں:

”عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت علیؑ کو تحکیم کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور پھر ایک خاص حکم مقرر کرنے پر تزلزل گئے، جلد ہی اپنے خیالات سے منحرف ہو گئے اور تحکیم کو ایک جرم قرار دینے لگے۔ حضرت علیؑ کے سامنے یہ مطالبہ پیش کیا کہ جس طرح ہم نے تحکیم کو قبول کر کے ارتکاب کفر کیا تھا اور پھر اس سے تائب ہوئے آپ بھی اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کا اعلان کریں۔ عرب کے بدو بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ ”لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ کے نعرہ کو اپنا شعار بنایا اور حضرت علیؑ کے خلاف لڑائی کا آغاز کر دیا۔ (۱)

خوارج کے گروہ کی روزِ اول سے یہی فطرت ہے کہ جو حضرات اسلام کا مکمل نمونہ پیش کر رہے تھے، جو بابِ مدیۃ العلم تھے اور جن حضرات، قدسی صفات سے بہتر اسلام کی مکمل عملی تفسیریں چشمِ فلک کہن نے بھی آج تک غیر انبیاء کے گروہوں میں نہیں دیکھی تھیں، خوارج نے ان حضرات کو بھی اسلام سے خارج ٹھہرانے اور کافر بتانے بلکہ ان کے ساتھ برسرِ پیکار رہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی تھی۔ ان لوگوں کی اکابر دشمنی پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر ابوزہرہ مصری مزیدیوں وضاحت کرتے ہیں:

”لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ کے الفاظ ہر آن ان کے پیشِ نظر رہتے۔ یہی ان کا دین تھا، جس سے مخالفین پر آوازیں کستے اور ہر بات کو ختم کر کے رکھ دیتے۔ جب حضرت علیؑ کو مصروفِ گفتگو دیکھتے تو یہ نعرہ لگاتے۔ حضرت عثمانؓ و علیؑ اور ظالم حکام سے اظہار

بیزاری کا خیال ان پر حاوی رہتا تھا۔ یہ چیز ان کے قلب و دماغ پر چھا گئی۔ ان کے لیے حق تک رسائی حاصل کرنے کے سبب دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور ظالمین بنی امیہ سے برأت کا اظہار کرنے والے کو اپنے زمرہ میں شامل کر لیتے تھے اور بعض دوسرے اصول و مبادی میں نسبتاً اس سے نرم سلوک کرتے، حالانکہ وہ مسائل ان سے اہم ہوتے اور ان میں مخالفت کا ارتکاب کرنے سے وہ ان سے زیادہ دور جا پڑتے، مگر اظہار برأت کی مخالفت میں یہ خطرہ نہ تھا..... برأت کا خیال ان کے اعصاب پر بری طرح سوار تھا اور جمہور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونے سے مانع تھا۔“ (۱)

جس طرح یہودی خواہ گردن اڑادی جائے لیکن وہ موت کی تمنا نہیں کریں گے اسی طرح خارجیوں کی خواہ جان جاتی رہے لیکن مسلمانوں اور ان کے اکابر کو مشرک اور خارج عن الاسلام کہنے سے نہ کبھی باز آئے اور نہ تاقیامت باز آئیں گے۔ یہی سلوک ان بدبختوں نے اپنے اولین زمانہ میں حضرت علیؓ اور آپ کو مسلمان شمار کرنے والوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔ حضرت حیدرؓ کرارؓ اور آپ کے دیگر ساتھیوں نے اپنے عمل سے پوری امت محمدیہؓ کو دکھا دیا تھا کہ خوارج ان کے نزدیک واجب القتل ہیں کیونکہ خود ارشادات نبوی اس پر شاہد ہیں۔ اس سلسلے میں فاضل البوزہ ہرہ مصری لکھتے ہیں:

”یہ حال خوارج کا تھا، بے محابا علیؓ کو ان کے خطبوں بلکہ نماز میں تنگ کرتے تھے، یہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کی پیروی کی وجہ سے مسلمانوں کو چیلنج کرتے اور انہیں مشرک قرار دیتے تھے۔ ان لوگوں نے جب عبداللہ بن خباب الارثقیلؓ کو قتل کیا اور ان کی لونڈی کا پیٹ پھاڑ ڈالا تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا: ”عبداللہ بن خباب کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔“ خوارج نے جواب دیا: ”عبداللہ بن خباب کو ہم سب نے قتل کیا ہے۔“ آخر حضرت

علیؑ وان سے لڑنا پڑا۔ یہاں تک کہ ان تمام کا تقریباً قلع قمع ہی کر دیا تاہم جو بیچ نکلے وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے طریقہ سے بٹے نہیں بلکہ پوری دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنی دعوت میں مصروف رہے۔ (۱)

خارجی حضرات اپنے روزِ اول سے ہی نرالا تدبیر و اخلاص پیش کرتے آئے ہیں لیکن یہ ہمیشہ دوسروں کی آنکھوں میں تنکے ہی دیکھتے رہتے ہیں اپنی آنکھوں کے شہتیروں کو دیکھنے کی یہ حضرات کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کیا کرتے۔ خوارج کی اولین جماعت نے اپنی اس مخصوص فطرت کا ایک یہ ثبوت بھی پیش کیا تھا:

”فہم دین کی کوتاہی نے اخلاص کے باوجود انہیں گمراہ کر دیا اور اسلام کے جوہر اور روح کو پامال کرنے لگے۔ انہوں نے عبداللہ بن خطابؓ کو محض اس لیے قتل کر دیا تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو مشرک تصور نہیں کرتے تھے مگر قیمت ادا کیے بغیر ایک عیسائی کی کھجوریں لینے سے انکار کر دیا تھا۔“ (۲)

مولانا بدر عالم میرٹھی نے خوارج کے بارے میں لکھا ہے:

”ان (خوارج) کے اقوال و عقائد دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہایت موٹی عقل اور سطحی علم کے مالک تھے۔ درکِ مقاصد، فہمِ معانی، استنباط و استخراج کا ان میں کوئی ملکہ نہ تھا۔ قرآن شریف پڑھنے کا انہیں شوق ضرور تھا۔ مگر اس کے معانی کی ان کے ہاں کوئی اہمیت نہ تھی۔ طوطے کی طرح قرآن ان کی زبانوں پر تھا مگر ان کے قلوب اس کی صحیح ہدایات اور لطیف مضامین سے قطعاً خالی تھے۔ ان کی اس علمی بے مائیگی کی طرف حدیث کے الفاظِ ذیل میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ”یقرؤن القرآن لا یجاوِز حناجرہم“۔

یعنی وہ قرآن تو بہت تلاوت کریں گے مگر قرآن صرف ان کی زبانوں پر ہوگا، ان کے قلوب

میں علم و فہم کا کوئی ذرہ نہ ہوگا۔ موجودہ دور میں فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے عوام و خواص اس کی عمدہ مثال ہیں جن کا ہر آدمی حدیث حدیث کی رٹ لگائے ہوئے ہے مگر فہم و فراست اور استنباط و استخراج کی صلاحیت قریب سے بھی نہیں گذری۔

دوسری علامت ان کے علم نما جہل کی یہ بتائی گئی ہے کہ ”یقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان“۔ بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام کو قتل کریں گے۔ کچھ یہ تجربہ بھی ہے کہ سطحی علم کے ساتھ مزاج میں شدت اور نفس میں تقشف پیدا ہونا لازم ہے۔ حضرت ابن عباسؓ جب ان سے مناظرہ کے لیے پہنچے ہیں تو جو پہلا فقرہ انہوں نے فرمایا ہے وہ یہ تھا ”میں ایسی جماعت کے پاس سے آ رہا ہوں جس میں یہ قرآن اتر رہا ہے اور جو براہ راست آنحضرت ﷺ کو دیکھنے والی ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تم قرآن خواں ضرور ہو مگر قرآن داں نہیں۔ اگر انصاف کرتے تو یہ فیصلہ آسان تھا کہ قرآن کی صحیح مراد وہ لوگ زیادہ جانتے تھے جن میں سب سے پہلے قرآن اتر اور جنہوں نے براہ راست صاحب کتاب سے اس کی مرادیں سمجھیں اور اپنی آنکھوں سے اس پر عمل کا طریقہ دیکھا“۔ (۱)

خوارج کی ہمیشہ ہی یہ کیفیت رہی ہے کہ تصویر کا جو رخ ان کے سامنے ہوتا اسی کو دیکھتے اور دوسری طرف نظر دوڑانا بھی معیوب سمجھتے تھے۔ اپنے نظریات کو غلطی سے قطعاً مبرا اور دوسروں کے عقائد کو سراسر غلط ماننا گویا خارجیت کی اولین شرط ہے اور اس سے ذرا ادھر ادھر ہٹ جانا ان کے نزدیک دین سے نکل جانے اور جہنم میں گر جانے کے مترادف رہا ہے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں:

”یہ حقیقت ہے کہ خوارج کے مناظرات و مناقشات پر تعصب کا رنگ نمایاں ہوتا ہے، وہ کبھی نہ خصم کی دلیل کو تسلیم کرتے ہیں نہ اس کے نظریات کی صحت کا اعتراف کرتے

ہیں، وہ حق سے کسی قدر بھی قریب کیوں نہ ہوں۔ مخالف جس قدر زیادہ قوی دلیل پیش کرتا اسی قدر یہ اپنے عقیدے پر زیادہ راسخ ہو جاتے اور اپنی تائید میں دلیلیں دیتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے افکار ان کے نفوس پر چھائے رہتے تھے اور ان کے نظریات و معتقدات ان کے قلوب کی گہرائی تک جاگزیں ہو چکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت فکر و نظر کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ گئیں اور ان کے ادراکات و احساسات میں قبول حق کی کوئی صلاحیت باقی نہ رہی۔ بایں ہمہ خوارج میں شدتِ نزاع و خصومت کا جذبہ کارفرما رہتا تھا..... یہ اسباب تھے جن کی بنا پر خوارج کے افکار میں بڑی تنگ نظری پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ان کی جانب صرف ایک ہی آنکھ سے دیکھا کرتے تھے اور دوسروں کے نظریات کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ (۱) خوارج قرآن کریم کے مفہوم و مطالب کو جس طرح اخذ کیا کرتے تھے اس کے بارے میں موصوفیوں تصریح کرتے ہیں:

”خوارج ظواہر قرآن سے تمسک کرتے تھے اور اس کے معانی و مفہوم کی گہرائی میں اترنے کی کوشش نہ کرتے۔ نصوص پر سطحی قسم کی نگاہ ڈالنے سے جو سرسری مفہوم ذہن میں بیٹھ جاتا بس اسی کے ہو رہتے اور اس سے ایک انچ بھی ادھر ادھر سرکنا گوارا نہ کرتے۔“ (۲) خوارج میں موصوف کے نزدیک وضع احادیث کا مرض بھی سرایت کیے ہوئے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”مذہب و مسلک کی اندھا دھند تائید کا جذبہ بعض اوقات خوارج کو آنحضرت ﷺ پر دروغ گوئی کرنے پر مجبور کر دیتا۔ ایک خارجی جس نے اس عقیدہ سے توبہ کر لی تھی۔ علماء سے کہا کرتا تھا کہ احادیثِ نبویہ کی اچھی طرح چھان بین کریں کیونکہ خوارج کو جب کوئی دلیل نہ ملتی تو وہ خود ساختہ کلام کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے تھے“ (۳)

خوارج کے نظریات و عقائد چونکہ تعصب، تنگ نظری اور کج فہمی پر مبنی تھے یہی وجہ ہے کہ طبائع کے اختلاف کی بنا پر مختلف فرقوں میں بٹ گئے لیکن ازا قہ کہلانے والے خارجی سب سے تعداد میں زیادہ اور مضبوط تھے۔ پروفیسر ابوزہرہ مصری نے دیگر خوارج سے چھ امتیازی عقائد کا ذکر کیا ہے، جن میں سے چار یہ ہیں:

(الف) یہ اپنے مخالفین کو صرف خارج از ایمان ہی قرار نہیں دیتے بلکہ ان کو مشرک اور دائمی جہنمی تصور کرتے ہیں۔ ان کا قتل و قتال بھی ان کے نزدیک روا ہے۔

(ب) ان کے نزدیک غیر خوارج مسلمانوں کا ملک دار الحرب ہوتا ہے اور وہاں پر ہر وہ کام مباح ہے جو دار الحرب میں مباح ہوتا ہے مخالفین کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا اور انہیں لونڈی غلام بنانا جائز ہے۔ جنگ سے جی چرانے والوں (قتلِ مسلم سے پرہیز کرنے والے خارجیوں) کو قتل کرنا جائز ہے۔

(ج) مخالفین کے بچے بھی مشرک ہیں اور ابدی جہنمی ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ مخالفین کا کفر صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ ان کے بچوں تک بھی پہنچ جائے گا۔ باوجودیکہ انہوں نے اس جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ خوارج کا یہ نقطہ نظر ایک عظیم فکری آخراف کی آئینہ داری کرتا ہے۔

(د) گناہِ صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب انبیاء سے بھی ہو سکتا ہے۔“ (۱)

فرقہ خوارج کے موخر الذکر عقیدے کے بارے میں موصوف نے اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا ہے:

”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کے اقوال میں تناقض پایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو وہ کبار کا ارتکاب کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور دوسری جانب انبیاء سے

بھی ان کا صدور جائز سمجھتے ہیں۔ گویا ان کے خیال میں انبیاء کفر کا ارتکاب کر کے توبہ کر لیا کرتے ہیں۔“ (۱)

خوارج کے بارے میں بحیثیت مجموعی پروفیسر صاحب مذکور اپنے خیالات یوں ظاہر کرتے ہیں:

”در اصل خارجی مذہب کی بنیاد تشدد اور غلو پر ہے۔ دین اور فہم دین کے معاملہ میں یہ لوگ بہت زیادہ غالی اور تشدد تھے۔ اسی چیز نے انہیں گمراہی کے راستے پر لا ڈالا تھا اور عامۃ المسلمین کو بھی گمراہ کرنے کے درپے رہتے تھے۔“ (۲)

اس زمانے کے خارجی حضرات بھی باوجود اتمام حجت کے اور دلائل کے میدان میں عاجز رہ جانے پر بھی اپنے عقائد و نظریات سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوتے لیکن یہ حیرت اس وقت دور ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان حضرات کی اولین جماعت پر خود امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یوں اتمام حجت فرمائی:

”ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے اپنے ہم عصر خوارج کے مزعومات کے دندان شکن اور مدلل جواب دیے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ میں خطا وار ہوں اور گمراہ ہوں تو میری گمراہی اور غلطی کی سزا امت محمدیہ ﷺ کو کیوں دیتے ہو؟ تم نے اپنے کندھوں پر تلواریں لٹکا رکھی ہیں اور انہیں موقع بے موقع بے نیام کر لیتے ہو۔ تم یہ نہیں دیکھتے کہ گناہ گار کون ہے اور بے گناہ کون؟ دونوں کو تم نے ایک ساتھ ملا رکھا ہے۔“

تم اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی شدہ زانی کو سنگسار کیا، پھر اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی، اس کے اہل خانہ کو اس کا وارث بھی تسلیم کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کو جرم قتل میں قتل کیا لیکن اس کے اہل کو اس کی میراث سے محروم نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے چور کے ہاتھ کاٹے اور غیر شادی شدہ زانی کو درے مارے لیکن دونوں کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔ آپ ﷺ نے گناہ گاروں کے مابین اللہ تعالیٰ کا حکم قائم کیا، لیکن اسلام نے مسلمانوں کو جو حصہ دیا تھا اس سے ان گناہ گاروں کو محروم نہیں کیا، نہ ان کا نام دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ (۱)

حضرت علیؓ کے اس اتمامِ حجت کے بارے میں پروفیسر ابو زہرہ مصری نے یوں لکھا ہے:

”حضرت علیؓ کی اس مدلل اور عمدہ تقریر کا خوارج کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ حضرت علیؓ نے اس موقع پر کتابِ الہی سے دلیل لانے کے بجائے عملِ رسول ﷺ سے دلیل پیش کی، کیونکہ عمل کی تاویل نہیں ہو سکتی، اس کو درست طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے اور جس میں خوارج کے سطحی نظریات اور فکرِ خام کے لیے کوئی گنجائش نہ نکل سکتی تھی سطحی فکر والا تصویر کا ایک ہی رخ دکھتا ہے۔ اس کی نظر ایک جزیئے پر ہوتی ہے اور فہمِ عبادات و اسالیب میں جزیئی میلان سے گرا ہی تو حاصل ہو سکتی ہے، مقصد تک پہنچنا مشکل ہے۔ امورِ کلیہ پر نظر رکھنے سے حق کا ادراک کیا جاسکتا ہے اور درست فیصلہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ نظر بریں حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کا عمل پیش کیا تاکہ ان پر تاویل کے دروازے بند کر دیئے جائیں، بغیر اس کے کہ ان کی تلبیسات فاسدہ کے لیے حیرت و اضطراب کا کوئی رخنہ باقی نہ رہنے دیا جائے۔“ (۲)

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج کو راہِ راست کی طرف بلانے اور اتمامِ حجت کی غرض سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا۔ آپ کی خوارج سے جو گفتگو ہوئی اسے حافظ ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) کے حوالے سے مولانا بدر عالم میرٹھی

نے یوں بیان کیا ہے:

”جب خوارج حضرت علیؑ پر چڑھائی کر کے آئے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! دیکھیے یہ جاہل لوگ آپ کے مقابلے میں آمادہ پیکار کھڑے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے انہیں جنگ کر لینے دو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا کہ آج ذرا تاخیر سے نماز ادا کیجئے، میں ان لوگوں (خوارج) سے گفتگو کر لوں۔ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑ لگ رہی ہے۔ شب بیداری کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہی مائل ہیں۔ سجدوں کے نشان پیشانیوں پر ہیں اور کہنیوں میں اونٹ کے گھٹنوں کی طرح ٹھیکیں پڑ گئی ہیں۔ دھلی ہوئی قمیض پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا تو بولے: ابن عباس! کیسے آئے اور یہ حلہ کیسا پہن رکھا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، میں نے جواب دیا: تمہیں اس حلہ پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے خود آنحضرت ﷺ کے جسم پر اچھے اچھے یمنی کپڑے دیکھے ہیں۔ اس کے بعد قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی ”قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق“ آپ کہہ دیجئے کہ یہ زینت اور اچھی اچھی غذائیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بنائی ہیں، کس نے حرام کیں؟ پھر انہوں نے دریافت کیا کہو کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے اور جن میں قرآن نازل ہوا تھا اور تم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو۔ میری آمد کا مقصد یہ ہے کہ ان کی باتیں تم تک اور تمہاری باتیں ان تک پہنچا دوں۔ انہوں نے آپس میں کہا: ان سے بات مت کرو کیونکہ یہ قریشی ہیں اور ان کے حق میں قرآن کہتا ہے:

”بل هم قوم خصمون“ بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہیں۔

بعض نے کہا کہ ہم ضرور گفتگو کریں گے۔ اس کے بعد ان میں سے دو تین شخص

سامنے آئے میں نے پوچھا حضرت علیؑ پر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے کہا: تین اعتراض ہیں۔ میں نے کہا: بتاؤ! انہوں نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے دین کے معاملہ میں انسانوں کو حکم بنایا ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے ”ان الحكم الا الله“ فیصلہ صرف خدا کا ہے۔ میں نے کہا: چلو ایک بات ہوئی اور بولو۔ کہنے لگے: حضرت علیؑ نے حضرت عائشہؓ سے جنگ کی، پھر نہ کسی کو قید کیا اور نہ مال غنیمت لوٹا۔ اب اگر ان کی جماعت مسلمان تھی تو ان سے جنگ کیوں کی اور اگر کافر تھی تو جس طرح ان کے ساتھ جنگ درست تھی، قید کرنا بھی درست تھا۔ میں نے کہا: اچھا اور کچھ! بولے: تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے (امیر المؤمنین حضرت علیؑ) نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لائحہ کیوں مٹایا؟ اس لیے اگر وہ مؤمنین کے امیر نہیں تو یقیناً کافروں کے امیر ہوئے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

میں نے کہا اگر میں ان سب باتوں کا تمہیں خود قرآن و سنت سے ہی جواب دے دوں تو کیا واپس چلے جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اس پر میں نے کہا: اچھا تو سنو۔ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ خود قرآن ہی میں دوسروں کو حکم مقرر کرنے کا حکم موجود ہے چنانچہ حالت احرام میں کوئی شخص شکار کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جزا مقرر کی ہے اور اس کا فیصلہ دو منصف مسلمانوں پر رکھا ہے جو وہ کہہ دیں گے وہی قابل تسلیم ہو جائے گا۔ اسی طرح خلع میں طرفین کے دو شخص بلا کر فیصلہ ان کی رائے پر رکھ دیا ہے۔ اب تم ہی انصاف کرو کہ جب جانوروں اور عورتوں تک کے معاملات میں مسلمانوں کا فیصلہ قابل تسلیم سمجھا گیا ہے تو مسلمانوں کے جانی معاملات میں کیوں تسلیم نہیں ہوگا؟ اب بتاؤ تمہارا اعتراض جاتا رہا یا نہیں؟ کہنے لگے: جی ہاں!

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ بتاؤ حضرت عائشہؓ تمہاری ماں تھیں یا نہیں؟ اگر ا نکار کرتے ہو تو کافر ہوتے ہو اور اگر اقرار کرتے ہو تو کیا قید کرنے کے بعد ان کے ساتھ وہ

سب معاملات درست رکھو گے جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ جائز ہوتے ہیں؟ اگر اس کا اقرار کرتے ہو تو بھی کافر ہو، کہو اس پر تمہارا کیا جواب ہے؟ وہ لا جواب ہو گئے۔

میں نے کہا: اب تیسری بات کا جواب سنو۔ صلح حدیبیہ میں ابوسفیان و سہیل کے اصرار پر کیا آنحضرت ﷺ نے اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ محو کرنے کا امر نہیں فرمایا تھا؟ پھر اگر حضرت علیؑ نے اپنا نام امارت سے علیحدہ کر دیا تو کیا ہوا؟ سوال و جواب کے بعد ان میں دو ہزار اشخاص تو واپس ہو گئے اور جو رہ گئے وہ قتل کر دیے گئے، (۱)

مذکورہ بالا طویل حوالہ ہم نے اس غرض سے نقل کیا ہے تاکہ خوارج کے عقائد، ذہنیت اور ان کے ساتھ صحابہ کرام کا سلوک وغیرہ بہت سے گوشے قارئین کرام کے سامنے آ جائیں۔

احادیث میں ان کی جو نشانیاں مذکور ہوئیں وہی مشاہدہ میں آئیں مثلاً:

۱۔ حضرت علیؑ جیسی ہستی کو توحید کا مخالف ٹھہرانا اور ہر اس مسلمان کو کافر و مشرک قرار دینا جو حضرت امیر المؤمنین کو مشرک نہ کہے اور ان سے اپنی برأت کا اظہار نہ کرے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کے نزدیک خوارج کا عقیدہ توحید (جیسا کہ انہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق حدود متعین کی ہوئی تھیں) قرآن و سنت کے خلاف اور اسلامی توحید کے منافی تھا۔

۳۔ بات بات میں قرآن سے استدلال کرنا خوارج کا طرہ امتیاز تھا لیکن قصور فہم کے باعث قرآنی آیات کو اپنے مخصوص عقائد و نظریات کا تابع رکھنے کے عادی تھے۔

۴۔ عبادت گزاری اور شب بیداری میں یہ مسلمانوں سے ممتاز نظر آتے تھے۔

۵۔ اپنے فیصلے کے روبرو خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فیصلے

کی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے۔ حضرت علیؑ کی فضیلت اور ان کا جنتی ہونا خود قرآن کریم سے ثابت ہے، حضور اکرم ﷺ نے عشرہ مبشرہ میں شامل فرمایا ہے۔ اہل بیت میں ٹھہرایا اور آپ کے ایسے ایسے فضائل و خصائص بتائے جن میں آپ منفرد بھی ہیں اور اپنے گونا گوں فضائل و کمالات کی بنا پر امت محمدیہؑ میں آپ کو ہمیشہ انتہائی عقیدت اور احترام کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرامؓ کے فضائل قرآن و سنت سے ثابت ہیں لیکن خوارج نے اپنی خود ساختہ توحید کا ان حضرات کو دشمن ٹھہرایا، باری تعالیٰ شانہ اور اس کے محبوب ﷺ کے فیصلے کو اپنے توحیدی جوش میں پس پشت پھینک کر، اسلام کے علم برداروں اور امت مرحومہ کے سرداروں کو بھی مشرک قرار دینے میں کوئی جھجک محسوس نہ کی۔ موجودہ زمانے کے خوارج بھی اپنی خود ساختہ توحید کی ایسی ہی حدود متعین کیے ہوئے ہیں، جن کے پیش نظر امت مرحومہ کا کوئی فرد موحد ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ ان کی اصطلاح میں مشرک ہی قرار پاتا ہے اور اس طرح یہ امت مرحومہ گویا مشرکوں کا ایک گروہ یا امت ملعونہ بن کر رہ جاتی ہے۔ (نعوذ باللہ من شرورہم)

۶۔ جو خارجی اپنی خود ساختہ توحید سے تائب ہو کر حقیقی اسلام کے پیروکار نہ بنے وہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک واجب القتل تھے جیسا کہ خوارج کا حشر امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے کیا۔

۷۔ خارجی صرف خود کو اسلام کا صحیح متبع مانتے ہیں، اس کے علاوہ کسی بڑی سے بڑی ہستی پر تنقید کرنے، اس کی شان میں کیڑے نکالنے، اسے خوفِ خدا سے عاری یا سنتِ رسول ﷺ کا مخالف کہتے ہوئے انہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حُلف پر اعتراض کیا تھا۔

اس کے علاوہ اور جتنے گوشے ہیں وہ مذکورہ بالا عبارت سے خود ہی واضح ہیں۔

جب خوارج کا تشدد حد سے بڑھا تو حیدر کی تلوار نیا م سے باہر نکل آئی۔ مسلمانوں نے خوارج کا زور توڑ کر رکھ دیا۔ چُن چُن کر انہیں قتل کیا۔ بہت تھوڑے بچ سکے ورنہ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ نہ انہیں کلمہ گو شمار کیا نہ اہل قبلہ، نہ صحابہ کرامؓ و تابعین حضراتؓ نے ان کے جُجوں قبوں کو دیکھا اور نہ ان کے ظاہری دین داری کو، نہ ان کا مثالی قاری ہونا انہیں مسلمان ثابت کر سکا اور نہ پیشانیوں پر پڑے ہوئے سجدوں کے نشان ان کے اہل اسلام ہونے کی دلیل بن سکے، نہ شب بیداری نے انہیں کفریہ عقائد سے بیزار کیا اور نہ خانہ ساز تو حید نے، وہ صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ نہ صرف محاربین کو ان اکابر نے تہ تیغ کیا بلکہ اس ناپاک گروہ کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنے کی خاطر، اس خود ساختہ توحید کے علم برداروں کو چین چین کر ذبح کیا اور ملکِ عدم کی سیر کرائی۔ کذلک العذاب وللعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ☆

فائدہ: خوارج کے بارے میں مزید معلومات کیلئے دیکھئے: ضحیٰ الاسلام / احمد امین ج ۳ ص ۲۳۷۔ الادیان والفرق والمذاهب المعاصرة ص ۸۰۔ تاریخ اسلام نجیب اکبر آبادی ج ۱ ص ۴۲۶)

خوارج کے غیر اسلامی عقائد و نظریات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں:

”خوارج کا نقطہ ضلالت یہی تھا کہ جو آیات کفار کی شان میں نازل ہوئی تھیں انہیں وہ مسلمانوں کے حق میں سمجھ کر انہیں کافر قرار دیتے، پھر اس جاہلانہ بنیاد پر ان سے آمادہٴ جنگ ہو جاتے تھے“۔ (۱)

خوارج کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں:

”وقد وصفهم النبی ﷺ بانهم یمرقون من الدین کما یمرق

السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه فهم الذين مرقوا من الدين والإسلام وفارقوا الملة وشردوا عنها وعن الجماعة وضلوا عن سواء الهدى والسبيل وخرجوا عن السلطان وسلوا السيف على الائمة واستحلوا دمائهم و اموالهم و كفروا من خالفهم يشمتون اصحاب رسول الله ﷺ واصهاره و يتبرون منهم و يرمونهم بالكفر والعظائم و يرمون خلافهم و لا يؤمنون بعذاب القبر ولا الحوض ولا الشفاعة ولا يخرجون احدا من النار و يقولون من كذب كذبة او اتى صغيرة او كبيرة من الذنوب فمات من غير توبة فهو كافر و فى النار مخلده“۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے، اور پھر دین میں واپس نہیں آئیں گے۔ پس یہ وہی لوگ ہیں کہ دین اسلام سے خارج ہو گئے۔ ملت اسلامیہ میں تفریق کی اور اس سے بھاگے اور مسلمانوں کی جماعت سے کٹ کر رہ گئے۔ ہدایت کے سیدھے راستے سے بھٹک گئے، سلطان وقت کے باغی ہوئے اور ائمہ مطہرین پر تلوار اٹھائی اور ان حضرات کا خون بہایا اور مال لوٹنا حلال ٹھہرایا۔ اپنے مخالفوں کو کافر کہتے، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور خسروں کو گالیاں دیتے، ان پر تبر ابازی کرتے اور ان حضرات پر کفر اور کبیرہ گناہوں کی تہمت لگاتے اور غیر خوارج کو مہتمم کرتے۔ یہ عذاب قبر، حوض کوثر، شفاعت اور دوزخ سے کسی کے نکالے جانے کا انکار کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے جس نے ایک دفعہ جھوٹ بولایا گناہ صغیرہ یا کبیرہ کیا اور بغیر توبہ کے مر گیا تو ایسا آدمی کافر ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

حضرت غوث صدیقی، محبوب سبحانی، سیدنا عبدالقادر جیلانی (المتوفی ۵۶۱ھ) نے

آگے خوارج کے پندرہ (۱۵) فرقے، ان کے بانیوں کے نام اور ہر فرقے کے مخصوص عقائد کا ذکر کر کے آخر میں جملہ خوارج کی قدر مشترک یعنی ایسے دو غیر اسلامی معتقدات تحریر فرماتے ہیں، جن پر نجدات کے سوا سب خارجیوں کا اتفاق ہے۔ فرماتے ہیں:

”واتفقت جميع الخوارج على كفر عليّ لا جل التحكيم وعلى

كفر مرتكب الكبيرة الا النجدات فانها لم يوفقهم على ذلك“۔ (۱)

خوارج کے تمام فرقوں کا بوجہ مسئلہ تحکیم حضرت علیؑ کے کفر اور کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر سمجھنے پر اتفاق ہے، ماسوائے نجدات فرقے کے کیونکہ اس بارے میں وہ دیگر خوارج سے متفق نہیں ہے۔

امام ائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ھ) نے جو بلاشبہ امام المسلمین ہیں، صحابہ کرامؓ کے بارے میں اپنا اور جمہور مسلمین کا عقیدہ نیز مرتکب کبار کا شرعی حکم یوں بیان فرمایا ہے:

”افضل الناس بعد النبيين عليهم الصلوة والسلام ابو بكر

الصدیقؓ ثم عمر بن الخطاب الفاروقؓ ثم عثمان بن عفان ذو النورينؓ ثم

علي ابن ابي طالب المرتضى عابدين على الحق ومع الحق نوليهم جميعا

ولا نذكر احدا من اصحاب رسول الله ﷺ الا بخير ولا نكفر مسلما

بذنوب من الذنوب وان كان كبيرة اذا لم تستحلها ولا نزيل عنه اسم

الايمان ونسميه مؤمنا حقيقة“۔ (۲)

جملہ انبیاء کرامؓ کے بعد تمام انسانوں میں افضل ترین حضرت ابو بکر صدیقؓ، ان

کے بعد حضرت عمر فاروقؓ، پھر ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان ذو النورینؓ پھر ان کے

بعد حضرت علی المرتضیٰؑ ہیں۔ یہ سب عبادت گزار، حق پہ گامزن اور حق کے ساتھ تھے۔ ہم ان سب سے محبت رکھتے ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب (صحابہ کرامؓ) کو بھلائی کے ساتھ ہی یاد کرتے ہیں اور ہم کسی مسلمان کو کسی بھی گناہ کی وجہ سے اگرچہ وہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو کافر نہیں کہتے، جب تک کہ وہ اس کو حلال نہ سمجھے اور ہم اس کو ایمان کے وصف سے نہیں نکالتے بلکہ بلحاظ حقیقت اسے مومن ہی گردانتے ہیں۔

یہ تھی فتنہ خارجیت کی مختصر تاریخ اور ان کے عقائد و نظریات کا جائزہ اور اب ذرا ان خارجیوں کے خوشہ چینوں کی کچھ خبر لیں جنہوں نے اطراف و اقالم میں پھیلی ہوئی کروڑوں مسلم آبادی کو جو تمام تر اختلاف فکر و نظر کے باوجود چوتھی صدی ہجری میں چارائِمہ کی تقلید پر مجتمع ہو چکی تھی اور باہم انتہائی شیر و شکر تھی، ان ظالموں نے قرآن و حدیث کا مقدس لبادہ اوڑھ کر ترک تقلید کا ایسا صورت پھونکا کہ ہر کس و ناکس دعوائے اجتہاد کرنے لگا۔ اور اپنی رائے کو حرف آخر جانتے ہوئے اسلاف امت پر تبر ابازی کرنے لگا جس کے نتیجے میں کانہم بنیان موصوص کا مصداق امت حباء منشورا ہو گئی۔ آئیے ذرا اس فرقہ اہل حدیث کے شیخ الکل فی الکل کا پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر ملاحظہ کیجیے تاکہ مسلمانوں پر واضح ہو جائے کہ ان شعبہ بازوں کی حقیقت کیا ہے۔

بابائے غیر مقلدیت، میاں نذیر حسین دہلوی

میاں صاحب ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء میں بہار کے ایک گاؤں سورج گرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔ (۱)

طویل عمر پائی۔ تلامذہ کی بڑی تعداد بطور یادگار چھوڑی، فرقہ اہل حدیث میں شیخ الکل کے لقب سے مشہور ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔

پہلا دور

میاں صاحب کے استاد اور خسر مولانا عبدالحق دہلوی اور دوسرے استاد شاہ محمد اسحاق دہلوی حنفی تھے اور غیر مقلدین کے طرز عمل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ نواب محمد قطب الدین نے ۱۲۸۵ھ میں ایک کتاب تحفۃ العرب والعجم کے نام سے لکھی اس میں لکھتے ہیں:

”اس وقت جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم اور مولوی محبوب علی صاحب مرحوم اور مولوی عبدالحق صاحب مرحوم دہلی میں موجود تھے اور یہ حضرات ایسے لوگوں (غیر مقلدین) سے بہت ہی ناراض رہتے تھے اور ان کے کلمات سن کر چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ پھر یہ لوگ ضال (گمراہ) ہیں اور مولوی محبوب العلی صاحب ایسے لوگوں (کو) بہتر (72) فرقوں کا ملغوبہ فرماتے تھے اور قلع قمع ان لوگوں کا بطریق احسن کرتے تھے..... اور مولوی عبدالحق صاحب ان کا رد بطریق احسن فرماتے تھے اور خوب ان کی گت بناتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ چھوٹے رافضی ہیں“۔ (۱)

اس وقت میاں صاحب بھی حنفی تھے اور غیر مقلدین کے رد میں بہت کوشش فرماتے تھے۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”من جملہ ان کے سیدنذیر حسین صاحب نے بھی اس فتنے کے دفع کرنے میں بہت سعی کی کہ مولوی حقی اور عبدالمجید پوربی سے اس باب میں بہت گفتگو کر کے ان کو ساکت کیا، بلکہ ان کے شکوک کے جوابات میں ایک رسالہ لکھا اور اس میں امام صاحب

کی تعریفیں اور اپنے مذہب حنفی کی حقیقت اور مخالفین کے جوابات اور غیر کی مرجوحیت بیان کی اور مذہب حنفی کے خلاف متمسکہ احادیث کے روات پر احسن طریقے سے جرح کی اور ان کو ضعیف ثابت کیا اور بارہا اپنی زبان مبارک سے ان لاندہبوں کو رافضیوں کا بھائی کہا۔“ (۱)

ایک وقت تھا کہ میاں صاحب دل و جان سے احناف کا ساتھ دیتے تھے اور غیر مقلدین کا زبانی اور قلمی رد کرتے تھے۔ نواب صاحب لکھتے ہیں:

”اس بلا کے دفع میں سید نذیر حسین صاحب بجان و دل ہمارے ساتھ رہے، حتیٰ کہ ”تنویر العینین“ کے مضامین کے رد میں جس کو لوگ مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مدلل ایک رسالہ عربی میں لکھا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا اور اخفاء آمین اور عدم رفع یدین وغیرہ میں بھی خوب خوب عباراتیں اور روایتیں لکھیں اور لکھا کہ عدم رفع یدین نماز میں اہق ہے اور رفع منسوخ اور مذہب حنفی کی بہت سی تعریفیں لکھیں، چنانچہ وہ اب تک میرے ایک دوست کے پاس موجود ہیں۔“ (۲)

اس وقت میاں صاحب دعویٰ سے کہتے تھے کہ مذہب حنفی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ نواب قطب الدین لکھتے ہیں:

”اور چونکہ سید صاحب اس فقیر سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ ہر جمعہ کو میرے ہاں آتے اور بارہا فرماتے کہ ہم اور تو کچھ جانتے نہیں، ہم کو کوئی بتا دے کہ فلاں مسئلہ حنفیہ کا قرآن یا حدیث کے خلاف ہے۔ دیکھو پھر ہم کیسے قرآن و حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔“ (۳)

دوسرا دور

طالب علمی کے دور میں ہی میاں صاحب کے مزاج میں آزاد روی کے آثار پائے جاتے تھے، اسی لیے ایک موقع پر شاہ محمد اسحاق نے کہا تھا: ”اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے۔“ (۱)

پچاس سال کی عمر تک حنفی رہنے کے بعد اس وقت رنگ بدلاجب جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد انگریز ہندوستان میں اپنے قدم جما چکا تھا، ابتداءً غیر مقلدین کی نشست میاں صاحب کے ہاں رہتی تھی، ان کے ہاں حلقہ جمنا تھا۔ بعد غدر کے لاندہبوں نے یہ پیرایہ اختیار کیا کہ سید نذیر حسین صاحب کے پاس حلقہ باندھ باندھ کر بیٹھنا شروع کیا۔ کیا مسجد میں، کیا ان کے مکان پر، اور جب کوئی لاندہبی بات منہ سے نکالے یا کوئی عمل کرے اور حوالہ سید صاحب کا دے، ہم لوگ ان کو جھٹلاویں کہ تم جھوٹے ہو، وہ ایسے ہرگز نہیں ہیں۔ اور جو کوئی صاحب، سید صاحب سے ان کا مقولہ کہے کہ وہ آپ کا حوالہ دیتے ہیں۔ تو سید صاحب یہی فرماویں کہ وہ جاہل ہیں ان کا کیا اعتبار؟ آخر نوبت بایں جا رسید کہ اماموں پر اور ان کے اتباع پر کھلم کھلاترے ہونے لگے اور ’اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ‘ کے مصداق ٹھہرانے لگے۔“ (۲)

میاں صاحب کا ایک طرف احترامِ اساتذہ ملاحظہ ہو

”بیان مسائل میں بھی انہی بزرگوں کے اقوال سے سند لاتے اور فرماتے ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں، اس پر کوئی آزاد طبع طالب علم اگر کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہو سکتا، جب تک قرآن و حدیث سے سند نہ دی جائے تو بہت خفا ہو کر فرماتے

(۱) الحیاء بعد الممات، مکتبہ شعیب، کراچی ص ۵۷ (۲) تحفۃ العرب والعجم، ص ۶

”مردود! کیا یہ حضرات گھاس کاٹتے تھے، ایسے ہی اڑان گھائی اڑاتے تھے؟“ (۱)

بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے!!!

میاں صاحب کی ائمہ مجتہدین سے بے اعتنائی

”آپ جب کوئی حدیث فرماتے اور کوئی شخص اس کے معارض کسی ائمہ مذہب کا قول پیش کر دیتا تو برہم ہو کر فرماتے۔ سنو! یہ بزرگ ہم سے بڑے، میرے باپ سے بڑے، دادا سے بڑے، مگر رسول خدا سے بڑے نہیں۔“ (۲)

اس کا مطلب سوائے اس کے کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین ساری عمر گھاس کاٹتے رہے تھے، اسی لیے رسول خدا ﷺ کے فرمان کے خلاف احکام بیان کر دیتے تھے۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ۔ واضح رہے کہ میاں صاحب کے اساتذہ شاہ محمد اسحاق اور مولانا عبدالحق وغیرہ امام اعظم کے مقلد اور حنفی تھے۔

پھر تو میاں صاحب نے کھل کر تقلید ائمہ کا لبادہ اتار دیا اور غیر مقلدین کے امام کہلائے۔ نواب محمد قطب الدین لکھتے ہیں:

”لاندہبوں نے نہ مانا اور لاندہبی میں زیادہ مصر ہوئے اور نشست و برخاست سید صاحب (کے) پاس زیادہ رکھنے لگے اور سید صاحب کو ایسا ورغلا یا اور اپنے ساتھ سانٹھا کہ سید بھی ان کی ممنونی و مشکوری میں لٹو بن کر ان کی حمایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میں تو بیس بائیس برس سے ایسا ہی تھا پر کسی کو معلوم نہ تھا اور میں کیا کروں مجھ کو تو یونہی جو جھتی ہے۔“ (۳)

ناشر غیر مقلدیت

میاں نذیر حسین دہلوی کو وہابیت اور ترک تقلید کی راہ پر لگانے میں سرسید کا بھی ہاتھ تھا۔ پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

”سرسید احمد خاں ایک ممتاز اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم آروی کو اپنے ایک مکتوب مؤرخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

جناب سید نذیر حسین دہلوی صاحب کو میں نے ”نیم چڑھا وہابی“ بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں، لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے۔ جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب یہ گفتگو ہوئی تو میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔“ (۱)

نواب محمد قطب الدین نے تنویر الحق اور توقیر الحق کے نام سے دو رسالے لکھے جن میں مذہب حنفی کو قرآن وحدیث اور اجماع کے دلائل سے ثابت کیا اور امام معین کی تقلید کی ضرورت کو واضح کیا۔ میاں صاحب نے ان کے جواب میں معیار الحق نامی کتاب لکھی:

”سو تنویر الحق کے جواب میں رسالہ ”معیار“ لکھا کہ اس سے تمام مقلدین کیا اولیاء اور کبار علماء و صلحاء متقدمین و متاخرین مشرک و بدعتی ٹھہرے سید صاحب کی ذات سے بعید ہے کہ ایسے واہیات لکھیں اگرچہ اس کام سے وہ امصار و دیار میں ایسے بدنام و خوار ہوئے ہیں کہ حاجت بیان کی نہیں پر اس کو بھی انہوں نے اپنا نام و نمود سمجھا۔“ (۲)

نواب صاحب ائمہ مجتہدین کی راہ سے برگشتہ لوگوں کی حالت پر افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”افسوس صد افسوس! ان لوگوں سے کہ مذہب مجتہدین خیر القرون کا چھوڑ کر تابع داری غیر مجتہد نامہم اس زمانہ فساد انگیزی کرتے ہیں اور زبان طعن کی اکابر دین پر دن رات جاری رکھتے ہیں بیت

چوں کہ خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنه پاکان زند (۱)

معیار الحق کے رد میں لکھی گئی کتب

(۱) مدار الحق محمد شاہ پنجابی اس کا آج تک کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔

(۲) انصار الحق مولانا ارشاد حسین رام پوری اس کے جواب میں چھوٹے چھوٹے تین پمفلٹ غیر مقلدین کی طرف شائع ہوئے تھے مگر ہم ہر انصاف پسند آدمی کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ انصار الحق کا بھی مطالعہ کر لے اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لے مگر انصاف شرط ہے۔

(۳) تنقید فی بیان التقليد، مولانا سعید الدین دہلوی بن مولانا رشید الدین دہلوی، اس کا بھی کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔

شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے شاگرد ہونے کی حقیقت

حضرت شاہ اسحاق صاحب کے تلمیذ اجل اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی مجالس وعظ کے حاضر باش قاری عبدالرحمن پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

(۱) تحفۃ العرب والعجم ص ۱۱

”سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میاں صاحب سے پڑھنا فقط ہجرت کے ایام میں بطمع اغوائے خلق کے ایک ایک حدیث اوائل چند کتب کی سنا کر ایک پرچہ سند کا لکھوا لیا وعظ میں بھی کبھی جانا نصیب ہوا ہے۔ کبھی کبھی تعطیل میں مسئلہ پوچھنے کو جاتے تھے اور حفیظ اللہ خان صاحب وعظ میں جاتے تھے کبھی کوئی حرف جلالین کا پوچھنے کو آتے تھے اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ میں تو ان دونوں کا وجود بھی دہلی میں نہ تھا کبھی ان کو ہم نے بڑے شاہ صاحب کے زمانہ میں نہیں دیکھا۔ دونوں میاں صاحب اہل سنت و حنفی تھے اور یہ متقی (تقیہ کرنے والے ناقل) غیر مقلد دشمنان اہل سنت ہیں پھر کس طرح عوام ان کو جناب میاں صاحب کے تلمذ کے وسیلے سے ان کو مانتے ہیں اور اپنا دین برباد کرتے ہیں۔“ (۱)

حکیم عبدالحی صاحب لکھنوی اپنے سفر نامہ ”دہلی اور اس کے اطراف“ میں لکھتے ہیں:

”روز شنبہ ۷ ارجب اس وقت بھی موسم ابر بار ہے اور راستہ بالکل خراب ہے لیکن میں مولانا محمود کے پاس جانے کو بالکل تیار ہوں۔ ۷ بجے مولوی صاحب کی درس گاہ جو میری درس گاہ سے بالکل قریب ہے گیا۔ راستہ ایسا خراب ہے کہ دو چار قدم چلنا مشکل معلوم ہوتا ہے وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ بخاری شریف کا سبق شروع ہو گیا ہے اس میں شریک ہو گیا اس کے بعد مقدمہ صحیح مسلم ہوا بالکل سادہ سادہ سادہ ہے مالہ و ماعلیہ (یعنی بغیر سوال و جواب) سے بحث نہیں ہوتی اس کے بعد بیضاوی کا سبق شروع ہوا مولوی صاحب کے بھتیجے مولوی عبدالحفیظ پڑھتے ہیں اس کا سبق بالکل خراب ہوتا ہے پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے عبارت بالکل غلط پڑھتے ہیں جس سے سننے والا بھی صحیح مطلب نہیں سمجھ سکتا مولوی صاحب بوڑھے اور مریض بدگمان ہونے کی وجہ سے خود ہی صحیح مطلب نہیں سمجھ

سکتے۔ شواہد میں اُتشی (شاعر کا نام ہے) کا ایک شعر آ گیا۔ اس میں دیر تک قاری و سامع متوجہ رہے مگر پھر بھی ناکامیاب رہے مولوی صاحب نے فرمایا حل الابیات (شعر کو سمجھانے کا فن) ہمارے پاس ہے اس میں خوب حل کر دیا ہے میرے دل میں بار بار آتا تھا کہ میں کچھ بولوں مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا وہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ سخت و دوزخیا کہتے ہیں..... یہ مصرع بہت پڑھتے ہیں۔ ع

عیسیٰؑ کے اصطبل میں کوئی گدھا بھی چاہیے

اور طالب علم ان کا سننا بھی فخر و سعادت سمجھتے ہیں یہ روسیاء ان باتوں کے سننے کو بسبب اجنبیت کے گوارہ نہیں کر سکتا۔ افسوس ہے کہ بیضاوی صرف نام ہی کے واسطے پڑھی جاتی ہے کاش اس کی جگہ پر حدیث کا سبق ہوتا تو گو وہ نہ سمجھیں لیکن الفاظ نبوی کے ادا ہونے سے ثواب میں داخل ہوتے۔ مولوی صاحب نے سبق کے درمیان میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ نامناسب کہے کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا آیات بینات کو اپنی قابلیت جتانے کے واسطے مشکل کر دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کبھی اس کو نہیں دیکھتے تھے ان کو اس کی طرف بالکل توجہ و ضرورت نہ تھی الیٰ آخرہ اس کے بعد اور سبق بھی ہوتے رہے۔ میں خاموشی سے سنتا رہا طالب علم اکثر سمجھ دار بھی ہیں لیکن متعصب اور بے باک حنفیہ کے اقوال کی طرف بالکل اعتناء نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھی نام آتے ہی ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ (۱)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ میاں صاحب پہلے پہل حنفی ہونے کا دم بھرتے تھے۔ اس لیے پہلے آپ رفع یدین بھی نہیں کرتے تھے لیکن جب آپ تارک تقلید ہوئے تو فرقہ نیچریہ کے بانی سر سید احمد کے کہنے پر آپ نے رفع یدین کرنا شروع کر دیا مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

”سرسید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں:

میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں..... جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے میں نے عرض کیا نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔“ (۱)

میاں صاحب جب تارک تقلید ہوئے تو آپ نے افعال صحابہ کی حجیت کا بھی انکار کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

”افعال الصحابة لا تنتهض للاحتجاج بها“

صحابہ کے افعال سے حجت شرعیہ قائم نہیں ہو سکتی۔ (۲)

نیز آپ کو فقہائے کرام بالخصوص حضرت امام اعظمؒ اور ان کی فقہ سے کد ہو گئی انتہا یہ کہ مطاعن امام ابو حنیفہؒ کی جستجو میں شیعوں سے استمداد کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ قاری عبد الرحمن پانی پتی مرحوم لکھتے ہیں:

مولوی نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط مطاعن ابو حنیفہ کے طلب کیے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن ائمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہ کے مصروف ہے اور مدار قول ابو حنیفہ کا جو قرآن یا حدیث صحیح ہے اس سے بالکل چشم پوشی ہے سب عبادات اور دینیات کو چھوڑ کر فقط مطاعن صحابہ اور فقہاء کو عبادات اور جہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس

میں لڑانے کو عبادتِ عظمیٰ قرار دیا اور اپنی نا فہمی سے احادیث کو اپنی جہالت سے موضوعات کو حدیث قرار دے کر مخالفت ابو حنیفہ کی طرف نسبت کی ہے لہذا مولوی نذیر حسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ (۱)

غیر مقلدیت کی ترویج اور حنفیت کی تردید کے سلسلہ میں میاں صاحب کی مساعی بالآخر رنگ لائیں اور میاں صاحب کے شاگردوں اور متعلقین نے احناف کے ساتھ جو سلوک کیا تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی کھلے عام احناف پر تبر بازی کی جاتی تھی ان کی عورتوں کو بغیر طلاق کے حلال اور خود ان کو مستحل الدم قرار دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا تھا ان واقعات کو تحریر کرتے ہوئے قلم تھراتا اور دل لرزتا ہے بادل خواستہ ہم صرف دو واقعات ذکر کرتے ہیں انہی پر آپ باقی حالات کو قیاس کر لیجیے!

حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

”روز جمعہ ۲۷ رجب (۱۳۱۲ھ) آج صبح سے دوپہر تک قیام گاہ میں رہا، دوپہر کو کھانا کھا کر جامع مسجد نماز کے واسطے گیا۔ نماز کے بعد چار جگہ وعظ ہونے لگا منبر پر مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں یہ بزرگ حنیفوں کا خوب خاکہ اڑاتے، دل کھول کر تبرا کرتے ہیں اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے کہ ”آج کون ہے کہ جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو سب جہنم میں جائیں گے“ اور وعظ میں ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر آیت کو اہل دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں اہل دہلی کو ظالمین اور مشرکین سے ملاتے ہیں اور اپنے تئیں آنحضرت ﷺ سے عیاذ باللہ دوسرے صاحب میز نہ کے پاس بھی اسی طور پر حنفیہ کا خاکہ اڑا رہے تھے لیکن کف لسان کے ساتھ تیسرے صاحب دوسری جانب میز نہ کے محدثین و متبعین سب کی خبر

لے رہے تھے انخنا و قیام تعظیمی کے منع کرنے پر سخت سست کہہ رہے تھے، چوتھے صاحب حوض پر کچھ مناجاتیں اور نعتیہ غزلیں پڑھ کر لوگوں کو اپنی طرف راغب کر رہے تھے الغرض ایک ہڑبونگ تھا۔ اس ہڑبونگ نے پن کو دیکھ کر نہایت افسوس ہوا خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں۔ جب سلطنت اسلام جاتی رہی تو جس کا جو جی چاہے کرے۔“ (۱)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

”یہ بھی قصہ مولوی عبدالحی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے اس محلہ میں ایک مولوی صاحب آ کر رہتے تھے، وہ غیر مقلد تھے۔ دن کو میاں صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے اور رات کو وہاں کرایہ سے مکان تھا اس میں ایک بی بی صاحبہ بھی تھیں اسی محلہ میں ایک بڑی عمر کے میاں جی رہتے تھے۔ وہ پابند اوقات تھے، محلہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے ایک دن ایک بڑھیا نے ان سے آ کر کہا کہ مولوی صاحب کی بی بی نے آپ کو بلایا ہے، کھڑے کھڑے ذرا ان کی بات سن جائیے، میاں صاحب گئے پردہ کے پاس بیوی صاحبہ نے آ کر کہا کہ آپ با خدا آدمی ہیں مجھ کو اللہ اس ظالم کے پنجرے سے چھڑائیے، انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں شتر ہے، یہ میرا پیر ہے میں اس کی مرید، میرے خاوند موجود ہیں، دھوکہ سے مجھے نکال لایا ہے، میاں جی صاحب کو سن کر نہایت ہی تعجب ہوا اور واقعی تعجب کی بات ہے میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجیب حیرت ہوئی مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میاں صاحب اس کی تسلی و تشفی کئے بغیر چلے آئے۔ لیکن موقعہ کے منتظر رہے، ایک دن مولوی صاحب سے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے، آپ تک رہے، انہوں نے کہا فرمائیے! میاں جی صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا

کہیے اس محلہ کے لوگ ایسے سخت ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ آدمی مار ڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی، اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا: خیر یہ تو بہت مناسب ہے آپ اپنا مطلب بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ کی الفت ہے لیکن اس کے خاوند موجود ہے میں چاہتا ہوں کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ میرے قابو میں آ جائے اور شریعت میں بھی جائز ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ کوئی دشوار امر نہیں ہے یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں ان کا مال، مال غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں، آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے۔ انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیے تھا اور وہاں سے چلے گئے دوسرے وقت محلہ کے عمائدین سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کر لی ان کو جان سے نہ ماریں۔ ان لوگوں نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا۔ جب مولوی صاحب نماز کے واسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت درشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی، اور خاوند اپنی جور و کولے کر چلا گیا۔ یہ واقعہ حال ہی کا ہے مجھ کو اس کے سننے سے عورت کے نکال لانے پر اتنا استعجاب نہیں ہوا جتنا ان کا حنفیہ کے مستحل الدم سمجھنے پر تعجب ہوا، بھوپال میں عبداللہ نانیدنا کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ڈھائی مسلمان ہیں۔ مولوی محمد بشیر صاحب حنفیہ کو مشرک سمجھتے ہیں۔ (۱)

میاں صاحب کے ایک شاگرد مولوی رحیم بخش پنجابی نے تقلید کے خلاف ایک کتاب لکھی ”اشاعت الدین المتین فی رد التقلید و المقلدین“ اس کتاب میں مولوی صاحب نے جی بھر کر تقلید کو برا کہا اور سب و شتم کی حد کر دی، اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی رحیم بخش کا کہنا ہے:

”تقلید شخصی کسی ایک امام کی حقیقت میں گمراہی اور شرک فی العبادت ہے“۔ (۱)

مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”فرقہ حنفیہ مرجعہ کو فیہ باعث عقیدہ گنبدیدہ ارجاء کے فرق ضالہ اہل ہوا و بدعت میں داخل ہے اور طائفہ ناجیہ مہدیہ، محمدیہ اہل سنت والجماعت عامل ما نا علیہ واصحابی سے، پس اس وجہ سے اکابرین محدثین ائمہ الدین اہل سنت والجماعت اصحاب حدیث مثل امام مالک، و امام شافعی..... نے اپنی اپنی مرویات و تصنیفات ہدایت آیات کتب حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ میں ابی حنیفہ کو فی راس المرجیہ اور اس کے مقلدین مصلین فرقہ مرجعہ سے ایک حدیث تک بھی روایت نہیں کی“۔ (۲)

مولوی صاحب کے چند اشعار تقلید اور اہل تقلید کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:

کیا ہے بے حیا اس مرتبہ نے ان کو
کہ ہر دم افتراء کرنے کو ہیں تیار بد مذہب
مقلد افتراء و کذب کے ہر دم پوجاری ہیں
گلے میں ڈال کر تقلید کا زنا بد مذہب
رواہے افتراء و کذب یاردان کے مذہب
بھلا پھر کیوں نہ بولیں جھوٹ یہ ہر بار بد مذہب
نشہ تقلید شخصی سے مقلد مست لا یعقل
کہ بکتے جھوٹ ہیں یار و بلا تکراریہ ہر بار بد مذہب
ازل کے روز سے ہے جھوٹ یاروان کی طینت میں

(۱) لا صلوة خلف غیر المقلدین ص ۴۵، بحوالہ اشاعت الدین المتین ص ۵ (۲) لا صلوة خلف غیر المقلدین

نہ ہو، لیں گے کبھی سچ فاجر و بدکار بد مذہب
تراب، اب ہو گیا شہرہ یہ عالم میں محمد اللہ
کہ ہیں مشرک مقلد جھوٹے بے تکرار بد مذہب (۱)

قارئین یہ ساری کتاب اسی قسم کی متعفن عبارات سے بھری ہوئی ہے جا بجا
مقلدین کو کتے اور خنزیر سے تشبیہ دی گئی ہے اس کتاب کا جو اثر احناف کو ہونا تھا وہ ظاہر ہے
وقت کے سنجیدہ علماء نے میاں صاحب سے مولوی صاحب کی شکایت کی اور درخواست کی
کہ اسے اس طرح کی باتوں سے منع کر دیں بجائے اس کے کہ میاں صاحب اپنے شاگرد کو
منع کرتے یہ جواب دیا کہ اگر وہ تمہیں یا مقلدین کو کافر و مشرک اور بے ایمان بد مذہب کہتے
ہیں تو آپ ان سے دلائل طلب کیجیے۔

مولانا ابوالفرح عبدالمجید حنفی پانی پتی اس پر احتجاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس شب و شتم میں میاں نذیر حسین دہلوی و نیز دیگر علماء غیر مقلدین شریک
ہیں کیونکہ علی العموم یہ رسالہ سب غیر مقلدین کی خدمت میں بھیجا گیا ہے بالخصوص نذیر حسین
صاحب دہلوی کی کیونکہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶ سطر ۶ میں ایک چٹھی چھپی ہے جس میں خاص کر
میاں نذیر حسین صاحب سے مقاربین نے یہ کہا ہے کہ آپ کا شاگرد رشید رحیم بخش تمام علماء
اہل اسلام مقلدین کو یہودیوں اور نصرانیوں کے علماء کی مانند بتاتا ہے اور سب کو مشرک اور
بے ایمان کہتا ہے اور کافرین و مشرکین کا خطاب دے کر پکارتا ہے آپ اس کو منع کر دیں اس
کے جواب میں میاں نذیر حسین صاحب نے ایک چٹھی ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ کو بایں
مضمون لکھی کہ اگر وہ تمہیں یا مقلدین کو کافر و مشرک اور بے ایمان بد مذہب کہتے ہیں تو
آپ ان سے دلائل طلب کیجیے۔“ (۲)

پس اس سوال و جواب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ میاں نذیر حسین صاحب غیر مقلدوں کے قبلہ و کعبہ اس بدزبانی اور گستاخی سے نابلد نہیں ہیں اور جان کر ایسا جواب دیتے ہیں کہ ان سے دلائل طلب کرو اور صاف لفظوں میں یہ نہ کہا گیا کہ وہ جھک مارتا ہے اور برا کرتا ہے کہ تا کہ اس کی بدزبانی پر مہر لگتی ہے مگر وہ کیوں کہتے جب کہ آپ ہی کا شاگرد رشید استاد کے قدم بقدم چل رہا ہے پھر فرمائیے کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ مشرکین مقلدین کی مسجدوں میں جو یہود و نصاریٰ کی کلیسا ٹھہرتی ہے آ کر نماز پڑھیں اور ان مقلدین مشرکین سے خلط ملط ہوں یہی وجہ ہے جو فتویٰ دیا گیا ہے کہ غیر مقلدین، مقلدین کی مساجد میں آنے نہ پائیں۔

میاں صاحب انگریز کے انعام یافتہ وفادار

فرقہ اہل حدیث کے دیگر علماء کی طرح میاں صاحب بھی برٹش گورنمنٹ کے دل و جان سے وفادار تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں پاس وفاداری کی خاطر حصہ نہ لیا۔ ان کے سوانح نگار نے جلی سرخی قائم کی ہے:

”گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری (لو الیٹی)“

اس شہ سرخی کے تحت سوانح نگار لکھتے ہیں:

”جج کو جاتے وقت بھی جو چٹھی کمشنر دہلی وغیرہ نے میاں صاحب کو دی تھی اس کی نقل سفر جج کے بیان میں ہدیہ ناظرین کی جائے گی مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے، زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جبکہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دیا تو

میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیا نہ مہر، وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ہلڑ تھا، بہادر شاہی نہ تھی۔ وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا.....؟ حشرات الارض خانہ براندازوں نے تمام دہلی کو خراب کیا، ویران، تباہ اور برباد کر دیا، شرائطِ امارت و جہاد بالکل مفقود تھے، ہم نے تو اس فتوے پر دستخط نہیں کیا، مہر کیا کرتے اور کیا لکھتے؟ مفتی صدر الدین خاں صاحب چکر میں آ گئے۔ بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ باغیوں کے ہاتھوں میں کھپتی ہو رہے تھے، کرتے تو کیا کرتے؟ (۱)

حالتِ جنگ میں درس جاری رہا

جن حضرات نے جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں کسی طور پر بھی حصہ لیا۔ سقوطِ دہلی کے وقت ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ لیکن میاں صاحب پورے اطمینان کے ساتھ درس و تدریس میں مصروف تھے۔ اگر اس جنگ میں ان کا کوئی حصہ ہوتا یا انہیں کسی قسم کا خطرہ دامن گیر ہوتا تو حالتِ دگرگوں ہوتی۔

”دوسرے امتحان میں ۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ کا میاب ہوئے جس زمانے میں مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہ آپ سے صحیح بخاری پڑھتے تھے اور صحنِ مسجد کے اوپر سے توپ کے گولے دنا دنا گزرتے تھے، یہاں تک کہ ایک روز ایک گولہ حالتِ سبق میں آ کر گرا، مگر نہ آپ (میاں صاحب) ہراساں ہوئے اور نہ صحیح بخاری کو بند کیا اور جب تک انگریزوں نے دلی کو فتح کر کے اہل دلی کو نکال نہ دیا، آپ نے جان کے خوف سے دلی نہ چھوڑی۔“ (۲)

جہاد باعثِ ہلاکت و معصیت

میاں صاحب کے فتوؤں کے مجموعہ فتاویٰ نذیریہ کی کتاب الامارۃ والجهاد میں ایک سوال یہ ہے کہ جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ میاں صاحب نے جواب دیا ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے، مگر جہاد کی کئی شرطیں ہیں، جب تک وہ نہ پائی جائیں گی، جہاد نہ ہوگا، پھر فرضیت جہاد کی چار شرطیں بیان کی ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں:

”پس جب یہ بات بیان ہو چکی تو میں کہتا ہوں کہ اس زمانے میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہیں، تو کیونکر جہاد ہوگا ہرگز نہیں۔“ (۱)

خاص طور پر انگریزی اقتدار کے دور میں جہاد کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں سرکار سے عہد کیا ہوا ہے پھر کیوں کر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں؟ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔“ (۲)

ایک سائل نے سوال کیا کہ ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں؟ میاں صاحب جواب میں جہاد کے جائز ہونے کی دو شرطیں بیان کر کے لکھتے ہیں:

”ہندوستان میں شوکت و قوت اور قدرت سلاح و آلات مفقود ہے اور ایمان

پیمان یہاں موجود ہے۔ پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں

سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔“ (۳)

کتنی صراحت کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ موجودہ حالات میں نہ صرف یہ کہ جہاد

نہیں کیا جاسکتا بلکہ جہاد کرنا گناہ ہے۔

(۱) پندرہ روزہ تقاضے لاہور ۱۸۵۷ء کا جہاد نمبر، بحوالہ فتاویٰ نذیریہ، مطبوعہ لاہور، ج ۳، ص ۲۸۴ (۲) پندرہ روزہ

تقاضے لاہور ۱۸۵۷ء کا جہاد نمبر، بحوالہ فتاویٰ نذیریہ، مطبوعہ لاہور، ج ۳، ص ۲۸۴ (۳) پندرہ روزہ تقاضے لاہور

بحوالہ فتاویٰ نذیریہ، ج ۳، ص ۲۸۴

انگریزی میم کی حفاظت

مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

”عین حالت غدر میں جب کہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا، مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے، پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے۔ اس وقت اگر ظالم باغیوں کو خبر بھی ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔ طرہ اس پر یہ تھا کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد میں تغلبا باغی داخل کیے ہوئے تھے اسی میں اس میم کو چھپائے ہوئے تھے، مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں۔

تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا، تب اس نیم جاں میم کو جواب بالکل تندرست و توانا تھی، انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹس ملیں۔“ (۱)

عین اس وقت جب مجاہدین پر قیامت گزر رہی تھی، میاں صاحب جان پر کھیل کر میم کی جان بچاتے ہیں۔ ساڑھے تین ماہ تک بحفاظت اپنے گھر پر رکھتے ہیں اور جنگ کے خاتمے پر اسے انگریز کے حوالے کر کے ایک ہزار تین سو روپے (جو موجودہ دور کے ایک لاکھ تیس ہزار روپے سے کسی طرح کم نہ ہوں گے) بطور انعام وصول کرتے ہیں۔ مشہور مورخ غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

یہ بھی صحیح ہے کہ میاں نذیر حسین مرحوم نے ایک زخمی انگریز عورت کو جو بے بس پڑی تھی، اٹھا کر اپنے ہاں علاج کیا تھا، وہ تندرست ہو گئی اور اسے اس کی خواہش کے مطابق دہلی کا محاصرہ کرنے والی انگریزی فوج کے کیمپ میں پہنچا دیا تھا، مگر اس کا صلہ کچھ نہیں لیا تھا

اور کہا تھا یہ میرا اسلامی فرض تھا۔“ (۱)

حیرت ہے کہ میاں صاحب ایک ہزار تین سو روپے اور تعریفی سرٹیفکیٹ وصول کریں، شمس العلماء کا خطاب پائیں، اس کے باوجود مہر صاحب کہتے ہیں کہ ”اس کا صلہ کچھ نہیں لیا تھا“ کیا یہ سب کچھ اسلامی فرض کی ادائیگی کے ضمن میں آئے گا؟

سرٹیفکیٹ

میاں صاحب کو مسز لیسنس کی حفاظت کے بدلے میں نہ صرف نقد انعام ملا بلکہ تعریفی سرٹیفکیٹ بھی جاری کیے گئے۔ ذیل میں ایک سرٹیفکیٹ کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے اس سے یہ حقیقت بھی منکشف ہوتی ہے کہ اس کے علاوہ بھی متعدد سرٹیفکیٹ وصول کیے گئے تھے۔

از: ڈبلیو جی واٹر فیلڈ انی شینگ کمشنر

دہلی: مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۷۷ء

مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے شریف حسین اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے۔ حالت مجروحی میں انہوں نے ان کا علاج کیا۔ ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ان کی انگریزی سرٹیفکیٹس ایک آتش زدگی میں جو ان کے مکان واقع دہلی میں ہوئی تھی جل گئیں، میں کہتا ہوں کہ یہ ان کا کہنا بہت ہی قرین امکان ہے۔ غالباً ان کو جنرل نیوایل چیمبرلین، جنرل برنارڈ اور کرنل سائیرڈ وغیرہم سے سرٹیفکیٹس ملی تھیں۔ مجھ کو وہ واقعات اور مسز لیسنس کا کیمپ میں آنا اچھی طرح یاد ہے۔

ان لوگوں کو اس خدمت کے صلہ میں مبلغ دو سو اور چار سو روپیہ ملے تھے۔ مبلغ سات سو روپیہ بابت تاوان منہدم کیے جانے مکانات کے ان لوگوں کو عطا کیے گئے۔ یہ لوگ ہماری قوم سے حسن سلوک اور الطاف کے مستحق ہیں۔“ (۱)

راولپنڈی کی نظر بندی

فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر وفاداری کے باوجود میاں صاحب کو گرفتار کر کے ایک سال تک راولپنڈی میں نظر بندی کیوں رکھا گیا؟ غیر مقلدین میاں صاحب کی اس نظر بندی کو بہت اچھالتے ہیں لیکن حقائق کسی دوسری سمت اشارہ کر رہے ہیں۔ سردست ایک سرٹیفیکیٹ کا مطالعہ کیجیے جو حقیقتِ حال کے جاننے میں معاون ثابت ہوگا۔

مؤرخہ: ۷ ستمبر ۱۸۸۱ء

از: میجر جی۔ ای۔ یگ کمشنر

میں نے اس سرٹیفیکیٹ کی اصل کو ملاحظہ کیا ہے (جو اس سے پہلے نقل کیا جا چکا ہے) اور مسز لیسنس سے بھی مجھ کو وہ حالات معلوم ہوئے ہیں جو اس میں مندرج ہیں، یہ امر قرین امکان ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین کے بیان کیے گئے حالات نے مخالفوں کو ان کا دشمن بنا دیا ہے۔“ (۲)

ساڑھے تین ماہ تک انگریزی میم کو پناہ میں رکھا گیا اس وقت تو مجاہدین کو کانوں کا خبر نہ ہوئی تاہم بعد میں یہ خبر چھپی نہ رہ سکی۔ اس لیے جنگِ آزادی کے جیالوں کا برہم ہونا یقینی تھا۔

”میاں صاحب پر بھی مواخذہ ہوا جو صرف مخبروں کی غلط خبر رسانی اور اہل کاروں کی غلطی پر مبنی تھا اور آپ تا تحقیقاتِ کامل کم و بیش ایک برس تک راولپنڈی کے جیل میں نظر بند رہے۔

دہلی میں میاں صاحب کے مکان اور مسجد کی جب تلاشی ہوئی تو دوسروں (اہل سرحد) کے بھیجے ہوئے خطوط بہ تعداد کثیر، بے ٹھکانے دری پر، چٹائی پر، درے کے نیچے، چٹائی کے نیچے، چارپائی کے نیچے، کتابوں میں پائے گئے، پوچھا گیا کہ آپ کے ہاں اس قدر بہ کثرت خطوط کیوں آتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ وجہ اس کی تو بھیجنے والوں سے پوچھنی چاہیے یا ان خطوط میں دیکھنا چاہیے۔ (۱)

خطوط دیکھے گئے ان میں کوئی ایسی بات نہیں ملی جس سے انگریز کی مخالفت یا حکمِ عدولی کا سراغ مل سکے:

”خطوط جو پڑھے گئے تو ان میں اس کے سوا کیا دھرا تھا کہ فتویٰ کا سوال ذیل میں درج ہے۔ حضور اس کا جواب جلد بھیج دیں۔ فلاں مسئلے میں کیا حکم ہے؟ وغیرہ وغیرہ (۲) ظاہر ہے ان خطوط میں انگریز دشمنی کا کوئی مواد نہ تھا۔ اس کے برعکس اس قسم کا کوئی فتویٰ مل سکتا تھا، پوچھا گیا کہ مولوی عبداللہ صاحب جو علاقہ خراسان میں ہیں، وہ امام وقت ہیں یا نہیں؟ یہ عبداللہ صاحب مجاہدین کے امیر تھے۔ میاں صاحب نے جواب میں امام اکبر کی شرائط بیان کرنے کے بعد لکھا:

اب میں کہتا ہوں کہ مولوی عبداللہ جو علاقہ خراسان میں ہیں بسبب فقدانِ شرط اول کے یعنی قریشی نہ ہونے کے امام نہیں ہو سکتے، کیوں کہ وہ انصاری ہیں۔ (۳)

(۱) الحیاء بعد الممات، ص ۱۳۵ (۲) الحیاء بعد الممات، ص ۱۳۶ (۳) فتاویٰ نذیریہ بحوالہ پندرہ روزہ تقاضے لاہور

جب میاں صاحب، عبداللہ صاحب کو امام ہی تسلیم نہیں کرتے تو ان سے ربط و ضبط یا مالی امداد کیا معنی رکھتی ہے اور انگریز کو کھٹک کیوں باقی رہتی؟
الغرض بعد تحقیقات کامل یہ بات روزِ روشن کی طرح کھل گئی کہ ان پر مؤاخذہ محض ناجائز ہے اور یہ بالکل بری الذمہ ہیں اس لیے رہا کر دیئے گئے۔

یہ باتیں ہیں جو میاں صاحب کے ظاہر باطن کے یکساں ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ جس طرح غدر ۱۸۵۷ء میں مسزلیسنس کی جان بچانے سے وفادار ثابت ہوئے تھے، اسی طرح ۶۵-۱۸۶۲ء کے مقدمہ بغاوت میں بے لگاؤ ٹھہرے۔ (۱)

جنگ آزادی غدر تھی

میاں صاحب کے اہل حدیث سوانح نگار بھی اس جنگ کو غدر ہی قرار دے رہے ہیں خود میاں صاحب کہتے تھے:
”میاں! وہ ہلڑ تھا، بہادر شاہی نہ تھی“۔ (۲)

اس عنوان پر اگر فرقہ اہل حدیث کے علماء کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک مبسوط مقالہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے جو سرٹیفیکیٹ نقل کیے جا چکے ہیں وہ اس مقدمہ کے بعد کے ہیں۔

سفر حج اور کمشنر دہلی کی چٹھی

۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں میاں صاحب نے حج کا ارادہ کیا اور اس خیال سے کہ مخالفین جس طرح ۱۸۶۲ء کے مقدمہ میں غلط بیانی سے الجھا چکے ہیں کہیں اس سفر میں بھی پریشان نہ کریں چنانچہ کمشنر دہلی سے مل کر یہ صورتِ حال بیان کی، کمشنر نے ایک چٹھی انہیں

دی جوان کی وفاداری کا سرٹیفکیٹ تھی اور وہ یہ تھی:

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں، جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے، وہ اپنے فرض زیارتِ کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا، کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط: جے ڈی ٹریملٹ بنگال

سروس کمشنر، دہلی و سپرنٹنڈنٹ

۱۰، اگست ۱۸۸۳ء (۱)

ایک چٹھی مسٹر لیسنس سے بھی حاصل کی، جنگ کے دنوں میں جس کی میم کو گھر میں پناہ دی تھی: ”دوسری چٹھی مسٹر لیسنس نے بنام کنسل جدہ کے دی جس میں آپ کی خیر خواہی زمانہ عذر کا مفصل بیان تھا، انہوں نے یہ بھی جتا دیا تھا کہ ان کے مخالفین بھی بہت ہیں اور ان میں سے بعض مکہ معظمہ میں یہاں سے بھاگ کر مقیم ہو گئے ہیں۔ مسٹر لیسنس نے یہ بھی استدعا کی تھی کہ برٹش کنسل کا فرض ہے کہ ان کو ان کے مخالفین کے شرفساد سے بچائے۔ یہ چٹھی برٹش کنسل، مقیم جدہ (مکتوب الیہ) نے اپنے پاس رکھ لی۔“ (۲)

ہندوستان دارالامان

فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

”ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دارالامان فرماتے تھے، دارالحرب کبھی نہ

کہا۔“ (۳)

گورنمنٹ خدا کی رحمت

میاں صاحب کے تلمیذ خاص اور سفر حج کے رفیق مولوی تلمطف حسین نے ایک موقع پر پاشا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

”ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لیے خدا کی رحمت ہے۔“

اگر نہ گرتے آب و دانہ پر یہ آشیاں والے
بھرم پھولوں کا رہ جاتا چمن کی آبرو ہوتی

باب دوم

انگریز سے اہل حدیث نام کی رجسٹریشن

فرقہ جدیدہ

متحدہ ہندو پاک میں انگریز کی آمد تک تمام مسلمان سنی حنفی مسلک سے وابستہ تھے۔ سلاطین بھی اکثر و بیشتر حنفی تھے، البتہ بعض بادشاہوں نے نئی راہیں اپنانے کی کوشش کی، مگر انہیں عامۃ المسلمین کی تائید و حمایت حاصل نہ ہو سکی۔ بعض مقامات پر فقہ جعفری کے پیروکار بھی پائے جاتے تھے۔ کہیں کہیں فقہ شافعی پر عمل کرنے والے بھی موجود تھے، مگر غالب اکثریت احناف ہی کی تھی۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔“ (۱)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”اور ہند کے اکثر حنفی اور بعض شیعہ اور کم تر اہل حدیث ہیں۔“ (۲)

جب سے اس سرزمین پر انگریز کے منخوس قدم آئے تو دین و مذہب سے آزادی اور بے راہ روی کی رو بھی چل نکلی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”اے حضرات! یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے۔ جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان رہنے نہیں دیا۔ حنفی اور شافعی مذاہب کا تو کیا پوچھنا ہے۔“

آزاد روی کی یہ ہوا اتفاقاً نہیں چلی تھی بلکہ اس میں انگریزی حکومت کی منشا بھی شامل تھی۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”فرماں روایانِ بھوپال کو ہمیشہ آزادیِ مذہب میں کوشش رہی جو خاص منشا گورنمنٹ انڈیا کا ہے۔..... دولتِ عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیمًا و حدیثًا ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے۔ کسی جگہ مجرد تہمت و افتراء پر کاروائی خلاف واقع نہیں فرمائی، بلکہ اشتہارِ آزادیِ مذہب جاری کیے۔“ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

”اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنتِ برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادیِ مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہبِ خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے۔“ (۲)

خاص طور پر خفی، شافعی وغیرہ مذاہب سے آزادی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ آزادیِ مذاہب جدیدہ سے ہماری مراد عین قانون انگلشیہ ہے۔“ (۳)

ملکہ وکٹوریہ کے جشنِ جوبلی پر غیر مقلدین کی طرف سے جوائڈریس (سپاسنامہ) پیش کیا گیا، اس کی ایک شق یہ تھی:

”وہ خصوصیت ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسی سلطنت میں حاصل ہے۔ بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔“ (۴)

مولوی محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) حکومت کے ’وہابی‘ کی بجائے ’اہلِ حدیث‘ نام

الاٹ کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرقہ اہل حدیث، گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق رسی کا معترف ہے اور اپنے پیارے اور رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس ایچی سن کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور بعوض و شکریہ اس احسان اور احسانات سابقہ گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر مبذول ہیں) علی الخصوص احسان آزادی مذہبی کے جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ (۱)

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ابوالوفا مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب اپنی کتاب اہل حدیث میں لکھتے ہیں

سرکاری دفاتروں میں اہل حدیث کو وہابی لکھنے کی ممانعت

”بعض دوست دریافت کرتے ہیں کہ اہل حدیث کو سرکاری کاغذات میں وہابی لکھنے کی ممانعت کب ہوئی اور اس کا ثبوت کیا ہے؟ لہذا عام اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ اہل حدیث کو سرکاری دفاتروں میں وہابی لکھنے کی ممانعت ہے۔ ملاحظہ ہو

چٹھی گورنر ہند بنام گورنمنٹ پنجاب

مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۹ء نمبر ۷۵۸

نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) ایک جگہ تو پوری صراحت کے ساتھ غیر مقلدین کی آزادی کو انگریزی حکومت کے اشارہ ابرو کا مرہونِ منت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے، خصوصاً دربارِ دہلی میں جو سب درباروں کا سردار ہے۔

..... یہ آزادی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادی کی مذہب خاص کرتے ہیں، مبارک رہے۔ اب تامل کرنا چاہیے کہ دشمن سرکار کا وہ ہوگا جو کسی قید میں اسیر (مقلد) ہے یا وہ ہوگا جو آزادی و فقیر (غیر مقلد) ہے۔“ (۱)

محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) اپنے فرقے کا تعلق تمام سلف صالحین سے قطع کر کے صرف نبی اکرم ﷺ کا مقلد ہونا ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ فرقہ اہل حدیث بجز پیغمبر ﷺ کسی صحابی (ابوبکرؓ، عمر فاروقؓ، عثمانؓ، علی مرتضیٰؓ) کسی تابعی (حسن بصریؓ، زہریؓ، سعید بن المسیبؓ وغیرہ) کسی امام (ابوحنیفہؓ، شافعیؓ، مالکؓ، احمد بن حنبلؓ) کسی صوفی (جنید بغدادیؓ، شیخ عبدالقادر جیلانیؓ وغیرہ) کسی مولوی زندہ یا مردہ کا محض مقلد نہیں ہے اور اسی وجہ سے اس گروہ کا نام ان کے مخالفوں نے لاندہب وغیر مقلد رکھا ہوا ہے۔“ (۲)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اس فرقہ کے نو پیدا ہونے کی شہادت دیتے ہیں:

فقد نبتت فی هذا الزمان فرقة ذات سمعة ورياء تدعى لانفسها علم الحديث والقرآن والعمل بهما على العلات في كل شان مع انها ليست في شيء من اهل العلم والعمل والعرفان۔“ (۳)

اس زمانہ میں نمائش اور ریاکاری کا عادی فرقہ پیدا ہوا ہے جو اپنے علاقائی بھائیوں (احناف) کے مقابل حدیث و قرآن کے علم اور ہر معاملے میں قرآن و حدیث پر عمل کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ علم، عمل اور معرفت میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔“

نوٹ:

نواب صاحب کی یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء میں چھپی تھی اور یہ انگریز کے

عروج کا زمانہ تھا، نواب صاحب کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ نیا نیا وجود میں آیا ہے، انگریزی دور سے پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا۔

میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالحق فرماتے ہیں:

”سوبانی مبنی اس طریقہ احداث (غیر مقلدیت، ناقل) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے۔ (۱)

مولوی محمد شاہ جہان پوری جو خود غیر مقلد ہیں، لکھتے ہیں:

”کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آ رہے ہیں جس سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں، پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے، بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحّد کہتے ہیں۔ مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لاندہب لیا جاتا ہے۔“ (۲)

مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”قد نشأت فی عصرنا فرقة تدعى اتباع الحديث وهم بمعزل منه“۔

ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارہ کش ہیں۔

فرقہ قلیلہ

پاک و ہند میں غالب اکثریت سنی حنفی مسلمانوں کی رہی ہے۔ غیر مقلدین ہمیشہ تعداد میں کم رہے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف خود انہیں بھی رہا ہے۔

(۱) تنبیہ الضالین، ص ۳ (۲) الارشاد الی سبیل الرشاد، ص ۱۳ (۳) فتاویٰ علمائے حدیث، ج ۴، ص ۷۹ بحوالہ فتاویٰ غزنویہ

مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے ہم خیال علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پھر خاص اپنے گروہ جو عام مسلمانوں کی نسبت ایسے ہیں جیسے آٹے میں نمک اپنی قلت اور عام مسلمانوں کی نظر میں اپنی حقارت و ذلت پر ترس کھائیں، اس قلت اور ذلت کو اور نہ بڑھائیں“۔ (۱)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کہتے ہیں:

”خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں“۔ (۲)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”حنفیہ جن سے یہ ملک بالکل بھرا ہوا ہے“۔ (۳)

ان کا یہ قول بھی قابلِ ملاحظہ ہے:

”اور ہند کے (مسلمان) اکثر حنفی اور بعض شیعہ اور کمتر اہل حدیث“۔ (۴)

طرفہ تماشائیہ کہ اس تمام تر قلت اور ذلت کے باوجود دنیا بھر کی برائیوں کا الزام سواۓ اعظم احناف کو دینے سے باز نہیں آتے اور صاف صاف کہہ دیتے ہیں:

”اگر غور سے دیکھو اور خوب خیال کرو تو سارے عالم کا فساد اور تمام خرابیوں کی بنیاد یہی گروہ ہے جو اپنے آپ کو کسی مذہب وغیرہ کا مقلد کہتا ہے“۔ (۵)

مطلب یہ ہوا کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے آج تک جو جماعت غالب اکثریت کے ساتھ موجود رہی وہ جھوٹی ہے اور سچا فرقہ صرف وہ ہے جو انگریز کی آمد کے بعد پیدا ہوا،

فیا للعجب!

(۱) اشاعت السنۃ ج ۷ شمارہ ۱۲ ص ۳۷۰ (۲) ترجمان وہابیہ ص ۱۰ (۳) ترجمان وہابیہ ص ۱۵ (۴) ترجمان وہابیہ ص ۵۷ (۵) ترجمان وہابیہ ص ۲۴

مولانا بشیر احمد لکھتے ہیں:

”سارے عالم اسلام میں غیر مقلدین کا فرقہ باقاعدہ جماعتی رنگ میں کبھی پہلے تھا اور نہ ہی اب موجود ہے۔ صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں یہ فرقہ کہیں کہیں پایا جاتا ہے لیکن ہندوستان میں انگریز کی حکمرانی سے قبل اس گروہ کا کہیں بھی نام و نشان تک نہ تھا۔ ہندوستان میں اس فرقہ کا ظہور و وجود انگریز کی نظرِ کرم اور چشمِ التفات کا مرہونِ منت ہے۔“ (۱)

فتنوں کا سرچشمہ

سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا راستہ اور طریقہ نہ صرف صراط الذین انعمت علیہم کا مصداق ہے، بلکہ ان حضرات کی پیروی وہ بابرکت قلعہ ہے جس کے اندر رہنے والا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نئے نئے فتنوں سے محفوظ اور مامون رہتا ہے اور جب کوئی شخص ان حفاظتی حدود کو پھلانگ جاتا ہے تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کس گڑھے میں جا گرے گا۔ غیر مقلدین نے اتباعِ ائمہ کی رسی اپنی گردن سے کیا اتاری کہ جو شخص جس شکاری کی زد میں آیا اسی کے جال میں گرفتار ہو گیا۔

غیر مقلد عالم قاضی عبدالاحد خان پوری لکھتے ہیں:

”پس اس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ و روافض کے۔ یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف، یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں

ملاحظہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع“۔ (۱)

محمد سعید الرحمن علوی لکھتے ہیں:

”دعویٰ تو اہل حدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکار حدیث،

قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے لطن سے پیدا ہوئے“۔ (۲)

محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”سرسید کا مذہب اسلامی دنیا کو معلوم ہے کہ عقلی تاویلات اور ملاحظہ یورپ کے خیالات

رکھتے تھے، چند روز انہوں نے اہل حدیث کہلایا“۔ (۳)

نواب صدیق حسن بھوپالی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”سید احمد خاں سی ایس آئی دعویٰ وہابیت کا کرتے ہیں“۔ (۴)

محمد حسین بٹالوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

”قادیان میں مرزا پیدا ہوا تو اس کو بھی اہل حدیث کے مولوی حکیم نور الدین بھیروی،

جمونی اور مولوی احسن امر وہوی بھوپالی نے ویکم یا لیک کہا۔

فتنہ انکار حدیث (چکڑالوی مذہب) نے مسجد چینیوالی میں جو اہل حدیث کی مسجد ہے،

جنم لیا اور چٹو و محکم الدین وغیرہ (جو اہل حدیث کہلاتے تھے) کی گود میں نشوونما پایا اور یہی

مسجد بانی مذہب چکڑالوی کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا“۔ (۵)

واضح رہے کہ احسان الہی ظہیر (غیر مقلد) اسی مسجد کے خطیب تھے!

مولانا بشیر احمد قادری لکھتے ہیں:

”اس مقصد کے لیے بھی غیر مقلدین نے اس (انگریز) کو چند نہایت موزوں افراد

(۱) بحوالہ غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں؛ مطبوعہ فقیر والی، ص ۳۰ (۲) اہل حدیث اور انگریز؛ مقدمہ ص ۳

(۳) اشاعت السنۃ ج ۱۹، شمارہ ۸ ص ۲۵۲ (۴) ترجمان وہابیہ ص ۵۷ (۵) اشاعت السنۃ ج ۱۹، شمارہ ۸ ص ۲۵۲

فراہم کیے۔ یہ تھے لاہور کی چینیا نوالی مسجد کے خطیب عبداللہ چکڑالوی، احمد دین، اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری اور ان کے اتباع و اذنا ب یہ اشخاص انگریز کی آرزوؤں، خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور فرقہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی۔ (۱)

مولوی بشیر احمد ”خیر التنقید“ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”جناب بٹالوی صاحب لکھتے ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔“ (۲)

انگریز سے لفظ اہل حدیث کی رجسٹریشن کروانا

مولوی عبدالحق بنارسی اور ان کے ساتھیوں نے سید صاحب کی وفات کے بعد اپنے افکار کے ساتھ ساتھ نئے نئے نام تجویز کرنا شروع کر دیئے۔ پہلے محمدی پھر موحد اور آخر میں اہل حدیث نام تجویز کیا۔

مولوی محمد شاہ جہاں پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لاندہب لیا جاتا ہے۔“ (۳)

غیر مقلدین کے مخالفین انہیں وہابی کے نام سے یاد کرتے تھے، حکومت کے کاغذات

میں بھی یہی نام استعمال ہوتا تھا۔ غیر مقلدین کے مشہور راہنما مولوی محمد حسین بٹالوی نے باقاعدہ درخواست دے کر انگریزی حکومت سے اپنا نام ”اہل حدیث“ الاٹ کرایا اور حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو درخواست حکومت کو دی، اس کے چند اقتباسات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ لفظ وہابی ایسے دو بڑے معنوں میں مستعمل ہے جن سے گروہ اہل حدیث کی برأت و نفرت ثابت ہے....

☆ لہذا اہل حدیث اپنے حق میں اس لفظ کا استعمال جائز نہیں جانتے اور اس کو لائبل (مزیلِ حیثیت) لفظ خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ مومن، لفظ کافر کو یا مسلمان، لفظ حلال خور کو۔ ☆ اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سے وہ اصرار کے ساتھ یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب نہ کیا کریں۔

☆ یہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر خواہ، گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت ایسے لفظ کا استعمال قطعاً ترک کرے۔

یہ درخواست ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء کو منظور ہوئی۔ بٹالوی صاحب نے اس کا تذکرہ تمام تر ممنونیت کے ساتھ کیا، لکھتے ہیں:

”اس درخواست کو ہمارے رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چارلس اپچی سن صاحب بہادر بالقابہ نے معرض قبول میں جگہ دی اور بڑے زور کے ساتھ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں اس کی قبولیت کے لیے سفارش کی۔

مسلمانوں کے حال پر رحم فرمایا ہر دل عزیز و انسراے و گورنر جنرل لارڈ ڈفرن بالقابہ نے بھی سر چارلس اپچی سن صاحب بالقابہ کی رائے زریں سے اتفاق رائے ظاہر فرمایا

اور سرکاری کاغذات میں اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم فرمایا۔ (۱)

نام کی تبدیلی کا اہم فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

من جملہ ان نتائج کے جو ۱۸۸۶ء میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ایک عمدہ نتیجہ یہ ہے کہ اس رسالہ (اشاعت السنۃ) نے گروہ اہل حدیث کی وفاداری گورنمنٹ پر ثابت کر دی اور ان کے حق میں لفظ وہابی کا (جو ناواقفوں کے خیال میں ان کی وفاداری میں شبہ انداز تھا) استعمال حکماً موقوف کر دیا۔ (۲)

اگست ۱۹۰۲ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی شملہ گئے تو رپورٹ مردم شماری میں بعض جگہ اہل حدیث کے لیے لفظ وہابی لکھا ہوا دیکھا، چنانچہ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ مردم شماری پنجاب ایچ۔ اے روز کو ایک درخواست دی جس میں لکھا:

”ازراہ مہربانی و انصاف پروری اس تک نیم (بدنام) کو رپورٹ میں بدل دیا جائے۔

اس برے لقب کو اپنے حق میں کوئی اہل حدیث استعمال نہیں کرتا۔“ (۳)

ایچ اے روز نے یہ درخواست اپنے سفارشی ریمارک کے ساتھ گورنمنٹ پنجاب کو بھیج دی، پھر بٹالوی صاحب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ملے اور اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی۔

”جس پر ہمارے بیدار مغز جزیورس نامور لیفٹیننٹ گورنر سرچارلس ریواں صاحب بہادر

نے حکم صادر فرمایا کہ جن کاغذات مردم شماری میں لفظ ”وہابی“ لکھا گیا، ان کو ردی کر کے از

سر نو کاغذات چھپائے جائیں۔“ (۴)

ہندوستان کی برطانوی حکومت نے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری رپورٹ میں اس فرقے کا

اندراج ”وہابی“ کے تحت کیا ہے۔

(۱) اشاعت السنۃ ج ۹ شماره ۷ ص ۹-۱۹ (۲) اشاعت السنۃ ج ۱۰ شماره ۷ ص ۷ (۳) اشاعت السنۃ ج ۱۹ شماره ۹ ص ۹

ص ۱ (۴) اشاعت السنۃ ج ۱۹ شماره ۹ ص ۲

Ibbetson, D.C.: Census Report for the Panjab, Lahore, 1882, pp. 147-48

Rose, H. R: A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and North West Frontier Province, Lahore, 1978, Vol. II p.8

لیکن بعد کی رپورٹوں میں ان کی درخواست پر ان کے فرقہ کو ”اہلِ حدیث“ کے حروفِ تہجی کے تحت لائے ہیں۔

روز نے اس فرقہ کے عقائد کی تفصیلات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے:
 ”اس فرقہ کے پیرو اپنے مقابلے میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو ”مشرک“ سمجھتے ہیں۔“

They call! the rest of the Muhammadans Mushrik

ان تفصیلات سے اس فرقہ کی حکومت سے وفاداری حکومت کی نگاہ میں قدر و منزلت اور بٹالوی صاحب کی شبانہ روز تنگ و دو کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

مستند خیر خواہ

نام کی اس تبدیلی کے فائدے پر اس انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے:
 ”اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب سے ایک سرکلر جاری کر دیا کہ اہلِ حدیث کو وہابی کہنا لیبیل (مزیل حیثیت) ہے گورنمنٹ پنجاب اور اس کے اعلیٰ حکام نے اپنی چھٹیوں میں اعتراف کیا کہ اہلِ حدیث برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ نہیں ہیں، بلکہ خیر خواہ ہیں“ (۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”کسی قوم کی ترقی (جس میں مذہبی ترقی بھی شامل ہے) دنیاوی اسباب سے قطع تعلق کرنے سے نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے اور موجودۃ الوقت سلطنت سے ارتباط اور اس کی پالیسی کی مراعات اور اس کے حضور عقیدت و انقیاد اور ارکان سلطنت سے رابطہ محبت و اتحاد، اسباب دنیاوی سے ایک عمدہ اور قوی تاثیر سبب ہے۔ (۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

یہ خیال کسی کو پیدا نہ ہوا کہ مذہب بلا استعانتِ اسبابِ حسن معاشرت چل نہیں سکتا اور سلطنتِ وقت کے حضور میں اظہارِ عقیدت اور ارکانِ سلطنت سے ارتباط و موانست، اسبابِ دنیاوی سے اعلیٰ سبب ہے۔ اسی بے خیالی میں وہ (اہلِ حدیث) اپنی مسجدوں میں صحیح بخاری کا درس کرتے رہے یا کسی حجرہ میں خلوت گزریں ہو کر یا حی یا قیوم پڑھتے رہے اور کسی سے من جملہ اعیانِ ملک یا ارکانِ سلطنت ارتباط و اتحاد کا تعلق پیدا نہ کیا اور نہ کسی کے آگے اپنی عقیدت و اطاعتِ سلطنت کا اظہار کیا۔ (۲)

ان کا اور ان کے حریفوں کا یہ حال دیکھ کر اس قوم کے خادم و وکیل و ایڈیٹر اشاعتِ السنۃ کو یہ تعجب انگیز خیال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے تمام طبقات رعایا سے صرف یہی ایک فرقہ اہلِ حدیث ہے جو اس سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو بلحاظِ امن و آزادی، اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بھی بہتر جانتا ہے کیونکہ اس فرقہ کو بجز اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں پوری آزادی حاصل نہیں ہے۔ (۲)

یہ وہ حالات تھے جن کی بنا پر بٹالوی صاحب نے جماعتِ اہلِ حدیث کا خصوصی رابطہ

(۱) اشاعتِ السنۃ ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۲ (۲) اشاعتِ السنۃ ج ۹، شمارہ ۷، ص ۱۹۵ (۳) اشاعتِ السنۃ ج ۹، شمارہ ۷

گورنمنٹ سے قائم کیا اور تمام وفاداریاں حکومت کو پیش کر دیں۔

ادھر اپنی مہربان گورنمنٹ سے ارتباط اور ارکان سلطنت سے رابطہ ملاقات پیدا کیا، قوم (اہل حدیث) کے وفادار نہ و مطیعانہ خیالات کو گورنمنٹ تک پہنچایا اور گورنمنٹ کی نظر عنایت شاہانہ کو قوم کی طرف متوجہ کیا۔“ (۱)

پھر اپنی قوم کے تمام افراد اور طبقات کو پرزور اپیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس تنہید کو پڑھ کر امید ہے ہمارے اخوان اہل حدیث، خصوصاً ان کے اکابر و رہبر اس ضرورت کا بڑھ کر ہونا تسلیم کریں گے بلکہ خود بھی ”اشاعة السنۃ“ کی تقلید اختیار کر کے جا بجا اسی قسم کی کاروائیاں شروع کر دیں گے۔ واعظین و مدرسین اپنی مجالس و عظ و دروس میں اور مصنفین اپنی کتب و رسائل میں اس قسم کے مضامین شائع کریں گے اور تولاً و عملاً گورنمنٹ پر اپنے سچے اور وفادار نہ خیالات ظاہر کرنے میں سرگرمی سے کوشش کریں گے۔“ (۲)

اس کاروائی کا ایک حصہ اہل حدیث نام الاٹ کرانے کی کوشش اور درخواست تھی (جس کا مختصر تذکرہ گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے) اس درخواست کی توثیق پورے ہندوستان کے اہل حدیث نے کی اور تین ہزار ایک سو چھتیس (۳۱۳۶) اعیان و اشخاص نے دستخط کیے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ بٹالوی صاحب کی کاروائی سے تمام اہل حدیث متفق تھے۔

گورنمنٹ برطانیہ کو ہدیہ تشکر

مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواستوں اور پے در پے کوششوں سے انگریزی حکومت نے اس فرقہ کا نام اہل حدیث تسلیم کر لیا۔ اس احسانِ عظیم کا شکریہ دل و جان سے ادا کیا گیا اور ہدیہ تشکر کے اظہار کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ ”فرقہ اہل حدیث گورنمنٹ کے اس حکم سے اپنی کامل حق رسی کا معترف ہے۔ اور اپنے ہر دل عزیز اور مسلمانوں کے خیر خواہ و انسہرائے لارڈ ڈفرن اور اپنے پیارے رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس اپچی سن کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور بعض و شکر یہ اس احسان اور احسانات سابقہ گورنمنٹ کے (جو بشمول دیگر رعایا خصوصاً اہل اسلام اس فرقہ پر مبذول ہیں) علی الخصوص احسان آزادی مذہبی کے (جس سے یہ فرقہ عام اہل اسلام سے بڑھ کر ایک خصوصیت کے ساتھ فائدہ اٹھا رہا ہے) اہل حدیث لاہور نے جشنِ جوہلی کی تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی اور قیصرہ ہند کی پنجاہ سالہ حکومت کی خوشی میں اہل اسلام کی مکلف ضیافت کی جس میں رؤساء، شرفاء علماء اور عام اہل اسلام رونق افروز ہوئے“۔ (۱)

”تعداد اہل دعوت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکا، مگر ناظرین و حاضرین کے قیاس میں سات آٹھ ہزار اشخاص کا مجمع تھا“۔ (۲)

۲۔ اس دعوت میں گورنر پنجاب اور اس کے سیکرٹریوں سے بھی شمولیت کی درخواست کی گئی تھی، انہوں نے فرصت نہ ہونے کے سبب معذرت کر دی۔ تاہم انہیں یہ ہدیہ نیاز پیش کرنے کے لیے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا:

”اس دعوت کے مقام (مولوی الہی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازہ کے سامنے سے رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لیے نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کا گزر کرنا مقرر تھا۔ اس جگہ اہل حدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا جس پر سنہری حرفوں میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دعائیہ مرقوم تھے:

THE AHL-I-HADIS WISH EMPRESS ALONE LIFE

(اہل حدیث چاہتے ہیں کہ قیصر ہند کی عمر دراز ہو)

دوسری طرف لا جوردی رنگ سے یہ بیت اردو میں تحریر تھا

دل سے ہے یہ دعائے اہل حدیث

جشنِ جوہلی مبارک ہو

اس دروازہ سے لیفٹیننٹ گورنر اور ان کے مصاحبوں اور رئیسوں کی سواریوں کا گزر ہوا تو سب کی نگاہیں ان کلماتِ دعائیہ کی طرف (جو لیمپ، جھاڑ اور مہتابیوں کی روشنی سے روزِ روشن کی طرح نمایاں تھی) لگی ہوئی تھی اور اکثر کی زبان سے کلمہ (اہل حدیث) جاری تھا“ (۱)

۳۔ اسی خوشی و مسرت و عقیدتِ سلطنت کے اظہار کے لیے اسی رات دس بجے اہل پنجاب کی مختلف سوسائٹیوں کے ایڈریس مبارک باد پیش ہوئے۔ ان میں دسویں نمبر پر ”اہل حدیث“ کا ایڈریس جس کی نقل حاشیہ میں ہے، بذریعہ ڈیپوٹیشن پیش ہوا۔ اس ایڈریس پر مختلف اضلاع ہندوستان و پنجاب، بمبئی، مدراس و بنگال وغیرہ اعیانِ اہل حدیث کے دستخط ثبت تھے۔ (۲)

سپاسنامہ

یہ سپاسنامہ بھی ملاحظہ ہوا اس کے ایک ایک حرف سے عقیدت و نیاز کے فوارے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں:

”ایڈریس گروہ مسلمانانِ اہل حدیث

بحضور فیض گنجور کوئین و کٹوریہ ملکہ گریٹ برٹن

وقیصرہ ہند بارک اللہ فی سلطنتہا

(۱) ہم ممبرانِ گروہِ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی

خدمتِ عالی میں جشنِ جوہلی کی دلی مسرت سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

(۲) برٹش رعایائے ہند میں کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں مبارک تقریب کی مسرت جوش زن نہ ہوگی اور اس کے بال بال سے صدائے مبارک باندہ اٹھتی ہوگی۔ مگر خاص کر فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرماں روا کے وقت کی عقیدت اس کا مقدس مذہب سکھاتا ہے اور اس کو ایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے۔ اس اظہار مسرت اور ادائے مبارک باد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیش قدم ہے۔ علی الخصوص گروہ اہل حدیث من جملہ اہل اسلام اس اظہار مسرت و عقیدت اور دعائے برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاجِ برطانیہ کا حلقہ بگوش ہو رہا ہے ازاں جملہ ایک بے بہانہ مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا نصیب اٹھا رہا ہے۔

(۳) وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسی سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔ ہم بڑے جوش سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ حضور والا کی حکومت کو اور بڑھائے اور تادیر حضور والا کی رعایا کا نگہبان رہے تاکہ حضور والا کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن و تہذیب کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ (۱)

۱۸۸۶ء میں ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کا جشنِ پنجاہ سالہ (گولڈن جوہلی) سرکاری طور پر منایا گیا تھا جس میں جماعتِ اہل حدیث، لاہور نے مذکورہ بالا سپاسنامہ پیش کیا تھا۔ (۲)

۱۸۸۸ء میں ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے اس ایڈریس کی منظوری کا پروانہ جاری کیا گیا،

جسے اشاعت السنۃ میں ان الفاظ میں شائع کیا گیا:

ملکہ معظمہ کی طرف سے اہل حدیث کا خطاب

ہم اس مژدہ کے سنانے سے بھی نہیں رہ سکتے کہ ہماری مہربان ملکہ معظمہ انگلینڈ و قیصر ہند نے اہل حدیث کے ایڈریس موقعہ جوہلی کو کمال مسرت کے ساتھ قبول فرمایا ہے اور ازراہ عنایت خسروانہ گروہ اہل حدیث کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس شکریہ میں اس گروہ کو اسے اہل حدیث خطاب ”اہل حدیث“ سے مخاطب کیا گیا ہے جو ان کے کمال امتیاز و اعزاز کا موجب ہے۔ اس اعزازِ شاہانہ و اکرام خسروانہ ملکہ معظمہ قیصر ہند پر اہل حدیث ہند کمال ادب و انکسار کے ساتھ اپنی مہربان بیپرس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی درازی عمر و ترقی توفیق و اقبال کے لیے دست بدعا ہیں“۔ (۱)

اس کے بعد دو مکتوب پیش کیے گئے جن میں ایڈریس کی قبولیت کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ ذیل میں ایک مکتوب کی نقل پیش کی جاتی ہے۔

نمبر ۱۴۶۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ (پبلک)

از طرف: جے۔ پی ہیوٹ صاحب۔ انڈر سیکرٹری گورنمنٹ ہند

بنام: ممبران اہل حدیث پنجاب

مقام شملہ ۱۱ جون ۱۸۸۸ء

صاحبان شرفاء! مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ صاحب سیکرٹری آف اسٹنٹ نے اطلاع دی ہے کہ ہر میجسٹری ملکہ معظمہ قیصر ہند نے باطاف خسروانہ اس ایڈریس وغیرہ کو قبول

فرمایا ہے جو آپ صاحبان نے ہر میسٹی کی خدمت میں جو بلی کے موقع پر پیش کیا تھا اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہر میسٹی کا خاص شکریہ آپ لوگوں کو اس خیر خواہانہ نذرانہ کے لیے پہنچایا جائے۔

مجھے، اے صاحبان! آپ کا نہایت فرماں بردار ملازم ہونے کی عزت حاصل ہے۔

جے۔ پی۔ ہیوٹ

انڈر سیکرٹری گورنمنٹ ہند (۱)

برٹش گورنمنٹ کی تعظیم قلبی پر دلائل شرعی

ملکہ برطانیہ کی گولڈن جو بلی کے موقع پر اہل حدیث نے جس خوشامد اور زائد عقیدت و وفاداری کا اظہار کیا۔ وہ صرف ظاہر داری کی بنیاد پر نہ تھا۔ بلکہ دلی جذبات کی ترجمانی تھا۔ نیز اس پر انہیں کبھی ندامت نہیں ہوئی، بلکہ اس طرز عمل کے جواز پر انہوں نے شریعت کے حوالے سے دلائل بھی پیش کیے محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”اس مضمون میں دلائل کتاب و سنت کا بیان دو غرض سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ گورنمنٹ کو یہ یقین ہو کہ اس موقع پر مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے سچے دل سے کیا ہے۔ اور اپنے مقدس مذہب کی ہدایت سے کیا ہے۔ صرف ظاہر داری اور جھوٹی خوشامد سے کام نہیں لیا۔ دوسری یہ کہ ناواقف مسلمانوں کو مسلمانوں کے اس فعل میں عدم جواز اور مخالفت شریعت کا وہم و گمان پیدا نہ ہو۔“ (۲)

مزید لکھتے ہیں:

”پس واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع پر اہل حدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہیں:

(۱) ملکہ معظمہ کی تعظیم کرنا اور تعظیمی الفاظ سے اس کو یاد کرنا۔

(۲) ملکہ معظمہ کی حکومت پنجاہ سالہ پر خوشی کرنا اور اس خوشی میں مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔

(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت و عقیدت کو ظاہر کرنا اور اس کو فرض مذہبی بتانا۔

(۴) اس سلطنت کی برکات و احسانات (امن آزادی وغیرہ) کا معترف ہونا اور اس پر

ملکہ معظمہ اور سلطنت کی تعریف کرنا اور شکر گزار ہونا۔

(۵) ملکہ معظمہ اور اس کی سلطنت کے لیے دعائے سلامت و حفاظت و برکت کرنا و علیٰ ہذا

القیاس ان امور میں کوئی امر بھی ایسا نہیں ہے جس کے جواز پر شریعت کی شہادت نہ پائی جاتی ہو۔ (۱)

لارڈ ڈفرن کے حضور

غالباً ۱۸۸۸ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل اور وائسرائے لارڈ ڈفرن کے حضور

جماعت اہل حدیث نے اس کی وطن واپسی کے موقع پر ایک سپانامہ پیش کیا۔ سپانامہ کیا ہے؟ عقیدت و وفاداری کا نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے اور بقول بٹالوی صاحب:

”ڈیپوٹیشن دھوم دھام کا تھا“ (۲)

سپانامہ فارسی میں تھا اس کا ترجمہ مع تلخیص پیش کیا جاتا ہے:

”حضور والا!

ہم فرقہ اہل حدیث کے چند ارکان اور پنجاب اور ہندوستان کے دیگر اسلامی فرقوں کے

چند اشخاص اپنی طرف سے اصلہ اور اپنے دیگر ہم مشربوں کی طرف سے وکالت اس والا

درجات کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے اور اس ذات ستودہ صفات کی مفارقت پر اظہارِ غم

کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ ”خیر اندیشوں“ اور ”جاں نثاروں“ کے مذہب کے

مطابق کمالِ عجز و انکسار کے ساتھ عرضِ مدعا کی اجازت چاہتے ہیں۔ اس ”کرم گستر“ اور ”عدل پرور“ کے عہدِ سعادت مہد کی برکتیں اور احسانات، بارانِ رحمت، عمیم البرکت کی طرح سے اس اطاعتِ شعارِ علاقہ کے تمام لوگوں اور تمام قوموں پر بر سے ہیں (جیسے مملکت میں قیام امن حدودِ سلطنت کا استحکام، پبلک سروس کمیشن کا تقرر اور لیڈی ڈفرن فنڈ کی تجویز وغیرہ) ہندوستان کے مسلمانوں نے دوسری قوموں کی طرح اور ان کے برابر ان سے کافی وافی حصہ حاصل کیا ہے ”حضور پر نور“ کے بعض انعامات اور احسانات ایسے ظاہر ہوئے ہیں جن سے استفادہ کرنے میں اہل اسلام عموماً اور اہل حدیث خصوصاً سبقت لے گئے ہیں اور ایک قسم کی خصوصیت پیدا کی ہے۔

خاص طور پر فرقہ اہل حدیث کے لیے جو عظیم مہربانی اور گراں قدر احسان روارکھا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے حق میں لفظ وہابی کا استعمال سرکاری دفاتر میں ممنوع قرار دے دیا ہے جو ان کی دل آزاری کرتا تھا اور ان کی وفاداری اور جاں نثاری جو نازک وقتوں میں پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور سرکارِ والا کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ ناواقفوں کی نظر میں مشکوک بنا دیتا تھا، اس طرح بے خبروں کی بدگمانیوں کو ختم کر دیا۔

اہل اسلام عموماً اور اہل حدیث خصوصاً ان انعامات عامہ و خاصہ پر نظر کرتے ہوئے ہزار زبان سے اس والا دودمان کے احسان کا شکر تہہ دل سے بجالاتے ہیں اور اس مظہرِ جود و احسان کی قبل از وقت مفارقت پر اشکِ حسرت بہاتے ہیں اور دلی رنج کو اس آرزو کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ کاش ہمارا ہم پلہ سایہ مقررہ میعاد تک ان کے سروں پر پھیلا رہتا اور حکومت کی مدت دو گنا ہو جاتی تاکہ فوائد و منافع، مسلمانوں کا نصیب ہو کر بارِ احسان کے کندھوں پر رکھ دیتے۔

آخر میں حضورِ موفور السرور کی ناگزیر مفارقت پر فراق گزیدہ بے چارے صبر و سکون کا

دامن پکڑ کر اس دعائے خیر کے ساتھ اپنے آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ خداوند عالم ذات مکرم صفات کو امن و عافیت کے ساتھ وطن مالوف تک پہنچائے اور اس جگہ روز افزوں ترقی اقبال عطا فرما کر اہل اسلام کے فائدے اور بہتری کے لیے سرچشمہ بنائے۔

اور تاج و تخت برطانیہ جس کی نیابت کا شرف جناب والا کو حاصل ہے، کو تمام تر قیام و استحکام عطا فرما کر ملک کے لیے موجب امن و برکت اور مسلمانوں کی حفاظت و حمایت کا باعث بنائے۔

ہم ہیں حضور کی وفادار اور جاں نثار رعایا“

اگر زحمت نہ ہو تو ایک دفعہ پھر اس سپاسنامے کو پڑھ لیجیے اور خیر اندیشوں اور جاں نثاروں کا حضور پر نور، کرم گستر اور عدل پرور کی بارگاہ میں یہ فدیہ یا نہ اعتراف ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے بعض انعامات وہ ہیں جن کے حصول میں اہل حدیث خصوصیت کے ساتھ سبقت لے گئے۔

اس سپاسنامے پر دستخط کرنے والے اس وقت کے اہل حدیث کے تمام بڑے بڑے ستون اور قائدین شامل ہیں اور حد یہ کہ ”شیخ الکل“ میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط سرفہرست ہیں۔

اس سپاسنامے پر دستخط کرنے والوں کے چند نام ملاحظہ ہوں:

مولوی سید محمد نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل)

ابوسعید محمد حسین بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند

مولوی محمد یونس خاں رئیس و تاوولی علی گڑھ

مولوی قطب الدین پیشوائے اہل حدیث روپڑ

مولوی محمد سعید بنارس

مولوی الہی بخش پلیڈر، لاہور

مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہل حدیث مدراس، وغیرہ وغیرہ (۱)

اس سپانامے کے جواب میں وائسرائے لارڈ ڈفرن نے جو کچھ کہا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

صاحبان! میں اس ایڈریس کے لیے جو ابھی آپ نے مجھے دیا ہے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے خیر خواہانہ اظہارات عقیدت، نسبت برائے گورنمنٹ کو سن کر خوش ہوتا ہوں اور میں خلوص دل سے امید کرتا ہوں کہ شمال مغربی سرحد کو استحکام دینے کی وجہ سے جس میں آپ میں سے اکثر بوجہ اس کے کہ سرحدی صوبہ کے باشندے ہیں خاص دلچسپی رکھتے ہیں جو امن اس وقت ہمیں حاصل ہے قائم رہے گا۔ (۲)

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب ایچی سن کے حضور

۲۴ مارچ ۱۸۸۷ء کو گورنر پنجاب کی رخصت پر اہل حدیث نے ایک سپانامہ پیش کیا جس میں اظہار عقیدت و وفاداری کا وہی والہانہ انداز ہے جو لارڈ ڈفرن کے سپانامہ میں ہے اس سپانامہ کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے:

”ایڈریس من جانب فرقہ اہل حدیث ومبران دیگر فرقہ اہل اسلام بحضور سرچارلس امفرسٹن ایچی سن صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایل ایل۔ ڈی۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب وغیرہ ممبران فرقہ اہل حدیث و دیگر فرقہ اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقع پر (جب کہ حضور اس صوبہ سے مرخص ہوتے ہیں) کمال ادب و

اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات و مربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

حضور والا کے شاہانہ عنایات و مربیانہ توجہات ابتداء رواق افروزی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت و تواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر بارانِ رحمت یا موجزن دریا موہبت کہا جائے تو بیجا نہیں ہے۔“

آخر میں لکھتے ہیں:

”خاتمہ میں ان کلماتِ دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجور کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن مالوف میں پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدہ گورنر جنرل پر مامور و معزز فرما کر ہندوستان میں لاوے اور ہماری آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار فیض آثار سے منور کرے۔ آمین ثم آمین۔“

بوطنِ رفعت مبارک باد

بسلامت روی و باز آئی“ (۱)

رہی دل کی دل میں حسرتیں

اہل حدیث کی تاریخ یہ رہی ہے کہ انہوں نے حکومتِ برطانیہ کی خوشامد کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا مگر ایک حسرت اور باقی ہے جسے مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کے قلم سے پڑھیے۔

موصوف لکھتے ہیں:

”خاکسار نے بمشورہ بعض اعیانِ اہل حدیث پنجاب و بنگال گورنمنٹ پنجاب سے اس

مضمون کی درخواست کی کہ ہر چند مختلف اضلاع اور شہروں کے تمام جلسوں میں جن میں اہل اسلام ہندوستان نے بتقریب تاج پوشی پر مسرت کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانان اہل حدیث بھی شامل رہے ہیں مگر خاص موقع دربار دہلی میں وہ لوگ خصوصیت کے ساتھ اظہار مسرت چاہتے ہیں۔“

اس درخواست کے جواب میں سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے یادداشت نمبری ۶۳۹ دفتر اشاعت السنۃ میں موصول ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تخت نشینی ہر میجسٹی کنگ امپیرر کی تقریب پر ہندوستان کے مختلف فرقوں کو ایڈریس مبارک باد پیش کرنے کا کئی دفعہ موقع دیا گیا ہے لہذا گورنمنٹ ہند کی تجویز نہیں ہے کہ اب دربار دہلی میں کوئی ڈیپوٹیشن ایڈریس پیش کرے۔ ہاں فرقہ اہل حدیث معمولی طور پر گورنمنٹ ہند کی خدمت میں مبارک باد کا ایڈریس پیش کرے تو گورنمنٹ ہند کو اس کے قبول کرنے میں عذر نہ ہوگا۔ (۱)

کوئی وجہ نہ تھی کہ خصوصی طور پر ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی اجازت نہ دی جاتی کیوں کہ حکومت برطانیہ کو یہ جاں نثاری اور وفاداری کسی دوسرے فرقہ سے نہیں ملی تھی۔

باب سوم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عمل

بالحدیث

کی کہانی خود انہی کی زبانی

آمین بالجبر کی ابتداء

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے سوانح نگار ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہروی ”پہلا دور، ہندوستان میں عمل بالجبر کس طرح شروع ہوا“ کی شہ سرخی کے تحت لکھتے ہیں ”شاہ ولی اللہ صاحب کے دور اور اس کے بعد قریبی زمانہ میں بھی ممدوح کے مؤلفات پڑھے پڑھائے جاتے کہ مقلدین نے حسبِ عادت ان اقوال کی توجیہ میں اپنی پوری قوت استدلال صرف کردی اور کسی عالم یا عامی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ برجان مسلم داشتن

پر بھی متوجہ ہو سکے۔ ماسویٰ شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی کے جنہوں نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجبر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کر دی۔“ (۱)

شاہ محمد فاخر صاحب شیخ محمد حیات سندھی غیر مقلد کے شاگرد ہیں اور غیر مقلدین کے ہاں مشہور و معروف شعر

ما اہل حدیثیم دغا رانہ شناسیم

صد شکر کر مذہب ماحیلہ وفن نیست

بھی شاہ محمد فاخر صاحب کا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں دہلی کی جامع مسجد میں سب سے پہلی آمین بالجبر شاہ محمد فاخر صاحب نے کہی جس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوا کہ ان سے پہلے یہاں کوئی آمین بالجبر نہیں کہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے آمین بالجبر کہی تو ایک اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔

مشہور مورخ اسحاق بھٹی صاحب رقم طراز ہیں:

”شیخ محمد فاخر جب (غالباً) پہلی مرتبہ دہلی میں رونق افروز ہوئے تو انہیں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، وہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں نماز پڑھی تو آئین بالجہر پڑھی، ان لوگوں کے لیے یہ ایک نئی بات تھی اور وہ شیخ کے مرتبہ علم و فضل سے بھی واقف نہ تھے۔ نماز میں آئین بالجہر کی آواز ان کے پردہ سماع سے ٹکرائی تو سخت حیران ہوئے نماز کے بعد شیخ کو گھیر لیا اور مختلف قسم کی باتیں کرنے لگے۔ شیخ نے ہر چند حدیث کا حوالہ دے کر انہیں اپنی بات سمجھانے اور مطابق سنت ثابت کرنے کی کوشش کی مگر کسی نے ایک نہ مانی اور بدستور بحث کرتے رہے آخر شیخ نے فرمایا میری بات تم نہیں مانتے تو مجھے اپنے شہر کے کسی عالم کے پاس لے چلو، ان سے مسئلہ پوچھ لیتے ہیں وہ لوگ آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ کے پاس لے گئے اور ساری بات ان کے گوش گزار کی، شاہ صاحب نے لوگوں سے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے آئین بالجہر پکارنا ثابت ہے۔ شاہ صاحب کی زبان سے یہ الفاظ سن کر لوگ چلے گئے اور بھیڑ چھٹ گئی۔ شیخ محمد فاخر اور شاہ ولی اللہ دونوں رہ گئے۔ موقع پا کر شیخ محمد فاخر نے شاہ صاحب سے کہا آپ کھلتے کیوں نہیں؟ شاہ صاحب نے جواب دیا اگر کھل جاتا تو آج آپ کو کیسے بچاتا؟“ (۱)

شاہ صاحب کا یہ آخری جواب محل نظر ہے کیوں کہ اس سے حق پوشی کا الزام ان پر عائد ہوتا ہے نیز ان کا فتویٰ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہندوستان میں فقہ حنفی پر عمل واجب اور دوسرے مذاہب پر عمل حرام ہے۔ اس لیے اس کا انتساب شاہ صاحب کی طرف درست نہیں۔

رفع الیدین کی ابتداء

امام خان نوشہروی صاحب کچھ آگے چل کر ایک اور سرخی قائم کرتے ہیں ”دوسرا دور، ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح جاری ہوا“ اور اس سرخی کے تحت محمد یوسف پنشنر (جو ساری زندگی ملازمت کر کے ریٹائر ہونے کے بعد پنشن سے فیض یاب ہوا) کا قصہ درج فرماتے ہیں۔ تفریح طبع کے طور پر آپ بھی وہ طویل قصہ سن لیجیے تاکہ آپ پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ ہندوستان میں غیر مقلدین کا عمل بالحدیث کس طرح اور کب جاری ہوا اور اس کو شروع کرنے والے کون لوگ تھے؟ نوشہروی صاحب اس کا قصہ خود اس کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

”۱۸۶۰ء کا واقعہ ہے کہ میری عمر تخمیناً ۲۰ برس کی تھی میں امرتسر میں کتب فروشی کرتا تھا کہ میرے پاس مظاہر حق بھی آئی۔ میں نے اس میں رفع یدین کی حدیث دیکھی تو اپنے استاد ابو عبد اللہ مولوی غلام علی صاحب مرحوم امرتسری کی خدمت میں پیش کی۔ مولوی صاحب موصوف چونکہ ان دنوں حنفی تھے۔ اس لیے انہوں نے جواب دیا یہ حدیث شافعیوں کی ہے۔ امام شافعی نے اس کو لیا ہے، ہمارے امام اعظمؒ نے اسے قبول نہیں کیا۔ (مگر بعد میں اہل حدیث ہو گئے) میں نے کہا: حدیث رسول اللہ ﷺ کی ہے یا نہیں؟ کیا رسول خدا ﷺ نے یہ تقسیم کی ہے؟ مولوی صاحب نے کہا: حدیث تو رسول اللہ ﷺ کی ہے مگر ہمارے امام کا اس پر عمل نہیں، یہی جواب میرے دوست شیخ محی الدین مرحوم لاہوری نے دیا مگر میری تسلی اس سے نہ ہوتی تھی۔ میں برابر مولوی غلام رسول صاحب کی مسجد میں رفع یدین کرتا رہا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب موصوف نے مجھ کو اپنی مسجد سے نکال دیا۔ انہی دنوں امرتسر میں مولوی عبد اللہ مرحوم سوڑیاں والے اور مولوی عبد اللہ تلونڈی اور سید حسن شاہ بٹالہ

والے آئے تھے۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی تو آمین بالجبر کہی۔ انہوں نے مجھے منع کیا تو میں نے حدیث ان کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو میرے استاد مولوی غلام علی صاحب مرحوم نے دیا تھا کہ اس حدیث پر امام شافعی کا عمل ہے۔ ہمارے امام اعظم صاحب کا اس پر عمل نہیں۔ میں نے کہا: یہ حکم بھی رسول اللہ ﷺ کا ہے کہ امام شافعی عمل کرے اور امام اعظم عمل نہ کرے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کس کا شاگرد ہے؟ میں نے کہا: میں مولوی غلام علی صاحب کا شاگرد ہوں۔ بولے: افسوس! وہ تو خفی تھے وہ کیوں لاندہب ہو گئے۔ پھر تینوں صاحب غصے میں مولوی صاحب موصوف کی مسجد میں پہنچے۔ پوچھا: آپ نے اس لڑکے کو کیا سکھایا ہے؟ مولوی صاحب موصوف نے کہا: میں نے اس کو مسجد سے نکلوا دیا ہے۔ وہ میری نہیں سنتا۔ مگر تینوں کے اصرار کرنے پر مولوی صاحب ممدوح بھی میری طرف ہو گئے کہ اچھا اس کی یہ دلیل ہے تو آپ لوگ اس کا جواب دیں۔ جواب میں انہوں نے وہی کہا جو مولوی صاحب خود فرمایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے اس جواب کو توڑا تو ان کو یقین ہو گیا کہ واقعی مولوی صاحب کی تعلیم ہے۔ ادھر خدا نے مولوی صاحب کے قلب پر یہ اثر کیا کہ انہوں نے بھی رفع یدین اور آمین بالجبر شروع کر دی۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف گو میرے ساتھ سختی کرتے تھے مگر ان مسائل کے متعلق کتابوں میں تحقیق کرتے رہتے تھے۔ آخر جو وقت خدا کے علم میں اس کام کے اجراء کا تھا وہ آ گیا۔ تو مولوی صاحب مرحوم نے اعلانیہ عمل بالحدیث شروع کر دیا۔ بس پھر کیا تھا شہر امرتسر میں ایک شور مچ گیا۔ مگر مولوی صاحب اس تمام شورش میں مستقل مزاج رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج امرتسر میں ہزاروں آدمی عمل بالحدیث کر رہے ہیں۔

امرتسر میں یہ گل کھلا کے میں اپنے وطن ضلع مظفر گڑھ میں شادی کرانے چلا گیا۔ ریل نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں کا سفر تھا۔ راستے میں بھی یہی طریق رہا جہاں نماز پڑھی آمین

بالجبر کہی اور شورش ہوئی۔ خدا خدا کر کے اپنے وطن حسین پور ضلع مظفر گڑھ میں پہنچے۔ وہاں بھی اپنے قصبہ (حسین پور) میں آئین بالجبر کہی تو عام شورش ہوئی یہاں تک کہ میرے سسرال والوں نے نکاح دینے سے انکار کر دیا۔ مگر اللہ مسبب الاسباب نے میرے لیے ایک عجیب سبب بنایا کہ مولوی مظفر حسین صاحب مرحوم کا ندھلی تک جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کیوں اس لڑکے پر خفا ہوتے ہو۔ اس نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ یہ تو سنت ہے۔ ان کے مریدوں نے کہا: آپ کیوں نہیں کرتے؟ مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا: تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا۔ تہجد میں کیا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب مرحوم کے اتنا فرمانے سے میرا نکاح بھی ہو گیا۔ اور فتنہ بھی فرو ہوا۔ اس کے بعد دہلی چلا گیا تو وہاں بھی آئین بالجبر کرنے پر شور برپا ہوا۔ میں نے نواب قطب الدین صاحب مرحوم کی مسجد میں جا کر عمل بالحدیث کیا تو نواب صاحب خفا ہوئے۔ میں نے کہا: آپ کی کتاب مظاہر حق سے تو مجھے ہدایت ہوئی اور آپ ہی منع کرتے ہیں۔ مگر نواب صاحب یہی فرماتے رہے کہ یہاں مت آیا کرو لیکن ایک جوش جوانی، دوسرا جوش عشق کون روکے۔ آخر میں نے اپنے ساتھ چند آدمی ملا لیے اور متفق ہو کر نواب صاحب کی مسجد میں گئے۔ کسی مصلحت سے نواب صاحب بھی خاموش رہے بلکہ فرمایا اچھا ہم منع نہیں کرتے حضرت میاں صاحب مرحوم بھی ان دنوں عمل بالحدیث نہ کرتے تھے۔ اس لیے مولوی عبدالرب صاحب نے بڑی سختی سے میری تردید کی اور بطور طعنہ کہا اگر یہ سنت ہے تو مولوی نذیر حسین صاحب کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں گیا۔ میں نے جا کر عرض کیا یا تو یہ فرمائیے کہ یہ فعل سنت نہیں یا خود کیجیے۔ علماء ہم کو طعن دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت میاں صاحب نے فرمایا اچھا ہم بھی کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بھی عمل بالحدیث شروع کر دیا۔ بس پھر تو کیا تھا۔ حضرت میاں صاحب کا سلسلہ شاگردی تو بہت وسیع تھا۔ اس لیے دور دور تک اثر پہنچ

گیا۔ دہلی میں یہ رنگ دیکھ کر میں امرتسر آیا۔ ملازمت کے طبقے میں داخل ہوا۔ اس عرصے میں حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی امرتسر تشریف لائے جن کے اثر صحبت سے عمل بالحدیث کو بہت ترقی ہوئی۔ (۱)

یوسف پنشنر کا یہ قصہ کہاں تک درست ہے یہ تو غیر مقلدین جانیں البتہ دو باتیں اس میں ضرور مشکوک نظر آتی ہیں۔ اول یہ کہ اس نے یہ حدیث علماء احناف کے سامنے پیش کی تو سب نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ حدیث امام شافعی کی ہے ان کا اس پر عمل ہے ہمارے امام صاحب کا اس پر عمل نہیں، اس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ ان علماء کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ فی الواقع حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے العیاذ باللہ۔ یہ بات بالکل غلط ہے علماء احناف کے پاس اس حدیث کے بہت سے جوابات ہیں جو انہوں نے موقعہ بموقعہ دیئے ہیں لہذا یہ باور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ جن علماء سے یوسف پنشنر کو واسطہ پڑا وہ کوئی اور جواب نہ دے سکے ہوں اور اگر بالفرض ایسا ہی ہے تو اسے دیگر علماء محققین سے اس کی تحقیق کرنا چاہیے تھی۔ بات بالکل سیدھی سی ہے کہ احناف ثبوت رفع یدین کے منکر نہیں ہیں بقاء و دوام رفع کے منکر ہیں اور غیر مقلدین بقاء و دوام رفع کے مدعی ہیں احناف کا غیر مقلدین سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ایک حدیث ایسی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ چار رکعت نماز میں دس مقامات پر رفع الیدین کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم آخر ترک نہیں کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیش نظر وہ بیسیوں احادیث و آثار ہیں جن سے ترک رفع ثابت ہوتا ہے اور انہی احادیث و آثار پر حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عمل ہے۔

دوسری بات یہ کہ یوسف پنشنر نے یہ جو کہا کہ مولوی مظفر حسین تک جب یہ بات پہنچی تو

انہوں نے اسے سنت قرار دیا اور جب ان کے مریدوں نے اعتراض کیا پھر آپ کیوں نہیں کرتے تو فرمایا کہ تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا تہجد میں کرتا ہوں۔ یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ ایسی شخصیت ہیں جن کا زہد و تقویٰ اور اتباع سنت مشہور و معروف ہے۔ ان جیسی ہستی سے بعید ہے کہ ایک کام کو سنت سمجھیں اور اسے محض لوگوں کی شورش کے ڈر سے چھوڑ دیں۔ آپ نے نکاح بیوگان کے سلسلہ میں جو لوگوں کی سختیاں برداشت کیں ہیں وہ مخفی نہیں ہیں لہذا یہ سمجھ نہیں آتا کہ آپ ایک امر کو سنت سمجھ کر محض لوگوں کے خوف سے اسے چھوڑ دیں اور پھر یہ اظہار بھی کر دیں کہ میں تہجد میں کرتا ہوں جب آپ کو لوگوں کا خوف ہی ہے تو یہ بتلانے کا کیا مقصد کہ میں تہجد میں کرتا ہوں ان دونوں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف پنشنر نے یہ باتیں اپنی طرف سے گھڑی ہیں، حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور اس کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ یوسف پنشنر کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ میاں نذیر حسین صاحب نے عمل بالحدیث اس کے کہنے سے شروع کیا ہے حالانکہ تاریخی طور پر یہ بات غلط ہے کیوں کہ میاں نذیر حسین صاحب نے رفع یدین بانی فرقہ نیچریہ سرسید احمد خان کے کہنے سے شروع کیا تھا۔

چنانچہ مشہور مؤرخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

”سرسید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں۔ میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا، تیسرے وہابی کریلانیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم قرار دیتا ہوں۔ جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے

خیال سے اس کو نہیں کرتے جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔ (۱)

عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں

سابق امام جماعت غرباء اہل حدیث مولوی عبدالوہاب ملتانی متوفی ۱۳۵۱ھ کے سوانح نگار مولوی ابو محمد میانوالی رقم طراز ہیں:

”مولانا مرحوم (عبدالوہاب ملتانی) سے قبل افراد جماعت اہل حدیث اور مولانا مرحوم کے استاد شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی برادران احناف کے ہمراہ نکتہ چار دیواری عید گاہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے لیکن مولانا مرحوم نے بعون اللہ و حسن توفیق اس سنت کو زندہ کیا اور کھلے میدان میں بارہ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین الگ ادا کرنی شروع کی۔ اس سنت نبوی ﷺ پر جماعت اہل حدیث نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا۔ آج الحمد للہ جمیع اہل حدیث کے ہاں اسی پر عمل ہے۔“ (۲)

مستورات کو عید گاہ لے جانا

مولانا مرحوم (عبدالوہاب ملتانی) نے نماز دو گانہ و دعاء مسلمین میں مستورات کے شریک ہونے کی احادیث صحیحہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیویوں بہوؤں اور بیٹیوں کو نماز عید کے لیے عید گاہ لے گئے۔ اس سے قبل عوام اہل حدیث ایسی سنتوں پر عمل کرنا اپنی ہتک و بے عزتی اور مستورات کی بے پردگی سمجھتے تھے اس لیے شروع شروع میں اکابرین اہل حدیث نے مولانا مرحوم کو منع کیا اور صد ہا قسم کے اندیشے ظاہر کیے لیکن آپ نے سنت نبوی ﷺ

کے عشق میں کسی کی نہ سنی اور عمل کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دیگر اہل حدیث بھی اس مردہ سنت پر عمل پیرا ہونے لگے۔ آج بفضلہ اس سنت پر کما حقہ عمل ہو رہا ہے“ (۱)

خطبہ جمعہ اردو زبان میں

”مولانا مرحوم سے قبل اہل حدیث حضرات بھی احناف کی طرح خطبہ جمعہ عربی زبان میں پڑھتے تھے لیکن مولانا موصوف نے (بزعم خویش، ناقل) کتاب و سنت کے ثقہ دلائل کی بناء پر خطبہ جمعہ سامعین کی زبان (اردو) میں شروع کیا..... الحمد للہ اس سنت نبوی ﷺ پر آج تمام مساجد اہل حدیث میں عمل ہو رہا ہے“۔ (۲)

اونچی آواز سے نمازِ جنازہ

”مولانا موصوف سے پیشتر مثل احناف کے اہل حدیث بھی نمازِ جنازہ سری یعنی آہستہ پڑھتے تھے لیکن خدا بھلا کرے مولانا موصوف کا کہ آپ نے اس مردہ سنت کو زندہ کیا اور (بزعم خویش، ناقل) ثقہ دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ صلوٰۃ جنازہ بالجہر کو ثابت کیا اور عمل شروع کر دیا۔ آج تمام اہل حدیث حضرات کے ہاں اس طریقہ نبوی ﷺ پر عمل ہے“ (۳)

جمعہ کی پہلی اذان

”مساجد احناف و اہل حدیث میں جمعہ کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں جیسا کہ آج کل احناف کے ہاں مروج ہے۔ مولانا موصوف نے پہلی اذان جو مسجد میں خطبہ سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے ہوتی تھی اسے ثقہ دلائل سے بدعت ثابت کر کے موقوف کا فتویٰ صادر فرمایا اور دوسری اذان عند جلوس الامام علی المنبر کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا آج اکثر مساجد اہل حدیث (۱) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایہ النبی ص ۲۰ (۲) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایہ النبی ص ۲۰ (۳) مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایہ النبی ص ۲۰

میں اس طریقہ نبوی پر عمل ہو رہا ہے۔“ (۱)

مولوی عبدالوہاب صاحب کے سوانح نگار کے مطابق مولوی صاحب کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں اور وفات ۱۳۵۱ھ میں ہوئی ہے۔ تحصیل علم سے فراغت کے وقت آپ ۱۹-۲۰ برس کے تھے اور ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے جن مردہ سنتوں کا احیاء بزعم سوانح نگار کیا ہے وہ فراغت کے بعد ہی کیا ہوگا۔ اس لحاظ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ تیرھویں صدی کے اختتام تک خود غیر مقلدین کے ہاں بھی یہ تمام اعمال پورے ہندوستان میں کوئی نہیں کرتا تھا۔ چودھویں صدی کے آغاز میں غیر مقلدین نے ان متروک یا مختلف فیہ اعمال کو محض اختلاف پیدا کرنے کے لیے اجاگر کیا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ اعمال مسنون تھے تو غیر مقلدین کے پہلے اکابر ان پر عمل کیوں نہیں کرتے تھے؟ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ غیر مقلدین کو ان اعمال کا علم نہ ہو اور اس وجہ سے وہ عمل نہ کرتے ہوں۔

۸ رکعات تراویح کی ابتداء

تیرھویں صدی ہجری کے اخیر تک پورے عالم اسلام میں شرقاً غرباً شمالاً جنوباً نیز حریم شریفین میں تراویح ۲۰ رکعات پڑھی پڑھائی جاتی رہیں کیوں کہ یہ اجماعی مسئلہ تھا۔ سب اسی پر عمل کرتے تھے اس لیے کسی نے بھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی لیکن چونکہ غیر مقلدین کو اجماعی مسائل کی بھی قطعاً کوئی پرواہ نہیں اس لیے انہوں نے اس مسئلہ کو بھی چھیڑا اور ۱۲۸۴ھ میں ہندوستان کے مشہور شہر اکبر آباد کے کسی غیر مقلد مولوی نے فتویٰ دیا کہ تراویح آٹھ رکعات ہیں کیونکہ یہ فتویٰ ایک اجماعی مسئلہ کے خلاف تھا اور امت میں اختلاف و فتنہ کا سبب تھا اس لیے اس کے خلاف طوفان برپا ہو گیا اور اسی سن میں مطبع لطافت آگرہ سے ایک رسالہ بنام استفتاء التراویح طبع ہوا جس میں اس علاقہ کے تقریباً ۱۸ علماء

کرام کے پرزور فتوے طبع ہوئے اور عوام الناس کو اس فتنے سے آگاہ کیا گیا۔ خطہ پنجاب میں سے سب سے پہلے ترواح کے آٹھ ہونے کا فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی نے دیا۔ اس کی تائید مولوی عبدالمجید سوہدری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ:

”لاہور میں آٹھ ترواح کی ترویج آپ ہی (مولوی محمد حسین بٹالوی) سے ہوئی“۔ (۱)
مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ کا رد ایک غیر مقلد عالم مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے ۱۲۹۰ھ میں لکھا اور ۱۲۹۱ھ میں چھپا جس میں مولانا نے ثابت کیا کہ اس عرصہ میں شرقاً و غرباً پورے عالم اسلام میں ترواح ۲۰ رکعات ہی ہوتی رہیں اور کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، یہ رد فارسی زبان میں تھا۔ امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ نے اس کو ترجمہ کر کے شائع کر دیا ہے اور اس کے شروع میں ایک مفید دیباچہ بھی رقم فرمایا ہے مذکورہ تفصیل اسی دیباچہ سے ماخوذ ہے۔

www.ownislam.com

باب چہارم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے عقائد و نظریات

عقائد اعمال کی روح اور جان ہوتے ہیں اگر عقائد صحیح ہوں تو اعمال بھی صحیح ہوتے ہیں اور اگر عقائد خراب ہو جائیں تو ان کی خرابی تمام اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے خواہ وہ کتنے ہی اخلاص و للہیت اور سنت کے مطابق ادا کیے گئے ہوں اسی لیے قرآن و حدیث میں عقائد کی تصحیح پر بہت زور دیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں غیر مقلدین حضرات اپنے آپ کو سب سے زیادہ صحیح العقائد، موحد اور حق پرست سمجھتے ہیں اور اپنے سوا سب کو فاسد العقائد، مشرک اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ ذیل میں غیر مقلدین کے اکابر و اصاغر کے چند عقائد و نظریات پیش کیے جاتے ہیں جس سے ایک تو غیر مقلدین کے قول و فعل کے تضاد کا کچھ اندازہ ہو سکے گا دوسرے حق و باطل میں بھی امتیاز ہوگا اور معلوم ہوگا کہ توحید کے یہ نام نہاد علمبردار خود کتنے پانی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شکل و صورت

نواب وحید الزماں فرماتے ہیں:

”وله صورة في احسن الصور“ (۱)

”خدا کے لیے شکل و صورت ہے تمام صورتوں میں سب سے اچھی۔“

اللہ تعالیٰ کا مکان

نواب صاحب رقم طراز ہیں:

”ومكانه العرش و قول المتكلمين انه ليس في جهة ولا مكان باطل

بالشرع والعقل اذ كل موجود ينبغي مكانا“۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کا مکان عرش ہے، متکلمین کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت اور مکان میں نہیں رہتا

ہے از روئے شرع و عقل باطل ہے، کیونکہ ہر موجود مکان چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اترتے اور چڑھتے ہیں

یہی مولوی وحید الزمان خاں صاحب بعض آیات قرآنہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ ”پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا

اور سات آسمان ہموار کیے۔“ (۱)

الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ (سورہ طہ، آیت ۵) ”وہ بڑے رحم والا تخت پر

چڑھا۔“ (۲)

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ”پھر تخت پر جا بیٹھا“ (۳)

مزید لکھتے ہیں:

”فینزل ربنا تبارک و تعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا ثم یصعد الی

عرشہ و کرسہ“ (۴)

اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں پھر اپنے عرش و کرسی کی

طرف چڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے وزن سے کرسی چرچر کرتی ہے

علامہ وحید الزمان حیدر آبادی نے اپنے ترجمہ قرآن میں آیہ کریمہ وَسِعَ کُرْسِيُّہُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کے حاشیہ پر ذات باری تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے:

”جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اس کے بوجھ سے چرچر

(۱) تبویب القرآن ج ۱ ص ۴، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۹ (۲) تبویب القرآن ص ۴۷ (۳) تبویب القرآن

ص ۵۰ (۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰

کرتی ہے۔“ (۱)

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں

جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالغفار صاحب ایک استفسار کے جواب میں لکھتے

ہیں:

”خداوند تعالیٰ بذاتہ و بنفسہ ہر جگہ موجود نہیں۔“ (۲)

نداء بغیر اللہ

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

”اما الدعاء اللغوی بمعنی النداء فتجاوز لغير الله مطلقا سواء كان حيا

او ميتا۔“ (۳)

رہا دعاء کا لغوی معنی نداء کرنا تو وہ غیر اللہ کے لیے بالکل جائز ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

آگے فرماتے ہیں:

”بهذا ظهران ما تقوله العامة يا رسول الله او يا علي او يا غوث فبمجرد

النداء لانحکم بشرکهم۔“ (۴)

اسی سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ عام لوگ جو یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث کہتے ہیں، ہم محض

نداء کرنے پر ان کے مشرک ہونے کا حکم نہیں لگا سکتے۔

استعانة بغیر اللہ

نواب وحید الزماں صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۱) قرآن پاک بخشی و مترجم علامہ وحید الزماں ص ۶۰ (۲) فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۵۶ (۳) ہدیۃ المہدی

ج ۱ ص ۲۳ (۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۴

”وقال السيد في بعض تواليفه قبله دين مددے، كعبه ايمان مددے،

ابن قيم مددے، قاضی شوکان مددے“۔ (۱)

نواب صدیق حسن خاں نے اپنی بعض تالیفات میں ذکر کیا ہے کہ قبلہ دین مدد کیجیے، کعبہ ایمان مدد کیجیے، ابن قیم مدد کیجیے، قاضی شوکانی مدد کیجیے (کہنا جائز ہے)۔

لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے

نواب صدیق حسن خان صاحب کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ (۲)

قارئین محترم! یہ ہیں غیر مقلدین کے اکابر کے عقائد ذات و صفات باری تعالیٰ کے متعلق، اور یہ ہے ان کی توحید خود غیر اللہ سے استعانت کو جائز کہیں۔ مردوں کو دور و نزدیک سے پکارنا جائز قرار دیں، یا علی اور یا غوث کہنے کو صحیح قرار دیں بلکہ یہ اعمال خود بھی بجا لائیں۔ تو توحید میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی صحیح العقیدہ کسی شرعی مسئلہ میں استدلال کے بغیر کسی بزرگ کی کوئی کرامت یا کشف ذکر کر دے یا کسی بزرگ کو غیر مختار سمجھتے ہوئے وسیلہ کرے تو فوراً کفر و شرک کی مشین چلے لگتی ہے۔

رام چندر، کچھمن اور کشن جی وغیرہ نبی ہیں

نواب وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں:

”ما ينبغي لنا ان نوجد نبوة الانبياء الآخرين الذين لم يذكرهم الله

سبحانه في كتابه و عرف بالتواتر بين قوم ولو كفار انهم كانوا انبياء

صلحاء كرام چندر و لچھمن و کشن جی بین الهند و زرتشت بین الفرس

(۱) ہدیہ المہدی ج ۱ ص ۲۳ (۲) خیر البراہین ص ۴۹ بحوالہ البیان المرصوح ص ۷۳

وکنفسیوس و بدھا بین اہل الصین و جاپان و سقراط و فیثا غورث بین

اہل الیونان بل یجب علینا ان نقول آمنا بجمیع انبیاءہ ورسلہ۔ (۱)

”ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم دوسرے نبیوں کی نبوت کا انکار کریں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں نہیں کیا، لیکن وہ اپنی اپنی قوموں میں تواثر کے ساتھ نیکوکار انبیاء معروف ہیں اگرچہ وہ تو میں کافر ہی سہی جیسا کہ رام چندر، کچھن، کشن جی ہندوؤں میں، زرتشت فارسیوں میں، کنفیوشس اور بدھا چینوں اور جاپانیوں میں اور سقراط اور فیثا غورث یونانیوں میں، بلکہ ہم پر واجب ہے کہ ہم کہیں کہ ہم اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے۔“

روضہ اطہر کی زیارت کے لیے جانا جائز نہیں

پروفیسر طالب الرحمان لکھتا ہے ”لاتشددوا الرحال.... الخ“ والی حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر کر کے انبیاء و اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کیلئے جانا منع ہے۔ (۲)

حافظ عبد اللہ غیر مقلد نے لکھا ہے:

”طلب علم اور دیگر ضروریات کے لیے سفر کا کوئی حرج نہیں، صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔“ (۳)

جناب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی کا اس سلسلے میں نوابی فیصلہ یہ ہے:

”والسفر لمجرد الزيارة فيه نزاع ومن سافر بمجرد قبر فلم يزر زيارة شرعية بل بدعة“ (۴)

صرف زیارت کے واسطے سفر کرنے (کے حکم) میں اختلاف ہے اور جس نے محض قبر کی

(۱) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۵ (۲) آئینہ عقیدہ سیکھیے ص ۲۱۱

(۳) مسئلہ سماع موثقی ص ۱۱۹ (۴) رحلۃ الصدیق ص ۷۹

جانب سفر کیا تو یہ شرعی زیارت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

مرزائی اسلامی فرقہ ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

”اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو آخر کار نقطہ محمدیت پر جو درجہ ہے والذین معہہ کا اس میں سب شریک ہیں اس لیے گوان میں باہمی سخت شقاق ہو مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رجاء ہونا چاہیے مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں“۔ (۱)

ایک اور مقام پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”لطیفہ، حافظ عبد اللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی اور دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا، غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداهت خارج ہیں۔ مسلم فرقوں میں سے رافضی، خارجی، معتزلہ، جہمی، قادیانی، عرشی، فرشی وغیرہ سب لوگ غیر متقی ہیں“۔ (۲)

مولوی عبد العزیز سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہل حدیث ہند لکھتے ہیں:

”آپ نے (مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے) مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا“۔ (۳)

مرزائیوں سے نکاح جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

(۱) اخبار اہل حدیث، امرتسر ۱۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج ص ۵۵

(۲) مظالم روپڑی ص ۳۷ (۳) فیصلہ مکہ ص ۳۶

”اگر عورت مرزائےن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو میرے ناقص علم میں نکاح

جائز ہے۔“ (۱)

مرزا غلام احمد قادیانی

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا داماد ہے

مؤلف سیرت المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دلی میں ہوگی چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا تو چونکہ اس وقت اس کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب بھی اہل حدیث تھے اور اس سے بہت میل جول رکھتے تھے اس لئے اس نے حضرت صاحب کے پاس میر صاحب کا نام تجویز کیا شروع میں میر صاحب نے اس تجویز کو بوجہ تفاوت عمر ناپسند کیا مگر آخر رضامند ہو گئے اور پھر حضرت صاحب مجھے بیانے دلی گئے آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملا و اہل بھی تھے نکاح مولوی نذیر حسین نے پڑھایا تھا یہ ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ بمطابق نومبر ۱۸۹۴ء بروز پیر کی بات ہے اس وقت میری عمر ۱۸ سال کی تھی حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو ۵ روپے اور ایک مصلیٰ نذر دیا تھا۔“ (۲)

مؤلف تاریخ احمدیت رقم طراز ہے:

”شادی کی) تاریخ طے پاگئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود (مرزا

(۱) اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۳ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج ص ۵۴

(۲) سیرت المہدی ج ۱ ص ۵۷

قادیانی (دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھا جو ضعیف اور پڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی میں بیٹھ کر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلیٰ اور پانچ روپے ہدیہ دیئے۔ (۱) غور طلب بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی جو کہ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بمطابق ۱۲۵۰ھ کو پیدا ہوا اور ۱۸۶۲ء میں ماموریت کا دعویٰ کیا ۱۸۶۸ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ کی تیاری کی اور الہام کا بھی دعویٰ کیا ۱۸۸۲ء کو ۷ فقرات پر مشتمل الہام کا دعویٰ کیا اتنا کفر واضح ہو جانے کے باوجود آخر محمد حسین بٹالوی، فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے سرخیل کی وہ کونسی مجبوری تھی کہ اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست سے مرزا کیلئے ایک رشتہ تلاش کیا اور اس شیطان کو اپنی نسل چلانے کیلئے فرقہ اہل حدیث سے لڑکی دی اور ۱۸۸۴ء کو مولوی نذیر حسین دہلوی نے نکاح پڑھایا۔ کیا ان کفریہ الہامات اور دعویٰ ماموریت کے باوجود کچھ مسلمانی باقی رہ گئی تھی کہ میاں صاحب پیرانہ سالی کے باوجود نکاح پڑھانے کو چل دیئے؟ یا پانچ روپے میں کشش زیادہ تھی؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”میراندہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے (نماز میں) اقتداء جائز ہے چاہے وہ شیعہ

ہو یا مرزائی۔“ (۲)

مولوی عبدالعزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں:

(۱) تاریخ احمدیت ج ۲ ص ۵۶ بحوالہ فتویٰ امام ربانی ص ۴۶ سیرت المہدی ج ۱ ص ۵۷

(۲) اخبار اہل حدیث ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء فتویٰ امام ربانی ص ۵۰

”آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں، آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس لیے آپ خود مرزائی کیوں نہیں۔“ (۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب ایک مقام پر خود رقم طراز ہیں:

”بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کو کفر لازم آتا ہے بلکہ علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ بھی دیا ہے اس لیے ان کی تو اپنی نماز جائز نہیں پھر ان کے پیچھے ہماری نماز کیوں کر ہوگی، دراصل یہی ایک سوال ہے جس نے مسلمانوں کو اس حد تک پہنچایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر خدا کے حضور میں کھڑے نہیں ہو سکتے، اسی طرح بعض لوگ میرے اس فتویٰ سے (کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے) یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کے پیچھے جب نماز ہوگی تو ان کے فتویٰ کفر میں بھی تخفیف آجائے گی، اس لیے میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جوازِ اقتداء سے نہ میں ان کے اعتقادات کا صحیح ہوں نہ ان کے فتویٰ میں تخفیف ہوتی ہے، میں ارکانِ صلاۃ میں امام اور مقتدی کا ربط مانتا ہوں مگر قبولیت اور عدم قبولیت میں ان دونوں کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا اس لیے جو شخص نماز کو فرض جان کر ارکان نماز ادا کرتا ہے اس کے پیچھے اقتداء کرنا میں جائز جانتا ہوں گوا اعتقادی فتور کی وجہ سے امام کی نماز قبول نہ ہوتا ہم مقتدی کی قبول ہو جائے گی۔“ (۲)

مشہور غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

”رمضان المبارک سے کچھ روز پیشتر میں نے میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی) سے کہا کہ نماز تراویح مسجد اقصیٰ (قادیان) یا کہ مسجد مبارک میں میں پڑھاؤں گا۔ آپ دوستوں میں اعلان فرمادیں۔ موصوف نے فرمایا کہ آپ کی اقتدا میں

کوئی نماز نہیں پڑھے گا کہ آپ نے بیعت نہیں کی۔ میں نے عرض کی کہ بیعت تو سوچ سمجھ کر ہوگی۔ بے سوچے بیعت کیسے کر لوں۔ نماز کا تعلق اسلام سے ہے بیعت سے نہیں۔ جب میں آپ کو مسلمان سمجھ کر اقتداء کر رہا ہوں تو آپ کو میری اقتداء سے کون سی چیز مانع ہے۔ فرمایا: ہمارا تو کوئی ایماء نہیں تو اپنے طور پر آزادی سے ہمیں مسلمان قرار دیتا ہے اور ہمارا آزاد نہ خیال یہ ہے کہ تو کا فر ہے اور تیری اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہو سکتی۔“ (۱) دانش نے کیا خوب کہا ہے۔

جو صرف تیری تمنا میں ہو گئے برباد

سنا ہے اب تیری نظروں میں معتبر بھی نہیں

قادیانیوں کے جلسہ میں شرکت

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

”جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ مطابق اپریل ۱۹۱۶ء میں مجھے قادیان جانا پڑا، تو مولوی

عبید اللہ صاحب احمدی وزیر آبادی کے یہاں قیام کیا چونکہ کئی دنوں تک قیام کا ارادہ تھا اس

(۱) البحر البلیغ ص ۱۲-۱۳

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی صاحب نے حافظ عنایت اللہ اثری صاحب کے اہل حدیث ہونے کی توثیق فرمائی ہے۔

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”۲۰ دسمبر ۱۳۵۲ء کو مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ نے اپنے ایک کارکن کو خط لکھا جس میں میری بابت یوں

ارقام فرمایا کہ محترم حافظ صاحب جہاں تک مسلک اہل حدیث کا تعلق ہے بے حد مخلص ہیں۔“ (دیکھیے العطر البلیغ

ص ۲۱)

حکیم فیض عالم صاحب نے اپنی کتاب ”اختلاف امت کا المیہ ص ۲۰۴“ میں عنایت اللہ اثری صاحب کو جلیل القدر ہستیوں میں شمار کیا ہے۔

لیے دیگر سامانِ ضرورت کے ہمراہ ایک نئی جوتی بھی ہمراہ لے گیا تھا اور کبھی کبھی اسے بھی استعمال کرتا تھا کہ پاؤں کے ساتھ مانوس ہو جائے۔ ایک روز مسجد اقصیٰ (قادیان) سے وہ چوری ہو گئی اور کافی تلاش پر بھی وہ دستیاب نہ ہو سکی۔ مولوی عبید اللہ صاحب نے دوستوں سے ذکر کیا کہ یہ میرے دوست بھی ہیں اور مہمان بھی ہیں اور ہیں بھی غیر احمدی، ان پر اس چوری کا کیا اثر ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں جوتی ہم خرید دیتے ہیں، میں نے کہا کہ نہیں میں پرانی جوتی سے کام چلا لوں گا۔

احمدی علماء باری باری میرے پاس آتے اور باتیں کرتے رہتے۔ ایک دفعہ مولوی غلام رسول صاحب (مرزائی) آف راجیکے میرے پاس تشریف لائے اور باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ میں آپ کے بالمقابل جاہل ہوں۔ میں نے کہا کہ میں تو آپ کو عالم بلکہ جید عالم ٹھہراتا ہوں۔ آپ نے ایسا کیوں فرمایا، اگر انکساری ہے تو بھی ٹھیک نہیں۔ (۱)

ایک اور جگہ حافظ عنایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اور درزی کا کام اور تلہ کاری ماسٹر ٹیلر کریم بخش صاحب وزیر آبادی سے سیکھا ہے اور پھر کچھ عرصہ تک حافظ غلام محمد صاحب وزیر آبادی سے بھی سیکھا ہے۔“ (۲)

اور اس کے حاشیہ میں حافظ صاحب لکھتے ہیں:

”یہ حافظ صاحب مرزائی خیال تھے، انہوں نے مجھے قادیان کے سالانہ جلسہ پر روانہ کر دیا۔“ (۳)

مرزائیت کی نرسری

عنایت اللہ اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”۱۹ اگست ۱۹۶۲ء کو میں ظہر پڑھ کر مسٹر بدر الاسلام صاحب سٹوڈنٹ لی۔ ایس۔ سی سال سوم کو بلوغ المرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے اور ظہر و عصر دونوں بصورت جمع پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ احمدی ہوں گے، چنانچہ فارغ ہو کر ایک صاحب نے فرمایا کہ میں ربوہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ اکثر اہل حدیث احمدی ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب تو حنفی تھے فرمایا کہ نہیں وہ بھی اہل حدیث تھے۔ (۱)

قارئین کرام! ایک قادیانی کا یہ کہنا کہ اکثر اہل حدیث احمدی ہوئے ہیں، حقیقت پر مبنی ہے اسے یہ کہہ کر کہ یہ ایک قادیانی کا بیان ہے جو قابل قبول نہیں، رد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس حقیقت کا اعتراف غیر مقلدین کے ایک مقتدر عالم میرابراہیم سیالکوٹی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

”اس سے پیشتر اسی طرح کے اختلاط سے جماعت اہل حدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں زوردار مضامین بھی لکھتے رہے جس سے جماعت اہل حدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے۔“ (۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

”دوسرے (رسالہ) میں عیسیٰ کے بے پدری پیدائش پر پوری پوری بحث و تمحیص ہے

اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ موصوف (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے۔ بے پدری کا خیال خطرناک ہے۔“ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

”افسوس ہے کہ مریم بیچاری کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا کہ دوسروں کے لیے تو نکاح کے بعد بھی چھ ماہ تک کوئی کرامت قبول نہیں کی گئی اور اس (مریم) کے لیے نکاح کے بغیر ہی خلاف شرع کرامت بچہ پیدا کر لیا گیا کیا خوب ہے۔“ (۲)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”عیسیٰ کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتا رہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرما رہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا کیا خوب ہے۔“ (۳)

(۱) العطر البلیغ ص ۱۷۵ (۲) عیون زم زم ص ۱۹

(۳) عیون زم زم ص ۴۰

اثری صاحب نے یہ کتاب چھاپ کر مرزائیوں کے پاس اور دیگر مختلف مقامات پر تبصرہ کے لیے بھیجی، ملے جلے رد عمل کا اظہار ہوا البتہ مرزائیوں نے کتاب کی خوب تحسین کی اسے اثری صاحب کا جرأت مندانہ اقدام قرار دیتے ہوئے ایک تو انہیں مبارک باد دی، دوسرے یہ مشورہ دیا کہ اثری صاحب ہمت کریں اور حضرت عیسیٰ کی وفات کے متعلق بھی ایک ایسی ہی کتاب لکھیں۔ تفصیلات کے لیے قارئین ”العطر البلیغ“ کے ص ۱۷۷ و ۱۸۳ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزائیوں کا اس کتاب کے چھپنے پر خوش ہونا ایک فطری امر تھا کیونکہ مرزائیوں کا یہ ایک اہم عقیدہ ہے جسے وہ شہود کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، جب ایک غیر مقلد عالم نے اس عقیدہ کے اثبات پر کتاب لکھی تو ان کے وارے نیارے ہو گئے۔

”ہد ہد“ ایک انسان تھا

اثری صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”پھر مولوی عطاء اللہ (حنیف) صاحب (بھوجیانی) کے طلبہ نے دریافت کیا کہ ہد ہد کی بابت آپ نے البیان المختار میں بیان کیا ہے کہ وہ انسان تھا یہ تفسیر سلف کے خلاف ہے میں نے سمجھا یا کہ اس سے سلطان مبین کا مطالبہ ہوا ہے جو کہ انسانوں سے ہوتا ہے پرندوں سے ایسا مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ پھر جو اس نے سلطان مبین (اپنی صفائی) میں پیش کیا، اس کی بابت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ہم اس کی تحقیق کریں گے کہ تو نے سچ بولا ہے یا جھوٹ بیان کیا ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ انسان ہے کہ اس کے علاوہ تمام حیوانات بلکہ جمادات و نباتات و دیگر اشیاء میں سچ اور جھوٹ کی اہلیت نہیں۔“ (۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس پتھر پر کپڑے

رکھ کر غسل کیا تھا اس سے مراد گھوڑی ہے

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”مولوی احمد الدین صاحب نے ایک مذاکرہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ موسیٰؑ نے جس حجر پر کپڑے رکھ کر غسل فرمایا تھا اس کا ترجمہ آپ نے اپنی کتاب میں گھوڑی کر دیا ہے حالانکہ دیگر روایتوں میں صحرہ کا لفظ صاف ہے جس کا گھوڑی ترجمہ کرنا ممکن نہیں، میں نے عرض کی کہ اگر کوئی ایسی روایت ہے تو وہ روایت بالمعنی پر محمول ہے۔“ (۲)

مزید لکھتے ہیں:

”ظہر کے بعد محترم عبداللہ صاحب اہل حدیث کی دکان پر گیا تو وہاں موصوف و نیز محترم غلام محمد صاحب ڈار و دیگر بعض دوسری میری شائع کردہ کتابوں کے بعض مسائل کا ذکر کر رہے تھے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ لو وہ بھی آگئے ہیں اس پر روشنی ڈالیں گے، چنانچہ میں نے زیر بحث باتوں کو بیان کیا کہ پتھر کپڑے لے کر نہیں بھاگا وہ گھوڑی تھی جو کہ چل پڑی۔“ (۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نہیں گئی
اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اسی طرح پر (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی) مردہ مچھلی جی کر پانی میں نہیں گئی۔“ (۲)

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نہیں نگلا

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”اور کہ یونس بھی مچھلی کے پیٹ میں نہیں گرے بلکہ اس کا وہی مطلب ہے جو میں نے محولہ کتاب میں بیان کر دیا ہوا ہے اور اگر فرضاً گرے بھی ہوں تو فوراً اسے قے ہوئی تو اس نے اسے کنارے پر جا کر اگل دیا، زیادہ دیر تک پیٹ میں ٹھہرانا ہرگز ٹھیک نہیں۔“ (۳)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”۳۱ جنوری ۶۰ء کو وزیر آباد شیخ حافظ عبدالرحیم صاحب کی دکان پر اور پھر مسجد اہل حدیث میں دریافت ہوا کہ قرآن مجید نے تصریح فرمائی کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا مگر آپ نے اس کا انکار کیا ہے، میں نے کہا: یونس جوتی کپڑوں میں ملبوس تھے اور جیب میں پیسے بھی ضرور ہوں گے۔ اگر لوگوں نے آپ کو دریا میں دھکیل دیا تو وہ ظالم اور آپ مظلوم

تھے اور خود عمداً کو دپڑے تھے تو یہ خلاف شرع ہے آپ کی شان نہیں اور اگر ان کی کوئی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور شرمندہ ہو کر وہاں سے بھاگے اور اللہ پاک نے سزا کے طور پر اسے مچھلی کے پیٹ (جیل خانہ) میں ڈال دیا اور چالیس دن تک اس قید خانہ میں سزا پا کر نکلے تو سزایافتہ نبی ٹھہرے جیسا کہ تفسیروں میں درج ہو کر مشہور ہوا ہے اور آپ لوگوں کا خیال ہے۔ (۱)

سورۃ عبس میں عابس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کوئی کافر ہے

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”اکتوبر ۵۹ء میں تفسیر العبس عن تفسیر سورة عبس شائع کرائی جس میں ایک صفحہ پر فصیح بلغ عربی اور دوسرے صفحہ پر اس کا ترجمہ برابر چلایا گیا ہے۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ عابس رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں عابس سے مراد کوئی کافر ہے جس پر اللہ پاک نے خفگی ظاہر فرمائی ہے۔“ (۲)

انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام

مشہور غیر مقلد عالم عبدالقادر حصاروی لکھتے ہیں:

”میری (عبدالقادر حصاروی کی) لاہوری جمعیت میں اس لیے شمولیت نہیں ہو سکتی کہ اس کے لکھوی امیر صاحب کے عقائد میں مرزائیت سرایت کر گئی ہے۔ جس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں، خروج دجال، ظہور مہدی نہیں ہوگا یہ سب افسانے

ہیں، اور یہ عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بخاری و مسلم میں جعلی و ناقابل اعتبار حدیثیں ہیں، مولوی معین الدین لکھوی اور محی الدین لکھوی ایسے عقائد والے شخص کو کافر نہیں کہتے، حالانکہ لکھوی خاندان کے جد بزرگوار عارف باللہ مولانا عبدالرحمن مدفون مدینہ منورہ اور دیگر اکابر علماء اہل حدیث کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ حیاتِ مسیح کا منکر کافر ہے، مگر مولوی محمد علی کے دونوں صاحبزادے صرف اپنے والد کی رعایت کے لیے اپنے خاندان کے بزرگ اعلیٰ کے فتویٰ کا انکار کرتے ہیں اور مولوی محی الدین تو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مرزائیوں کو کافر نہیں کہتے۔“ (۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت نہیں

صحابہ کرامؓ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے خدا اور رسول ﷺ کی رضا کے لیے اپنا تن من دھن لٹایا، جنہوں نے دین کی کھیتی کی آبیاری اپنے خون سے کی جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے لازوال اور بے مثال قربانیاں دیں جن کی تعریف خدا اور رسول ﷺ نے کی لیکن غیر مقلدین نے ان پاک باز ہستیوں کو بھی معاف نہیں کیا، ۲۰ رکعات تراویح کو بدعتِ عمری قرار دیا، جمعہ کی پہلی اذان جو حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے جاری ہوئی اسے بدعتِ عثمانی قرار دیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور ﷺ سے ترکِ رفعِ یدین نقل کیا تو ان پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ صحابہ کرامؓ کے اجتہادات، فتاویٰ اور تفاسیر کو ناقابلِ اعتماد ٹھہرایا، بعض غیر مقلدین نے بعض جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے خلاف بغض و نفرت کا وہ اظہار کیا کہ الامان والحفیظ اس سلسلہ کے چند حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں جن سے آپ کو غیر مقلدین کی صحابہ دشمنی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

”علامہ شوکانی در مؤلفات خود ہزار بار می نویسد کہ در موقوفات

صحابہ حجت نیست۔“ (۱)

علامہ شوکانی اپنی تالیفات میں ہزار مرتبہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کے موقوفات میں حجت نہیں ہے۔

نواب صاحب ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”حاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است لا سیما نزد

اختلاف۔“ (۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی بالخصوص اختلاف کے موقع پر۔

نواب نور الحسن لکھتے ہیں:

”در اصول متقرر شدہ کہ قول صحابی حجت نیست۔“ (۳)

اصول میں یہ بات طے ہوگئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں۔

موصوف کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”واجتہاد صحابہ بر احدے از امت حجت نہ باشد۔“ (۴)

صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر حجت نہیں۔

قارئین کرام! صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ، اجتہادات اور ان کی تفاسیر کو نہ ماننا غیر مقلدین کے صرف ان دو حضرات ہی کا نظریہ نہیں بلکہ میاں نذیر حسین صاحب، ان کے بہت سے

(۱) دلیل الطالب ص ۶۱۷ بحوالہ احسن الکلام (۲) بدور الابلہ ص ۱۳۹

(۳) عرف الجادی ص ۱۰۱ (۴) عرف الجادی ص ۲۰۷

شاگردوں اور دیگر غیر مقلدین کا بھی یہی نظریہ ہے۔

حضرات شیخینؒ کی افضلیت تسلیم نہیں

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

”لا يقال ان تفضيل الشيخين مجمع عليه حيث جعلوه من امارات اهل

السنة لاننا نقول دعوى الاجماع غير مسلم“ (۱)

ہم پر یہ کہہ کر اعتراض نہ کیا جائے کہ شیخین کی تفضیل اس لئے ایک اجماعی مسئلہ ہے کہ علماء نے اس کو اہل السنۃ والجماعۃ ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے، اس لیے کہ ہمیں اجماع کا دعویٰ ہی تسلیم نہیں۔

ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں:

”اس مسئلہ میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمان اور علیؓ دونوں میں افضل کون ہیں؟ لیکن شیخینؒ کو اکثر اہل سنت حضرت علیؓ سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی، نہ یہ مسئلہ کچھ اصول اور ارکان دین سے ہے، زبردستی اس کو متکلمین نے عقائد میں داخل کر دیا ہے“۔ (۲)

نواب صاحب کی اس تحریر سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان افضلیت میں علماء کا کوئی بڑا اختلاف ہے جو قدیم سے چلا آرہا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ جمہور اہل السنۃ حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؓ پر افضلیت کے قائل ہیں جیسا کہ مذکورہ دو حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل بہت کم لوگ ہیں اور ان کا قول شاذ کے درجہ میں ہو کر ناقابل التفات ہے اور شیخینؒ کو اکثر اہل السنۃ نہیں بلکہ تمام

اہل السنۃ حضرت علیؑ سے افضل گردانتے ہیں۔ اسی پر اجماع ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔ اسی لیے متکلمین نے اس نظریہ کو عقائد میں شامل کیا اور اہل السنۃ میں سے ہونے کی نشانی قرار دیا۔

خطبہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بدعت ہے

وحید الزماں صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”ولا يلتزمون ذكر الخلفاء ولا ذكر سلطان الوقت لكونه بدعة“ (۱)

اہل حدیث (غیر مقلد) خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین اور بادشاہ وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے۔

بہت سے غیر صحابی صحابہ کرامؓ سے بڑھے ہوئے ہیں

اس بات پر بھی اہل السنۃ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ ساری امت میں سب سے افضل ہیں، بعد میں آنے والا کوئی فرد کسی مقام پر بھی پہنچ جائے لیکن کسی معمولی سے معمولی صحابی سے بھی افضل نہیں ہو سکتا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نواب وحید الزماں صاحب کو صحابہ کرامؓ سے کچھ چڑ ہے کہ ان کی عظمت و فضیلت ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی، ان کا کہنا ہے کہ بہت سے بعد میں آنے والے افراد عام صحابہ سے افضل تھے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”فان كثيرا من متأخري علماء هذه الامة كانوا افضل من عوام

الصحابه في العلم والمعرفة ونشر السنه وهذا مما لا ينكره عاقل

ولكنه يمكن للاولياء وجوه اخرى من الفضيلة لم تحصل للصحابي“۔ (۲)

(صحابہ کرامؓ کے) بعد آنے والے اس امت کے بہت سے علماء، عوام صحابہؓ سے افضل

تھے علم میں، معرفتِ الہی میں اور سنت کے پھیلانے میں اور یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی بھی عقل مندا نکا نہیں کر سکتا۔ (چند سطر بعد لکھتے ہیں) لیکن یہ ممکن ہے کہ اولیاء کرام کو دوسری وجہ سے ایسی فضیلت حاصل ہو جو صحابی کو حاصل نہ ہو۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فاسق ہیں

نواب وحید الزماں صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ومنہ یعلم ان من الصحابة من هو فاسق كالوليد و مثله يقال في حق

معاوية وعمرو و مغيرة و سمره“۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں جیسا کہ ولید (بن عقبہ) اور اسی کے مثل کہا جائے گا معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں (کہ وہ بھی فاسق ہیں، معاذ اللہ)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ کا قیاس کیوں کر ہو سکتا ہے جو نہ مہاجرین میں سے، نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ گویہ رائے دی کہ علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو قتل کر ڈالیں“۔ (۲)

آگے لکھتے ہیں:

”ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا

کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے البتہ ہم اہل السنۃ کا یہ طریق ہے کہ صحابہ کرامؓ سے سکوت کرتے ہیں۔ اس لیے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلام اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلماتِ تعظیم مثل حضرت رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے۔ (۱)

ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں:

”ان لوگوں کو یہ معتبر تاریخی روایات نہیں پہنچیں کہ معاویہ برسر منبر حضرت علیؓ کو برا کہا کرتے تھے بلکہ دوسرے خطیبوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ وہ ہر خطبہ میں جناب امیر کو برا کہیں معاذ اللہ ان پر لعنت کرتے رہیں، سچی بات تو یہ ہے کہ معاویہ پر دنیا کی طمع غالب ہو گئی تھی، وہ حضرت علیؓ کو اعلانیہ برا کہا کرتے تھے اور برسر منبر پر ان پر لعنت کیا کرتے تھے..... اور حضرت علیؓ کیا معاویہ کو تمام خاندان رسالت سے دشمنی تھی۔“ (۲)

ایک دوسرے مقام پر حضرت معاویہؓ و حضرت عمرو بن عاصؓ کے خلاف یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں:

”مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور ان دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں۔ بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ کر کے ان کے ذکر کو سب و شتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے۔“ (۳)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی توہین

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”مغیرہ نے اس سے بڑھ کر سخت ظلم اور بیدادیاں کی ہیں اور معاویہؓ کی حکومت میں صداہا

(۱) حیات وحید الزماں ص ۱۰۹ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز (۲) لغات الحدیث ج ۲ کتاب ص ۱۴

(۳) لغات الحدیث ج ۲ کتاب ص ۳۶

آدمیوں کو ستایا اور ایذا نہیں دی ہیں مگر چونکہ مغیرہ صحابی تھے لہذا اہل السنۃ ان کی صحابیت کی حرمت کر کے ان سے سکوت کرتے ہیں اور ان کا امر اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔“ (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین

قاری عبدالرحمن پانی پتی مرحوم تلمیذ و خلیفہ حضرت شاہ اسحاق صاحب لکھتے ہیں:

”مولوی عبدالحق بناری نے ہزار ہا آدمیوں کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا..... اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہ حضرت علیؑ سے لڑ کر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری (العیاذ باللہ)۔“ (۲)

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین

قاری عبدالرحمن پانی پتی آگے چل کر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق مولوی عبدالحق غیر مقلد کا گستاخانہ قول نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا:

”صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں۔ صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا۔“ (۳)

نواب نور الحسن بھوپالی غیر مقلد استمناء بالید کے فتیح فعل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بعض اہل علم نقل این استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند و در مثل این کار حرجے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موزیہ بدن ست۔“ (۴)

(۱) لغات الحدیث ج ۱ کتاب ج ۵ ص ۷۵ (۲) کشف الحجاب ص ۲۱

(۳) کشف الحجاب ص ۲۱ (۴) عرف الجادی ج ۲ ص ۲۰۷

بعض اہل علم نے تو صحابہ کرام سے بھی اس عمل کو جب کہ وہ اپنی بیویوں سے دور رہتے تھے نقل کیا ہے۔ غرض اس طرح کے کام میں کوئی حرج نہیں بلکہ ہاتھ سے منی نکالنا ایسا ہی ہے جیسے بدن سے دوسرے فضلات کو نکالا جائے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توہین

حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، نسلی عصبیت کا کوئی علاج نہیں، اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے رہنے یا مزمومہ تخیلات کو سینے سے لگائے رکھنے کا دفعیہ ناممکن ہے، مگر سیدنا علیؑ کی نام نہاد خلافت کے متعلق قرآنی آیات حضور صادق و مصدوق کے ارشادات کی روشنی میں حقائق گذشتہ صفحات میں بیان کیے جا چکے ہیں ان کی موجودگی میں سیدنا علیؑ کے خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافتِ راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بددیانتی ہے مگر اغیار نے جس چابک دستی سے آنجنابؑ کی نام نہاد خلافت کو خلافتِ حقہ ثابت کرنے کے لیے دنیاۓ سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلم بند کیا ہے اس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔“ (۱)

اور کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”اسی طرح اگر سیدنا علیؑ کو بھی مسلمان منتخب کر کے خلیفہ بناتے تو ان کی ذات کی وجہ سے خلافت کو ضرور وقار ملتا مگر سیدنا علیؑ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت اور ذات کو قدآور بنانا چاہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی سیلاب آساف تو حات ہی ٹھپ ہو کر رہ گئیں بلکہ کم و بیش ایک لاکھ فرندان تو حید خاک و خون میں تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے۔“ (۲)

نیز آپ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ اور خلافتِ حقہ ماننے والے حضرات کے متعلق یوں لب کشائی کرتے ہیں کہ:

”اب ان تصریحات کی موجودگی میں بھی کوئی رفض سے مرعوب یا متاثر مولوی سبائیت کے خرمن سے برآمد کردہ نظریہ سے رجوع نہیں کرتا تو ہم اسے اگر تقیہ کا مولوی بھی نہ کہہ سکیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وہ سیدنا علیؑ کی نام نہاد خلافت کی طرح صرف نام نہاد مولوی ہے۔“ (۱)

مزید نشتر زنی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ہمیں اس مقام پر یہاں مکرر یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ سیدنا علیؑ کی نام نہاد خلافت نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی کریم ﷺ نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا ولا اراکم فاعلین اور نہ کسی صحابیؓ نے آپ کی خلافت پر آپ کی بیعت کی تھی اور نہ محض زبانی ہی آپ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا اور نہ ہی بعد کے مؤرخوں نے آپ کی خلافت کے حق میں کوئی ثبوت پیش کیا ہے تو آج کے ان بزعم خویش ”مولاناؤں“ کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؑ کو خلافتِ راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں۔ حضور صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو جھٹلانے کی جرأت کریں اور صحابہ کرامؓ کے عمل کو باطل قرار دینے کا اقدام کریں گویا اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ اور تمام صحابہؓ کو جو بات نہ سوجھی وہ زکوٰۃ و صدقات اور خیرات کی روٹیوں پر پلنے والے اور یتیم خانوں کے مطبخوں کی ہنڈیاں چاٹ کر پروان چڑھنے والے نام نہاد مولویوں کو نظر آگئی اور آج انہوں نے خلافتِ راشدہ، حق چار یار کے نعروں سے ایک عالم کو پریشان کر رکھا

ہے۔“ (۱)

ایک مقام پر یوں زہرافشانی کرتے ہیں:

”صدیقہ کائناتؓ جنگ جمل کے بعد مدینہ پہنچ کر گوشہ نشین ہو گئیں مگر سیدنا علیؓ نے بصرہ میں بقول مشہور باطنی داعی ناصر خسرو، مسعود ہنشلی کی دختر لیلیٰ سے نکاح کر کے اس کے مکان میں قیام فرمایا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۵ھ کا ہے یعنی اس وقت حضرت علیؓ کی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی، حضرت طلحہؓ الخیر اور حواریؓ رسول حضرت زبیر کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کرامؓ کی شہادت کے بعد جبکہ عالم اسلام کا تقریباً ہر گہرا نہ ماتم کدہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ سیدنا علیؓ کا لیلیٰ سے نکاح فرمانا عظیم عزم، حوصلہ اور استقلال سے بھرپور کارنامہ ہے یا للجب!“ (۲)

حضرت علیؓ کو خلافت کا طالب و حریص قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سیدنا علیؓ صرف اپنی ذات میں خلیفہ تھے اور نبیؐ کی زندگی میں ہی آپ حصول خلافت کے خیال کو اپنے دل میں پروان چڑھانے میں مشغول تھے۔“ (۳)

آگے چل کر اپنے بغض و دشمنی کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ

”آپ کو امت نے اپنا خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا، آپ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے، آپ کی اسی خود ساختہ خلافت کا چار پانچ سالہ دور امت کے لیے عذاب خداوندی تھا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ فرزندانِ توحید خون میں تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئے، آپ کی شہادت عالم اسلام کے لیے ایک آیتِ رحمت ثابت ہوئی کہ میانوں سے نکلی ہوئی تلواریں، واپس میانوں میں اور ترکشوں سے نکلے ہوئے تیر واپس ترکشوں میں چلے گئے اور علم ہوئے نیزوں کی انیاں جھک گئیں اور عالم اسلام نے چار پانچ سال کی انارکی کے بعد سکھ کا سانس

لیا۔ (۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت نص سے ثابت ہے، حکیم صاحب اس پر بگڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کاش کہ شاہ صاحب اس نص کی طرف اشارہ ہی فرما دیتے تو امت پر ان کا یہ بڑا احسان ہوتا۔ اندھی عقیدت سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے شاہ صاحب نے ”نص“ کا بھاری بھر کم لفظ لکھ دیا حالانکہ سیدنا علیؑ کی خلافت کے متعلق کہیں ہلکا سا اشارہ بھی تمام دینی ذخیرہ میں موجود نہیں۔ (۲)

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”حضرات حسینؑ کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی“ (۳)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم صاحب حضرت حسنؑ کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسنؑ کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہ ملا تھا، آپ کی پرورش دوسرے دودھ سے ہوئی تھی، اس لیے صحت کے لحاظ سے آپ کمزور تھے اور کم حقہ نشوونما نہ پاسکے تھے اور اس پر کثرت سے حرم کی زندگی (کثرتِ جماع) کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں سل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔“ (۴)

(۲) خلافتِ راشدہ ص ۹۲

(۱) صدیقیہ کائنات ص ۲۲۸

(۴) سیدنا حسن بن علی ص ۸۰

(۳) سیدنا حسن بن علی ص ۲۳

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

”سیدنا حسنؑ کی موت کے متعلق اپنی تالیفات ”عترتِ رسول“ اور ”حسن بن علی“ میں دلائل کے ساتھ ثابت کر چکا ہوں کہ کثرتِ جماع ذیابطیس اور تپِ محرقہ سے ہوئی، آپ کہاں شہید ہوئے تھے اور آپ کو کس نے شہید کیا تھا“۔ (۱)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم صاحب حضرت حسینؑ کے سفرِ کوفہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی تک خروج کے ارادہ کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی، ایک پرامن سلطنت کے اندر ایک آدمی کی اس قسم کی حرکات سنجیدہ لوگوں کے نزدیک ایک ہچگانہ حرکت تھی، جن لوگوں نے آپ کو روکا ان کے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ گھر سے نکل کر شاید سفر کی تکالیف ایک شہزادے کے بس کا روگ نہیں ہوگی“۔ (۲)

مزید لکھتے ہیں:

”آپ اعلیٰ کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے بلکہ حصول خلافت کے لیے آپ نے یہ سفر اختیار کیا تھا“۔ (۳)

ایک مقام پر یوں زہر افشانی کرتے ہیں:

”میں یقین سے کہتا ہوں اور کتبِ تاریخ میرے اس دعوے کی مؤید ہیں کہ سیدنا حسینؑ کو امیرِ یزید میں کوئی برائی نظر نہیں آئی تھی ورنہ وہ امیرِ یزید کے خلیفہ بنتے ہی مدینہ کے گورنر کو صاف کہہ دیتے کہ میں کسی فاجر و فاسق کی بیعت نہیں کر سکتا اور یقیناً مدینہ کے لوگ ان کا ساتھ دیتے مگر مدینہ کے عامل کو کہتے ہیں کل صبح تک مہلت دیجیے اور رات کو چھپ کر مدینہ

سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اگر عامل مدینہ چاہتا تو راستہ سے ہی گرفتار کر کے واپس بلا لیتا مگر اس نے آپ کے اس فعل کو ایک بچگانہ حرکت سمجھا۔ آپ مکہ پہنچتے ہیں مگر وہاں کے قیام کے دوران بھی آپ نے یزید کے مفروضہ فسق و فجور کے متعلق کسی سے کچھ بیان نہ کیا اور بیان کیسے کرتے جب کہ سالہا سال تک خود دمشق جاتے رہے، عطیات سے لد کر واپس پہنچتے رہے اور تمام عالم اسلام امیر یزید کی بلندی کردار کا معترف اور جاننے والا تھا۔ اچانک کوفہ کے شری پسندوں کی طرف سے خطوط کا تانتا بندھ گیا اور آپ کے دل میں حصولِ خلافت کی دبی ہوئی پرانی خواہش انگڑائیاں لے کر بیدار ہوئی اور آپ تمام عالم اسلام کے منتخب اور مایہ ناز صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ کے سمجھانے کے باوجود دس ذی الحجہ کو مکہ سے عازم کوفہ ہو گئے۔ سکے چچا زاد اور بہنوئی عبداللہ بن جعفر نے جب سمجھانے کی تمام کوششیں بے سود پائیں تو اپنی زوجہ سیدہ زینب بنت سیدنا علی کو طلاق دے کر اپنا لڑکا علی ان سے چھین لیا۔ سکے بہنوئی اور چچا زاد کا یہ فعل سمجھنے والوں کے لیے کافی ہے کہ حسین کسی شر کو مٹانے کے لیے مکہ سے عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے۔ مکہ میں موجود کوئی صحابی ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ کو نہ سمجھایا ہو مگر آپ نے کسی کی بات پر دھیان نہ دیا اور مکہ سے چل نکلے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔“ (۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”کیا حذیفہؓ کے ان الفاظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے، اور اگر یہ سازش صرف مجوس یا یہود کی تیار کردہ تھی تو حذیفہؓ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کون سا امر مانع تھا، اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابوبکر دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے۔“ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

”ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نو مسلم یا مجوسی اپنے اندر اتنا دم ختم نہیں رکھتے تھے، غور کیجیے کہ اس سازش کے پیچھے کون سا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعب اور حذیفہؓ دبی زبان میں اظہارِ خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا ڈر تھا یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی؟“ (۲)

حضرت ابوذر غفاریؓ کی توہین

علامہ اقبال کا ایک شعر ہے

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو کس نے

وہ کیا تھا زورِ حیدر فقرِ بوذر صدقِ سلیمانی

اس شعر پر حکیم صاحب تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(اس شعر میں) ”دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاریؓ کا نام ہے جو ابن سبا کے کمیونسٹ

نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لے کر بھاگ اٹھتے تھے۔“ (۳)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب حضرت امام ابوحنیفہؒ پر یوں برستے ہیں:

”امام ابوحنیفہ کے فرضی اور مزعومہ فضائل کی داستانیں شیعیت کے مزعومہ ائمہ سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں مگر اس باب کو اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ فقہ حنفیہ کے اس ناگفتہ بہ پلندہ میں بار بار ان الفاظ کی جو تکرار کی گئی ہے۔ عند ابی حنیفہ قال ابو حنیفہ ہذا مذہب ابی حنیفہ وغیرہ وہ کون سے ابوحنیفہ ہیں۔ ابوحنیفہ نعمان جو ثابت کوئی کے ہاں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مجوسی النسل تھے کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں۔ آپ کے دادا مسلمان ہوئے تھے۔ چہ عجب کہ باقی مجوسی النسل نو مسلموں کی طرح نسلی عصبيت ورثہ میں پائی ہو اور بال عمر کینہ قدیم است عجم را کے زمرہ میں شمار ہوتے ہوں۔“ (۱)

ایک مقام پر امام ابوحنیفہؒ کو عبداللہ بن سبا اور مختار ثقفی کے ساتھ ملاتے ہوئے یوں گوارا فاشی کرتے ہیں:

”الغرض ہزاروں من گھڑت، وضعی اور دور از کار تاویلات پر مبنی جھوٹ کے پلندے گھڑ گھڑ کر اللہ کی عاجز مخلوق کو الوہیت کے مقام پر سرفراز کرنے کی کوشش میں تمام خفی اور شیعہ طابق العل بالعل (پورے پورے ایک دوسرے کے مطابق) نظر آتے ہیں، شرک و بدعت کے تمام شعبے ان لوگوں میں پورے طور پر قدر مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امر رب سے اعراض کے بعد ان لوگوں کے ذہنوں سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی طاقت سلب کر لی گئی۔ حضرت ابوحنیفہ نے جس عقلیت اور قیاس کا بیج بویا تھا، مامون کے زمانہ میں جس عقلیت کو عروج ملا تھا، عبداللہ بن سبا اور مختار ثقفی نے جن نظریات کی ابتدا کی تھی اور عروج

دیا تھا ان سب کا مرکزی نقطہ قرآن و سنت سے دوری تھا اور آخر ان لوگوں کے نظریات نے امت کو سینکڑوں فرقوں میں بانٹ دیا۔“ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

”شیعوں کے تقیہ کی بگڑی ہوئی شکل ’باب الحیل‘ کا جو پودا حضرت ابوحنیفہؒ نے لگایا تھا اسی زمانہ میں بار آور ہوا جو آخر میں فتاویٰ عالمگیری کی دسویں جلد کے ستر صفحات میں بھی مکمل طور پر نہیں سما سکا۔“ (۲)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب قاضی ابو یوسفؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

”مذہب حنفی کی ترقی اور ترویج کی وجہ صرف امام ابو یوسف کی شخصیت تھی۔ موصوف کسی مفلوک الحال اور مجہول النسب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حالات نے امام ابوحنیفہؒ کے مدرسہ میں پہنچا دیا۔ ذہین الطبع تھے اور فکر رسا پایا تھا۔ جلد ہی امام ابوحنیفہؒ کی توجہ مبذول کرانے پر قادر ہو گئے مگر تعلیم کے سلسلہ میں تو اتر نہ تھا۔ امام صاحب کو ان کی تنگ دستی کا علم ہوا تو تمام ذمہ داری اٹھا کر ان کی تعلیم میں پوری کوشش سے کام لیا۔ جتنا عرصہ امام صاحب زندہ رہے۔ ابو یوسفؒ کے لیے بس راوی چین لکھتا ہے۔ مگر امام صاحب کے انتقال کے بعد ابو یوسف کو پیٹ کے لالے پڑ گئے۔ بغداد کے کسی کنارے پر ایک چھوٹی سے مسجد میں امامت کے فرائض سنبھالنے کا موقع مل گیا اور پیٹ کا ایندھن بہم پہنچانے کی نعمت میسر آ گئی۔ آدمی ذہین اور دور اندیش تھے۔ امام صاحب جیسے علامۃ الدہر کے قیاسی معرکے دیکھے ہوئے تھے۔ امام صاحب کے اثر و رسوخ اور تجارتی لین دین کی وجہ سے حلقہ شناسائی بھی

کافی تھا۔ اب ان کی خوش نصیبی سمجھنے یا امت کے ایک کثیر گروہ کی بدبختی کہ ان ایام میں ہی ہارون الرشید خلیفہ عباسی نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر میں کسی کو زنا کے ارتکاب میں مشغول پایا اور کسی خادم کو کہا کہ کسی فقیہ کو لے آ۔ خادم ابو یوسف کا شناسا تھا، وہ ابو یوسف کو لے آیا۔“ (۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب نے اپنی کتاب اختلاف امت میں بڑے بڑے اولیاء کرام کو باطنی اور شیعہ قرار دیتے ہوئے سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ کو شیعیت کی پیروار قرار دیا ہے اور آخر میں حضرت مجدد الف ثانی پر بری طرح بر سے ہیں، لکھتے ہیں:

”ہندوستان میں اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے سب سے بڑے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ ہوئے ہیں جن کے مرید خواجہ احمد فاروق سرہندی تھے، جنہوں نے اپنے لیے مجدد الف ثانی کا خطاب خود تجویز کیا، یا ان کے مریدان می پرانند کی طرف سے ان کے لیے تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا..... ہمیں آپ کے مکتوبات سے یہ ضرور نظر آتا ہے کہ آپ نے کتاب وسنت کے علی الرغم فقہ حنفی کے فرسودہ نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی اور شیعوں کے تصور امامت سے متاثر ہو کر اپنے لیے ایک مقام پیدا کرنے کی کوشش کی۔“ (۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”حضرت خواجہ صاحب کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ کو اکبری دور کے الحاد اور بدعات کا قاطع کہا جاتا ہے۔ مگر معمولی بصیرت رکھنے والے تاریخ دان بھی جانتے ہیں کہ یہ سراسر اسی قسم کا بہتان حضرت خواجہ کی ذات کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جیسے شیعہ لوگ من

گھڑت حدیثیں حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہیں۔“ (۱)
مزید رقم طراز ہیں:

”ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ شیعہ سنی عقائد کے الجھے ہوئے تصور امامت کی پیداوار تھے، خود تو ان کی جیسی گزری گزر گئی مگر جہاں اولاد کے لیے تاج و بادشاہی چھوڑ گئے وہاں مرزا قادیانی جیسے لوگوں کے لیے نبوت کی راہیں بھی ہموار کر گئے۔“ (۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی توہین

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”غضب بر بالائے غضب کہ شاہ صاحب جیسے نابغہ عصر اور عبقری دوراں سے بھی اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بلکہ مجبوظ الحواسانہ کلمات کا اظہار ہو رہا ہے۔“ (۳)

مولانا عبدالحی و مولانا تھانوی رحمہما اللہ کی توہین

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”اور مولوی عبدالحی فرنگی محلی ہوں یا شاہ اشرف علی تھانوی اپنی فضیلتوں کے باوجود غیر شعوری طور پر شیعیت کے ترجمان ہو کر رہ گئے تھے۔“ (۴)

اکابرین دیوبند سے اظہار بغض و عداوت

حکیم صاحب رقم طراز ہیں:

”کتاب و سنت کی روشنی میں دیوبندی اور بریلوی دونوں ہی بدعتی ہیں، اہل حدیث کی

(۱) اختلافِ امت کا المیہ ص ۳۳۸ (۲) اختلافِ امت کا المیہ ص ۳۳۹

(۳) خلافتِ راشدہ ص ۹۳ (۴) خلافتِ راشدہ ص ۱۵۶

(برعم خویش) حق گو جماعت نے اگر ان میں سے کسی میں کسی قسم کی حق گوئی دیکھی تو اس کی تعریف کی اور جس میں شرکت و بدعت دیکھا اسے ٹوکا۔ وقت کے ساتھ ساتھ حنیفوں کے دیوبندی طبقہ سے ایک طبقہ تو گاندھی اور کانگریس کی گود میں جاگرا اور ایک گروہ نے اعلاء کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرتے ہوئے مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر غالی گروہ انگریز کے جور و استبداد کے باوجود انہیں اولی الامر ثابت کرنے اور تمسک بکتاب اللہ و السنّت والوں کو کافر بنانے میں لگا رہا اور تقسیم ملک کے بعد تشنّت و افتراق کی راہیں ہموار کرنے میں آج تک منہمک ہے۔“ (۱)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”علماء دیوبند میں سے مولانا محمود الحسن نے اپنے طور پر تحریک آزادی ہند چلائی مگر اپنی موقتہ حکومت کا صدر ایک ہندو راجہ مہندر پرتاب کو بنایا..... پھر آگے چل کر یہ لوگ عطاء اللہ شاہ بخاری کے وجود میں سٹیج پر نمودار ہوئے یا مولانا حبیب الرحمن کے جبہ و دستار میں دیوبند کے صدر اعلیٰ کی حیثیت میں حسین احمد مدنی کی شکل میں سامنے آئے، یا ابوالکلام آزاد بن کر..... مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہے“ (۲)

مؤرخین و سیرت نگاروں کا استہزاء

حکیم صاحب ایک موقع پر تین ارباب تاریخ و سیر کو بیک زبان یوں دشنام دیتے ہیں:

”ہم نے یہاں کسی ابن اسحاق جیسے مسخرے، ابن ہشام جیسے تقیہ باز اور واقدی جیسے کذاب کو گھسنے نہیں دیا“۔ (۳)

باب پنجم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند)
کے عمل بالحدیث کی حقیقت

غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت کیا ہے؟ آیا یہ لوگ واقعاً زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن وحدیث ہی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں یا یہ صرف ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ ان سوالات کے جواب سے قبل آئیے پہلے حدیث شریف کی مستند ترین کتب کے بارے میں ان کے اکابر علماء کی آراء جانتے ہیں، پھر اہل مکہ اور اہل مدینہ سے ان کے اختلافات کی طویل فہرست میں سے چند اقتباسات کا مطالعہ کرتے ہیں، پھر حنفیت سے ان کی نفرت کا اظہار دیکھتے ہیں، اس کے بعد ان کے عمل بالحدیث کی حقیقت کا انہی کے اکابر کے قلم سے مطالعہ کرتے ہیں۔

حدیث شریف کی مستند ترین کتب غیر مقلدین کی نظر میں

بظاہر ہر غیر مقلد بخاری کا متوالا نظر آتا ہے جب کوئی بات ہو تو بخاری، جب کسی حدیث کا ذکر ہو تو بخاری، ہر ایک کے منہ پر بخاری بخاری کی رٹ ہے، ہر ایک سب سے پہلے بخاری کا حوالہ مائلتا ہے، گویا ان کے نزدیک بخاری کے علاوہ حدیث کی کوئی اور کتاب ہی نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی بخاری سے عقیدت صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہے۔ کیونکہ جب انہیں بخاری شریف سے ان کے موقف کے خلاف حدیثیں دکھائی جاتی ہیں اور ان کے موقف کے برعکس امام بخاریؒ کا اجتہاد دکھلایا جاتا ہے تو ان کی ساری عقیدت کا فور ہو جاتی ہے، بخاری شریف میں سینکڑوں احادیث ایسی ہیں جن پر غیر مقلدین عمل نہیں کرتے اور امام بخاریؒ کے میسوں اجتہادات ایسے ہیں جنہیں غیر مقلدین ماننے کے لیے تیار نہیں راقم کے پاس بخاری شریف کی ان احادیث اور امام بخاریؒ کے ان اجتہادات کی ایک طویل فہرست موجود ہے جس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں ہے۔ بخوف طوالت یہاں اس کا تذکرہ ترک کیا جا رہا ہے کسی دوسرے مقام پر وہ فہرست پیش کی جائے گی۔ ان

شاء اللہ العزیز

سردست یہاں وہ حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں جن سے غیر مقلدین کی بخاری اور امام بخاری سے ”عقیدت و محبت“ کا اظہار ہوتا ہے۔

بلی تھیلے سے باہر آ گئی

بخاری شریف کو آگ میں ڈال دیں

مشہور صحابی اختر کاشمیری اپنے سفرنامہ ایران میں لکھتے ہیں:

”اس سیشن کے آخری مقرر گوجرانوالہ کے اہل حدیث عالم مولانا بشیر الرحمن مستحسن تھے، مولانا مستحسن بڑی مستحب قسم کی چیز ہیں، علم محیط (اپنے موضوع پر ناقل) جسم بسیط کے مالک، ان کا اندازِ تکلم جدت آلود اور گفتگورف ہوتی ہے۔ فرمانے لگے:

”اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابلِ قدر ضرور ہے قابلِ عمل نہیں، اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لیے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا، فریقین کی جو کتب قابلِ اعتراض ہیں ان کی موجودگی اختلاف کی بھٹی کو تیز تر کر رہی ہے کیوں نہ ہم ان اسباب کو ہی ختم کر دیں؟ اگر آپ صدقِ دل سے اتحاد چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں آپ اصول کافی کو نذر آتش کریں آپ اپنی فقہ صاف کریں ہم اپنی فقہ (محمدی، ناقل) صاف کر دیں گے۔“

(آتش کدہ ایران، ص ۱۰۹)

نواب وحید الزماں صاحب کی امام بخاریؒ پر تنقید

نواب وحید الزماں صاحب امام بخاریؒ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”امام جعفر صادق مشہور امام ہیں، بارہ اماموں میں سے اور بڑے ثقہ اور فقیہ اور حافظ تھے، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے شیخ ہیں، اور امام بخاری کو معلوم نہیں کیا شبہ ہو گیا کہ وہ اپنی صحیح میں ان سے روایت نہیں کرتے..... اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے۔ مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق سے جو ابن رسول اللہ ﷺ ہیں ان کی روایت میں شبہ کرتے ہیں۔“ (۱)

ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

”اور بخاری پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت نہیں کی اور مروان وغیرہ سے روایت کی جو اعدائے اہل بیت تھے۔“ (۲)

نواب صاحب کی بخاری شریف کے ایک راوی پر سخت تنقید

نواب صاحب بخاری شریف کے ایک راوی مروان بن الحکم پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت عثمانؓ کو جو کچھ نقصان پہنچا وہ اسی کم بخت شری النفس مروان کی بدولت پہنچا خدا اس سے سمجھے۔“ (۳)

(۱) لغات الحدیث، ج ۱، کتاب ج، ص ۶۱ (۲) لغات الحدیث، ج ۲، کتاب ص ۳۹

(۳) لغات الحدیث، ج ۲، کتاب ص ۲۱۳

بخاری شریف حکیم فیض عالم کی نظر میں

امام بخاریؒ نے واقعہ اُفک سے متعلق جو احادیث بخاری شریف میں ذکر کی ہیں ان کی تردید کرتے ہوئے حکیم فیض عالم لکھتے ہیں:

”ان محدثین، ان شارحین حدیث، ان سیرت نویس اور ان مفسرین کی تقلیدی ذہنیت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اتنی بات کا تجزیہ یا تحقیق کرنے سے بھی عاری تھے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہے، لیکن اس دینی و تحقیقی جرأت کے فقدان نے ہزاروں الیہ پیدا کیے اور پیدا ہوتے رہیں گے ہمارے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرما دیا وہ صحیح اور لاریب ہے خواہ اس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت، انبیاء کرام کی عصمت، ازواج مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں۔ کیا یہ امام بخاری کی اس طرح تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں۔“ (۱)

حکیم فیض عالم کے نزدیک امام بخاری واقعہ اُفک کی روایت میں مرفوع القلم ہیں حکیم فیض عالم لکھتے ہیں:

”دراصل امام بخاری میرے نزدیک اس روایت کے معاملہ میں مرفوع القلم ہیں داستان گو کی چابک دستی کے سامنے امام بخاریؒ کی احادیث کے متعلق تمام چھان بین دھری کی دھری رہ گئی۔“ (۲)

غیر مقلدین ذرا سوچ کر جواب دیں کہ جب امام بخاری کی اس عظیم واقعہ کے متعلق احادیث کی چھان بین دھری کی دھری رہی گئی تو دیگر احادیث کے متعلق ان کی چھان بین کا اعتبار کیونکر ہوگا؟

بخاری شریف میں موضوع روایت

حکیم فیض عالم تحریر کرتے ہیں کہ

”اب ایک طرف بخاریؒ کی ۹ سال والی روایت ہے اور دوسری طرف اتنے قوی شواہد و حقائق ہیں اس سے صاف نظر آتا ہے کہ ۹ سال والی روایت ایک موضوع قول ہے جسے ہم منسوب الی الصحابہ کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے۔“ (۱)

بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی پر

حکیم فیض عالم کی جرح و تنقید

حکیم فیض عالم بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی جلیل القدر تابعی اور حدیث کے مدون اول امام ابن شہاب زہریؒ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ابن شہاب منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں۔“ (۲)

مزید لکھتے ہیں:

”ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلا واسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مر چکے تھے، مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہو گیا (۳)

عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے۔“ (۴)

(۲) صدیقہ کائنات، ص ۱۰۷

(۱) صدیقہ کائنات، ص ۸۰

(۴) صدیقہ کائنات، ص ۱۰۸

(۳) تتمۃ المنتہی، ص ۱۲۸

قارئین کرام! حکیم فیض عالم کی امام بخاریؒ اور ابن شہابؒ پر اس شدید جرح کے بعد غیر مقلدین کو بخاری شریف پر سے اعتماد اٹھا لینا چاہیے اور بخاری شریف کی ان سینکڑوں احادیث سے ہاتھ دھو لینا چاہیے جن کی سند میں ابن شہاب موجود ہیں بالخصوص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رفع یدین والی حدیث اور حضرت عبادہؓ کی قراءت فاتحہ والی حدیث سے تو بالکل دستبردار ہو جانا چاہیے کیونکہ ان احادیث کی سند میں یہی ابن شہاب موجود ہیں، دیکھیے اب غیر مقلدین کیا فیصلہ فرماتے ہیں!

امام ترمذیؒ پر حکیم فیض عالم کی تنقید

حکیم فیض عالم ترمذی شریف کی دو روایتوں پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”امام مسلمؒ سے تقریباً ۲۱ برس بعد ابو عیسیٰ محمد ترمذیؒ نے یہ وضعی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلمؒ کی وفات کے بعد کسی سبائی ٹیکسٹائل میں انہیں گھڑا گیا ہے۔“ (۱)

مسند امام احمد بن حنبل حکیم فیض عالم کی نظر میں

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

مسند احمد بن حنبل کا جامع اول ابو بکر شافعی کے نام سے معروف ہے حقیقت میں یہ شخص رافضی تھا اور بظاہر شافعی بنا ہوا تھا..... مسند کا جامع دوم ابو بکر قطعی متوفی ۳۶۸ھ ہے یہ بھی شیعہ تھا۔ ان دونوں شیعوں نے امام احمد اور ان کے بیٹے عبداللہ سے کچھ حدیثیں لے کر ان میں جا بجا اپنے مسلک کے مطابق محو اثبات کر کے شیعہ روایات کے الفاظ کو بدل کر اپنی خود ساختہ حدیثوں کے مناسب اسناد جوڑ کر چھ جلدوں میں ایک ضخیم مجموعہ احادیث مدون کر

ڈالا۔ (۱)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے مسند احمد میں ۳۰ ہزار (اور ایک قول کے مطابق ۴۰ ہزار) احادیث ہیں جنہیں امام احمد بن حنبلؒ نے ساڑھے سات لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی مسند میں جمع کیا ہے اور محدثین نے اس مسند کو دوسرے درجہ کی کتب حدیث میں شمار کیا ہے اور امہات الکتب میں سے قرار دیا ہے، لیکن کیا کہیں غیر مقلدین کے ان محقق صاحب کو کہ انہوں نے اس قدر احادیث کو شیعوں کی کارستانی قرار دے کر ان پر سے اعتماد ختم کر ڈالا اور پھر بھی اہل حدیث کہلائے۔

ولا حول ولا قوة الا بالله

شرح معانی الآثار مولوی عبدالعزیز مناظر ملتانی کی نظر میں

مولوی عبدالعزیز ملتانی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سب امام طحاوی حنفیؒ کا نظریہ ہے جو کسی طرح بھی قابل وثوق نہیں، آپ امام مزنی کے بھانجے اور شاگرد ہیں، اپنے ماموں سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر حنفی ہو گئے پھر کیا تھا حنفی مذہب کی حمایت اور تائید میں ایک مستقل کتاب بنام معانی الآثار لکھ ماری جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تضعیف کر کے احناف کی رضا جوئی حاصل کی۔“ (۲)

غیر مقلدین کے دل میں ذرا خوفِ خدا نہیں، اتنے بڑے جلیل القدر محدث پر الزام لگاتے ہوئے حیا نہیں آئی، بے دھڑک جو منہ میں آیا کہہ دیا، امام طحاویؒ اپنے ماموں سے ناراض ہو کر حنفی نہیں بنے بلکہ وجہ کچھ اور ہے۔

یہ وجہ خود امام طحاویؒ بیان فرماتے ہیں: امام طحاویؒ سے محمد بن احمد شروطی نے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں کا مسلک کیوں ترک کیا اور امام ابوحنیفہؒ کا مسلک کیوں اختیار کیا؟ فرمایا: ”اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں دیکھتا تھا کہ میرے ماموں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مسلسل مطالعہ فرماتے ہیں اس لیے میں نے بھی یہی مسلک اختیار کر لیا۔“ (۱)

معلوم ہوا کہ امام طحاویؒ کی اپنے ماموں سے کوئی ناراضگی نہیں تھی یہ سب باتیں حاسدین کی اڑائی ہوئی ہیں۔ اور امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار لبعض علماء کے اصرار پر لکھی تھی۔ اصرار کی وجہ یہ تھی کہ بعض ملحدین لوگوں کے سامنے یہ ذکر کرتے تھے کہ احادیث آپس میں بہت متناقض و متعارض ہیں، جس سے کم علم اور کمزور ایمان والے کچھ تذبذب کا شکار ہوتے تھے، امام طحاویؒ نے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی جس میں ناسخ و منسوخ رائج و مرجوح معمول و متروک کو ظاہر کیا تاکہ عوام الناس کسی تذبذب کا شکار نہ رہیں مگر حاسدوں کو خدا سمجھ دے انہوں نے امام طحاویؒ کا احسان ماننے کے بجائے الٹا ان پر طعن شروع کر دیا اور الزام لگایا کہ امام طحاویؒ نے احناف کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کیا حاشا و کلا ہر گز ہر گز امام طحاویؒ سے یہ گمان نہیں کیا جاسکتا خود ان کی کتاب شہادت دے رہی ہے کہ معاملہ ہر گز ایسا نہیں کیونکہ شرح معانی الآثار میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جو احناف کے ہاں معمول بہا نہیں ہیں لیکن خود امام طحاویؒ کے ہاں معمول بہا ہیں۔

مکہ مدینہ والوں سے فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند)

کے شدید اختلافات

مکہ اور مدینہ والوں کا نظریہ	فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا نظریہ
۱۔ مکہ مدینہ والے اجماع صحابہ اور اجماع امت کے قائل ہیں۔ (۱)	۱۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) اجماع صحابہ اور اجماع امت کے منکر ہیں۔ (۲)
۲۔ مکہ مدینہ والے قیاس شرعی کے قائل ہیں (۳)	۲۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) قیاس شرعی کا منکر ہے۔ (۴)
۳۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک ہر ایک کو اجتہاد کا حق نہیں۔ (۵)	۳۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک ہر خواندہ ناخواندہ کو حق اجتہاد و تحقیق حاصل ہے (۶)

(۱) مکتوب الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل بحوالہ شرعی فیصلے ص ۶۲۸۔ تاریخ و ہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۱۷۱

(۲) طریق محمدی ص ۱۸۱ عرف الجادی ص ۱۱۱۔ آئیے عقیدہ سیکھئے ص ۷۳

(۳) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۹ ص ۶۲۔ بحوالہ شرعی فیصلے

(۴) معیار الحق ص ۹۷ و ۱۳۱۔ ہدیۃ المحدث ص ۸۲۔ عرف الجادی ص ۳۔ عقیدہ مسلم ص ۴۹۔ فتاویٰ ستاریہ ج ۱

ص ۱۷۸

(۶) آئیے عقیدہ سیکھئے ص ۷۳

(۵) شرعی فیصلے ص ۱۳۴۔ تاریخ و ہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۹۸

<p>۴۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک غیر مجتہد کیلئے بھی تقلید حرام اور اجتہاد واجب ہے۔ (۲)</p>	<p>۴۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک غیر مجتہد کیلئے اجتہاد حرام اور تقلید واجب ہے۔ (۱)</p>
<p>۵۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک کسی بھی امام کی تقلید حرام اور شرک ہے۔ (۴)</p>	<p>۵۔ مکہ مدینہ والے امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں۔ (۳)</p>
<p>۶۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک اللہ کی وسیع و عریض جنت کے مالک صرف وہی اڑھائی ٹوٹرو ہیں باقی تمام مقلدین بدعتی، مشرک اور جہنمی ہیں۔ (۶)</p>	<p>۶۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک تمام مقلدین حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہلسنت والجماعت فرقہ ناجیہ ہیں (۵)</p>

(۱) بحوالہ شرعی فیصلے ص ۱۵۷

(۲) مجموعہ رسائل بہاولپوری ص ۱۹ تا ۲۳۔ عقیدہ مسلم از گوندلوی ص ۶۸۔ دین میں تقلید کا مسئلہ از پیر علی زئی۔

آئیے عقیدہ سیکھئے ص ۲۹۰

(۳) سیرت شیخ محمد بن عبد الوہاب ص ۵۶۔ مکتوب الشیخ محمد بن عبد اللہ السبیل بحوالہ شرعی فیصلے ص ۲۱۷۔ تاریخ

وہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۹۸

(۴) الطفر المبین ص ۱۷۔ عقیدہ مسلم از گوندلوی۔ طریق محمدی ص ۱۸۷

(۵) شرعی فیصلے ص ۶۵۳۔ تاریخ وہابیت ص ۹۷

(۶) اعتصام السنہ ص ۷۸۔ ہدیۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۲۱۔ التحقیق فی جواب التقليد ص ۱۱۳ طریق محمدی ص ۱۶

۷۔ مکہ مدینہ والے فقہ کے قائل ہیں۔ (۱)	۷۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) فقہ کا منکر ہے (۲)
۸۔ مکہ مدینہ میں فقہی نظام رائج ہے۔ (۳)	۸۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) (فقہی نظام کو کفر کا مترادف سمجھتا ہے) (۴)
۹۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرح سنت خلفاء راشدین بھی دین کا حصہ ہے۔	۹۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) سنت خلفاء راشدین کا منکر ہے۔ (۵)
۱۰۔ مکہ مدینہ والے اصحاب رسول کو معیار حق تسلیم کرتے ہیں۔	۱۰۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) اصحاب رسول کے معیار حق ہونے کا منکر ہے۔ (۶)
۱۱۔ مکہ مدینہ والے ایصال ثواب کے قائل ہیں (تاریخ و ہابیت حقائق کے آئینے میں)	۱۱۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ایصال ثواب کا منکر ہے۔ (۷)

- (۱) شرعی فیصلے ص ۳۲۰۔ تاریخ و ہابیت حقائق کے آئینے میں ص ۶۷ و ۹۸ و ۱۷ (۲) ترجمان و ہابیت ص ۲۴
 - عقیدہ مسلم ص ۷۷ پر فقہ کے معنی کی تحریف کردی (۳) ترجمان و ہابیت ص ۳۲۲ - تاریخ و ہابیت ص ۶۷
 (۴) التحقیق فی جواب التقليد (۵) بدور الاہلہ ج ۱ ص ۲۸ عرف الجادی ص ۱۰۱ و ۲۰۷ - فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۱۹۶ - سیرت ثنائی ص ۱۹۶ (۶) طریق محمدی ص ۸۷ - فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۵۲ - فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۶۶ (۷) ترجمان و ہابیت ص ۱۶۲

<p>۱۲۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) حیات النبی ﷺ کا منکر ہے اور قائلین سماع کو مشرک کہتا ہے۔ (۲)</p>	<p>۱۲۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک آپ ﷺ قبر اطہر میں حیات ہیں اور صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔ (۱)</p>
<p>۱۳۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک روضہ رسول ﷺ شرک اور بدعت ہے اور اس کا گرانا واجب ہے۔ (۳)</p>	<p>۱۳۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک روضہ اطہر ﷺ کی حفاظت و خدمت ضروری ہے۔</p>
<p>۱۴۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) (ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک ہی شمار کرتا ہے اور بیوی کو شوہر پر حلال سمجھتا ہے۔ (۵)</p>	<p>۱۴۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں اور بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ (۴)</p>
<p>۱۵۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) تین طلاقیں کے بعد حلالہ شرعی کا منکر ہے۔ (۷)</p>	<p>۱۵۔ مکہ مدینہ والے تین طلاقیں کے بعد حلالہ شرعی کے قائل ہیں۔ (۶)</p>

- (۱) تاریخ و ہابیت ص ۹۰ و ۱۴۱۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۳۴۲ (۲) فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۰۷۔ عقیدہ
مسلم از گوندلوی ص ۳۵۵ ملخصاً۔ مجموعہ رسائل بہاولپوری ص ۸ و ۱۰ (۳) عرف الجادی ص ۶۰۔ الروضۃ
الندیہ ج ۱ ص ۱۷۸۔ یہ مزار یہ میلیہ ص ۱۶ (۴) مجلہ الحجۃ الاسلامیہ (۵) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۱۵۔ فتاویٰ
اہل حدیث ج ۲ ص ۵۰۵۔ اہل حدیث کا مذہب ص ۹۵۔ تنویر الآفاق فی مسئلہ الطلاق
(۶) مجلہ الحجۃ الاسلامیہ (۷) حلالہ کی چھری

<p>۱۶۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ننگے سر نماز پڑھتا ہے، اور اسی کو سنت سمجھتا ہے۔ (۱)</p>	<p>۱۶۔ مکہ مدینہ والے ننگے سر نماز نہیں پڑھتے، نماز تو کجا بازار میں بھی ننگے سر نہیں گھومتے۔</p>
<p>۱۷۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ہمیشہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتا ہے اور اپنے عمل کو سنت سمجھتا ہے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلاف سنت اور بے ہودہ فعل سمجھتا ہے۔ (۲)</p>	<p>۱۷۔ مکہ مدینہ والے ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں۔</p>
<p>۱۸۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) ہمیشہ نماز فجر، مغرب اور عشاء میں بسم اللہ با آواز بلند (جہر سے) پڑھتا ہے اور اسے سنت سمجھتا ہے۔ (۳)</p>	<p>۱۸۔ مکہ مدینہ والے امام نماز فجر، مغرب اور عشاء میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ با آواز بلند (جہر سے) نہیں پڑھتے اور نہ سنت سمجھتے ہیں۔</p>
<p>۱۹۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) سجدوں میں جاتے وقت ہمیشہ گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ رکھتا ہے اور اسے سنت سمجھتا ہے۔ (۵)</p>	<p>۱۹۔ مکہ مدینہ والے سجدوں میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے زمین پر ہاتھ نہیں رکھتے۔ (۴)</p>

<p>۲۰۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) جلسہ استراحت کو اشد ضروری سمجھتا ہے۔ (۲)</p>	<p>۲۰۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک جلسہ استراحت سنت نہیں اور کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)</p>
<p>۲۱۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے بغیر فاتحہ کے مقتدی کی نماز باطل ہے۔ (۳)</p>	<p>۲۱۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز درست ہے۔</p>
<p>۲۲۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر رکوع میں شامل ہونے سے رکعت نہیں ہوتی۔ لہذا وہ رکعت دوبارہ پڑھے۔ (۴)</p>	<p>۲۲۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار ہوتی ہے۔</p>
<p>۲۳۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) رمضان میں تین اور غیر رمضان میں ایک رکعت وتر ادا کرتا ہے۔ (۶)</p>	<p>۲۳۔ مکہ مدینہ والے رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔ (۵)</p>

(۱) کیفیت صلوۃ النبی (۲) رسول اکرم کا طریقہ نماز ص ۸۳ - عرف الجادی ص ۳۰ (۳) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۹۸ - عرف الجادی ص ۲۶ (۴) دستور امتی ص ۱۱۱ - نزل الابرار ج ۱ ص ۱۳۳ - فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۴۹۶ - عرف الجادی ص ۲۶ (۵) الہدی النبوة الشیخ محمد صابونی (۶) دستور امتی ص ۱۴۴ - عرف الجادی ص ۳۳

<p>۲۴۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) جمعہ میں صرف ایک اذان کا قائل ہے دوسری اذان کا منکر ہے اور اس کو بدعت کہتا ہے۔ (۱)</p>	<p>۲۴۔ مکہ مدینے والے جمعہ میں دو (۲) اذانوں کے قائل ہیں اور اس کو سنت سمجھتے ہیں۔</p>
<p>۲۵۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ کا ذکر کرنا بدعت ہے۔ (۲)</p>	<p>۲۵۔ مکہ مدینہ والوں کے امام جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ جمعین کا ذکر کرنا فخر سمجھتے ہیں۔</p>
<p>۲۶۔ فرقہ اہل حدیث پاک و ہند (۲۰) رکعت سنت تراویح کو بدعت کہتا ہے اور ہمیشہ (۸) رکعت تراویح پڑھتا ہے۔ (۳)</p>	<p>۲۶۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک مسنون تراویح (۲۰) رکعت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے لیکر آج تک مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف میں صرف اور صرف (۲۰) رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہے۔ (۳)</p>

(۱) فتاویٰ ستاریہ ص ۸۵ و ۸۷۔ فتاویٰ علماء ہند ج ۲ ص ۱۷۹

(۲) ہدیۃ المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۱۰۔ نزول الابراج ص ۱۵۳

(۳) رسالہ التراویح للشیخ عطیہ سالم مدرس مسجد نبوی وقاضی مدینہ منورہ۔ رسالہ ینابیع المہر غلام رسول

(۴) دستور المتقی ص ۴۲ اصول الرسول

<p>۲۷۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) نماز جنازہ بلند آواز سے جہراً پڑھتا ہے (۱)</p>	<p>۲۷۔ مکہ مدینہ والے نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں۔</p>
<p>۲۸۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بلکہ یہ فرق کرنے کو دین میں دخل سمجھتے ہیں۔ (۲)</p>	<p>۲۸۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں فرق ہے۔</p>
<p>۲۹۔ فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ جہمی، مرجی، بدعتی اور گمراہ تھے۔ العیاذ باللہ۔ (۴)</p>	<p>۲۹۔ مکہ مدینہ والوں کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ امام المسلمین ہیں جن کے تبعین قیامت تک رہیں گے (۳)</p>
<p>۳۰۔ خلفاء راشدین کے وہ احکام جو نصوص شرعیہ کے خلاف تھے امت نے ان کو رد کر دیا (۵)</p>	<p>۳۰۔ مکہ مدینہ والے خلفاء راشدین کو نصوص شرعیہ کا فرمانبردار سمجھتے ہیں۔</p>

(۱) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۵۲۔ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵ ص ۱۵۲

(۲) دستور امتی ص ۱۵۱۔ صلوٰۃ الرسول

(۳) تاریخ و ہدایت حقائق کے آئینے میں

(۴) مجموعہ مقالات پر سلفی جائزہ ص ۵۴۸

(۵) تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق ص ۱۰۷

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کی شیخ عبدالوہابؒ سے مخالفت

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کی جنگ لڑنے والوں کو جب انگریز نے وہابی کہہ کر بدنام کیا تو اسی وقت وہابی سے کیا مراد تھی اور کل تک کے غیر مقلدین وہابی نسبت کو اپنے سے دور کرنے کیلئے کیا کیا جتن نہ کرتے رہے۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ جب اپنے مزعومہ نظریات کو پھیلانے کا موقع میسر ہوا تو اسی مردے کو دوبارہ کھڑا کر لیا اور لفظ وہابی جسے غیر مقلدین اپنے لیے گالی سمجھتے تھے، اب دوبارہ وہی لفظ اپنے لیے استعمال کر کے دیار عرب سے بھیک مانگنا شروع کر دی اور عربی ریا لوں اور ڈالروں سے اپنی مردہ تحریک میں جان پیدا کی۔

لہذا ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس پٹرولیم فرقہ کا وہابیت سے کتنا تعلق ہے اور وہابی عقائد و نظریات سے انہیں کس قدر اتفاق ہے یا عرب و عجم کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہ بازی گر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں تو آئیں پہلے وہابی تحریک اور ان کے معتقدات پر نظر ڈالیں۔ پھر فرقہ اہل حدیث کے اغراض و مقاصد پر نظر کریں تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں یہ بازی گر دھوکہ کھلا غیر مقلدین کے مکتبہ 'دار السلام' سے شائع ہونے والی کتاب "تاریخ وہابیت حقائق کے آئینے میں" کے مصنف ڈاکٹر محمد بن سعد الشويعر محمد بن عبدالوہاب اور آل سعود کے عقائد و نظریات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب ابن سعود سے سوال ہوا کہ آپ لوگ استوار ذاتی کے قائل ہیں اور اس سے مستوی کا جسم ہونا لازم آتا ہے۔ تو انہوں

نے جواب دیا معاذ اللہ ہم لوگ تو وہی کہتے ہیں جو امام مالکؒ نے کہا تھا کہ استواء معلوم ہے (یعنی لفظ استواء تو معلوم ہے) لیکن اس کی کیفیت مجہول ہے (یعنی استواء باری تعالیٰ کی کیا کیفیت ہے جہاتِ ستہ میں سے کونسی جہت ہے یعنی وہ کس طرح مستوی ہے عرش پر بیٹھا ہے یا نہیں ہر کیفیت ہم سے مجہول ہے) اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے مگر اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ پھر قاضی الزرعی نے کہا کہ آپ (دہابی) لوگ قبروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی زندگی کے منکر ہیں؟ تو ابن سعود نے کہا معاذ اللہ ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے۔ (۱)

اب ان دونوں نظریات کے برعکس دیا رعب میں اپنے آپ کو دہابی جتلا کر وہاں سے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کا عقیدہ بھی سینے۔

غیر مقلدین کا پیشوا پروفیسر طالب الرحمن اپنی کتاب آئیے عقیدہ سیکھیے میں لکھتا ہے:

”اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور اللہ کا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے۔“ (۲)

کتنا تضاد ہے، ابن سعود تو فرما رہے ہیں کہ استواء کی کیفیت مجہول ہے اور ان کے خوشہ

چین باقاعدہ جہت بھی متعین کر رہے ہیں۔

نیز غیر مقلدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کے بھی منکر ہیں۔ غیر مقلدین کے شیخ محمد سحیحی گوندلوی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے متعلق یوں گواہ افشانی فرماتے ہیں:

”یہ عقیدہ قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کے اجماع سے باطل، ردی اور بے کار ہے۔“ (۳)

اسی طرح جب ابن سعود سے سوال ہوا کہ آپ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

(۱) تاریخ و ہایت حقائق کے آئینہ میں ص ۴۰ (۲) آئیے عقیدہ سیکھیے ص ۳۹ (۳) عقیدہ مسلم ص ۳۲۸، مکتبہ دار الحسنى

دیگر قبروں کی زیارت سے منع کرتے ہیں تو ابن سعود نے کہا معاذ اللہ، جو چیز شریعت میں ثابت ہے اس کے انکار سے اللہ کی پناہ۔ (۱)

دیکھیے کہ ابن سعود (وہابی) روضہ اطہر کی زیارت کو جائز بتا رہے ہیں اور ذرا غیر مقلدین کی راگنی سینے۔

طالب الرحمن لکھتا ہے

”سفر کر کے انبیاء و اولیاء کی قبروں کی زیارت کے لیے جانا منع ہے۔“ (۲)

یعنی ایک جائز کام کیلئے سفر کرنا ناجائز ہے، کیا خوب کہا!

اسی طرح تاریخ وہابیت نامی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۱ پر اہل قصیم کے نام شیخ کا خط نقل کیا گیا ہے جس میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی فرماتے ہیں کہ سلیمان بن حکیم نامی شخص نے مجھ پر ایسی باتوں کا الزام لگایا ہے جو میری زبان تو کجا میرے وہم و گمان سے بھی نہیں گزریں۔ جیسے ان کا یہ کہنا کہ میں مذہب اربعہ کی کتابوں کو منسوخ قرار دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ لوگ چھ سو سال سے کسی مذہب پر نہیں ہیں اور اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہوں، تقلید کی مجھے ضرورت نہیں ہے اور کہتا ہوں کہ علماء کا اختلاف مصیبت ہے، جو بزرگوں کا وسیلہ پکڑے اسے کافر کہتا ہوں... قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو حرام کہتا ہوں اور والدین وغیرہ کی قبر کی زیارت کا منکر ہوں۔ جو غیر اللہ کی قسم کھائے اسے کافر کہتا ہوں، ابن فارض اور ابن عربی کو کافر گردانتا ہوں، دلائل الخیرات اور روض الریاحین جیسی کتابیں جلا دیتا ہوں۔ ان تمام مسائل کا جواب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں سبحنک ہذا بہتان عظیم یا اللہ تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ (۳)

(۲) آئیے عقیدہ سیکھیے ص ۲۱۱

(۱) تاریخ وہابیت حقائق کے آئینہ میں ص ۱۴۱

(۳) تاریخ وہابیت حقائق کے آئینہ میں ص ۱۵۷

یعنی شیخ منکر تقلید نہیں بلکہ خود مقلد ہیں اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۷ پر فرماتے ہیں کہ ہمارا مسلکی رخ فقہ حنبلی کے مطابق ہے۔ اس کے برعکس حضرات غیر مقلدین کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں

پروفیسر حافظ محمد سعید امیر جماعة الدعوة تقلید کی غلطی کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں:

”عقیدے کی جو خرابیاں یہودیوں اور عیسائیوں میں تھیں وہی مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہیں یہ لوگ قرآن و حدیث کے روشن دلائل کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ مذہبی پیشواؤں کو حلال و حرام کا اختیار دے کر ان کی تقلید کو از خود اپنے اوپر واجب کیے بیٹھے ہیں اور یہی ہے اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤں کو رب بنانا۔“ (۱)

فرقہ اہل حدیث کے ایک اور معروف عالم پروفیسر طالب الرحمان کسی خاص مسلک کی طرف نسبت کے خلاف یوں گواہی فرماتے ہیں

”کسی امام کی طرف نسبت کر کے اس کے نام پر مذہب بنانا ناجائز اور فرقہ بندی کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔“ (۲)

گویا غیر مقلدین کے نزدیک شیخ محمد بن عبد الوہاب نے حنبلی مذہب کو اختیار کر کے ایک ناجائز کام کیا ہے اور فرقہ واریت کو ہوا دی ہے لیکن غیر مقلدین یہ بات سعودی عرب میں کھل کر نہیں کہتے کہ مبادا نان و نفقہ ہی بند ہو جائے۔

ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین شیخ محمد بن عبد الوہاب کے نزدیک اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہیں اور یہ اہل حق قیامت تک رہیں گے مگر شرفِ مذمہ قلیلہ غیر مقلدین کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ اس لیے وہابیت اور چیز ہے اور غیر مقلدیت اور شے ہے۔ انگریز نے شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے ساتھیوں کو وہابی کے نام سے بدنام کیا تھا اور وہابی بمعنی غیر مقلد

اس وقت ہرگز نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے پیشواؤں نے وہابیت سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

”محمد بن عبد الوہاب سے ہمیں حاشا وکلا کوئی نسبت نہیں ہے... تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کی طرح وہ بھی ایک مقلد تھا... اور حنبلی تھا۔“ (۱)

مگر اب چونکہ عرب دنیا سے مفادات وابستہ ہیں اس لیے معراج ربانی، طالب الرحمان، زبیر علی زئی اور حافظ سعید جیسے حضرات اسی شیخ عبد الوہاب کے قصیدے پڑھ رہے ہیں کل تک جس کا نام سننا بھی گوارا نہ تھا۔ عجب دورخی ہے، دیار ہند میں تقلید کو شرک کہتے ہیں اور مقلدین کو مشرک مگر عرب میں جا کر یہی تقلید گلے کا بار بن جاتی ہے۔ ادھر انگریز سے مراعات حاصل کرنے کے لیے لفظ وہابی سے اعلان برأت کر کے خود کو فرقہ اہل حدیث کے طور پر جرّ و کرواتے ہیں اور دوسری طرف اہل عرب سے جا کر کہتے ہیں نحن وہابیون فی بلاد الهند کہ ہندوپاک میں ہم ہی وہابی ہیں۔

مقلدین احناف سے بغض

حقیقت یہی ہے کہ غیر مقلدین نے توحید و رسالت اپنے لیے ہی خاص کر رکھی ہے وہ اپنے ماسوائے سب کو مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اسی پر بس نہیں صاف طور پر ان کو جہنمی بتلاتے ہیں ان سے نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں، غیر مقلدین کے ایک مشہور و مقتدر عالم، ابوشکور عبدالقادر حصاروی صاحب نے خاص اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی ہے ”سیاحۃ الجنان بمناکحہ اهل الایمان“ اس کتاب سے چند حوالے نقل کیے جاتے ہیں۔

حنفی گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں ان سے نکاح جائز نہیں

عبدالقادر حصاروی صاحب لکھتے ہیں:

”یہ امر روشن ہو چکا ہے کہ حق مذہب اہل حدیث ہے اور باقی جھوٹے اور جہنمی ہیں تو اہل حدیثوں پر واجب ہے کہ ان تمام گمراہ فرقوں سے بچیں اور ان سے اختلاط میل جول اور دینی تعلقات نہ رکھیں یعنی باطل مذہب والوں کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور ان کے جنازہ میں شامل نہ ہوں ان سے سلام نہ لیں ان سے مناکحت نہ کریں نہ ان کو اپنی لڑکیاں دیں اور نہ ان سے لیں“۔ (۱)

آگے لکھتے ہیں:

”مقلدین حنفیہ کے ہر دو فرقے دیوبندی اور بریلوی بلاشبہ گمراہ اور اہل حدیثوں جیسے مسلمان نہیں ہیں“۔ (۲)

مزید لکھتے ہیں:

”خواص تو جانتے ہیں میں عوام کی خاطر کچھ عرض کرتا ہوں کہ مقلدین موجودہ دس وجہوں سے گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت جائز نہیں ہے، وجہ اول یہ ہے کہ موجودہ حنفیوں میں تقلید شخصی پائی جاتی ہے جو سراسر حرام اور ناجائز ہے“۔ (۳)

نیز لکھتے ہیں:

”مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے رسالہ فرقہ ناجیہ میں یہ لکھا ہے کہ ناجیہ فرقہ اہل حدیث ہے اور باقی فرقے بعد میں پیدا ہوئے ہیں..... اسی طرح مولوی محمد صاحب جو ناگڑھی نے اپنی تصنیفات میں حنفیوں کو گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج قرار دیا ہے“۔ (۴)

آخر میں یوں زہرا گل کرا اپنے قلب کو تسکین دیتے ہیں کہ

”سچا فرقہ اور ناجیہ اہل حدیث ہے باقی سب فی النار والسر ہیں لہذا مناکحت فرقہ ناجیہ

کی آپس میں ہونی چاہیے اہل بدعت سے نہ ہوتا کہ مخالفت لازم نہ آئے۔“ (۱)

مشہور غیر مقلد حکیم فیض عالم صدیقی صاحب کو احناف اور فقہ حنفی سے بلاوجہ کابیر ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں احناف اور فقہ حنفی کے متعلق خوب زہرا گلا ہے اور جی بھر کر بے سرو پا خرافات اس میں بھری ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”میں مکرر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ آج فقہ حنفیہ کے نام سے جو اسفار لہو الحدیث (دل بہلانے والی باطل باتوں) کا مجموعہ دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے ایک حصے کو گمراہ کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ اس کا ایک لفظ بھی حضرت امام ابوحنیفہ سے تعلق نہیں رکھتا۔“ (۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ آج فقہ حنفی کی آڑ میں جو مجموعہ اسفار لہو الحدیث ہمارے ہاں مروج اور شائع ہے اس میں ایک حرف بھی سیدنا امام ابوحنیفہ سے ثابت نہیں کیا جاسکتا اور نہ آج تک کوئی ثابت کرنے کی جرأت کر سکا ہے، اس مقام پر بے اختیار سبائیت کی اس ڈاکہ زنی اور فرض کی اس نقب زنی کی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔“ (۳)

مزید لکھتے ہیں:

”شیعوں کے تفسیر کی بگڑی ہوئی شکل ”باب الحلیل“ کا جو پودا حضرت ابوحنیفہؒ نے لگایا تھا اسی زمانہ میں بار آور ہوا جو آخر میں فتاویٰ عالمگیری کی دسویں جلد کے ستر صفحات میں بھی مکمل طور پر نہیں سما سکا۔“ (۴)

غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت انہی کے اکابر کے قلم سے

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں

”اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لیے قرآن و حدیث کے علم اور اس پر عامل ہونے کا دعویدار ہے، حالانکہ اہل علم و عمل اور اہل عرفان سے اس کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ فرقہ ”ان علوم آلیہ“ سے جاہل ہے جن کی واقفیت طالب حدیث کے لیے اس فن کی تکمیل میں نہایت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ فرقہ ان ”علوم عالیہ“ سے بھی جاہل ہے جن کے بغیر طریق سنت پر چلنے کی کوئی گنجائش نہیں، مثلاً صرف، نحو، لغت، معانی اور بیان، چہ جائیکہ دوسرے کمالات ان میں پائے جائیں..... اسی لیے تم ان لوگوں کو دیکھو گے کہ یہ محض الفاظ حدیث کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں اور حدیث شریف کے فہم اور اس کے معانی و مفاہیم میں غور و خوض کی طرف توجہ نہیں کرتے، ان کا گمان ہے کہ محض الفاظ کا نقل کر لینا ہی کافی ہے حالانکہ یہ خیال حقیقت سے دور ہے کیوں کہ حدیث سے مقصود تو حدیث کی فہم اور اس کے معانی میں غور و فکر کرنا ہے، نہ کہ صرف الفاظ حدیث کی نقل پر اکتفا کر لینا، پس سب سے پہلے تو حدیث میں اس کا سننا ہے پھر اس کو زبانی یاد رکھنا ہے، پھر اس کو سمجھنا ہے، پھر اس پر عمل کرنا ہے پھر اس کی نشر و اشاعت ہے اور ان لوگوں نے فقط حدیث کے سن لینے اور اس کی نشر و اشاعت پر اکتفا کر لیا ہے حدیث کے یاد کرنے اور سمجھنے کے بغیر حالانکہ اس پر اکتفا و اختصار کر لینے کا کوئی فائدہ نہیں پس حدیث اس زمانہ میں بچوں کا پڑھنا پڑھانا رہ گیا ہے نہ کہ اصحاب یقین کا وہ اپنی غفلتوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

امام غزالیؒ نے حضرت ابوسفیان سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ زائد بن احمدؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو سب سے پہلی حدیث جو ان سے سنی وہ حضور ﷺ کا ارشاد تھا کہ ”آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے ہے، اس کا بے کار کاموں کو چھوڑ دینا“۔ آپ (یہ حدیث سن کر) کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھے یہی حدیث کافی ہے۔ جب میں اس سے فارغ ہوں گا تو دوسری حدیث سنوں گا، عقل مند لوگوں کا سماع ایسا ہوتا تھا، رہے یہ جاہل (غیر مقلد، ناقل) تو ان کا حدیث کے ساتھ بڑے سے بڑا سلوک فقط یہ ہے کہ یہ لوگ چند ایسے مسائل کو اختیار کر لیتے ہیں جو عبادات کے اندر مجتہدین اور محدثین کے مابین اختلافی ہیں معاملات سے متعلق مسائل جو کہ روزمرہ پیش آتے ہیں ان سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔

اور ان کا سارے کا سارا اتباع حدیث فقط یہ ہے کہ یہ اس خلاف کو نقل کرتے رہتے ہیں جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے درمیان عبادات کے اندر واقع ہوا ہے نہ کہ اعتقادات کے اندر، اسی لیے یہ لوگ اس باب میں ائمہ حدیث کی جانچ پرکھ سے بے بہرہ اور معاملات کے بارے میں حدیث کی سمجھ بوجھ سے ناواقف ہیں، ایسے ہی سنن اور اصحاب سنن کے اسلوب اور طریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلہ کے استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں ہیں، اور انہیں اس کی توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ پر اور سنت کی اتباع کے بجائے شیطانی ہتھکنڈوں پر اکتفا کرتے ہیں اور پھر اس کے عین دین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ اس بات پر خوش ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور یہ ان میں سے ہر ایک کی عادت ہے، امیر ہو یا غریب، تندرست ہو یا بیمار، میں نے ان کو بارہا آزمایا لیکن میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ جسے صالحین کے طریقہ پر چلنے کی کوئی رغبت ہو یا

وہ اہل ایمان کی سیرت کے مطابق چلتا ہو بلکہ میں نے ان میں سے ہر ایک کو کمینی دنیا میں منہمک، اور اس کے ردی ساز و سامان میں مستغرق، جاہ و مال کو جمع کرنے والا، حلال و حرام کی تمیز کے بغیر مال کی لالچ رکھنے والا پایا، اسلام کی مٹھاس سے خالی الذہن، اور عام مسلمانوں کی نسبت شریر کمینے لوگوں کی طرح بہت سنگ دل پایا۔ شعر

میں نے انہیں ڈھیل دی پھر میں نے ان کے متعلق

غور و فکر کیا تو مجھ پر روشن ہوا کہ ان میں کوئی فلاح نہیں ہے

اور وہ قوم فلاح پائے بھی کیسے جس کا قول فعل کے اور فعل قول کے مخالف ہو باتیں تو ”خیر البریہ“ ﷺ کی کرتے ہیں لیکن خود ”شر البریہ“ مخلوق میں سے سب سے بدتر ہیں۔ (۱)

نواب صاحب چند سطروں بعد فرماتے ہیں:

”بخدا یہ امر انتہائی تعجب و تحیر کا باعث ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خالص موحد گردانتے ہیں اور اپنے ماسوی سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ خود انتہائی متعصب اور دین میں غلو کرنے والے ہیں..... مقصود یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کا دیکھنا آنکھوں کی چھن اور گلوں کی گھٹن، جانوں کے کرب اور دکھ، روحوں کے بخار، سینوں کے غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے اگر تم ان سے انصاف کی بات کرو تو ان کی طبیعتیں انصاف قبول نہیں کریں گی۔“ (۲)

یہ طویل ترین اقتباس نواب صاحب کی کتاب ”الحطۃ فی ذکر الصحاح الستہ“ سے لیا گیا ہے جو عربی میں ہے طوالت کے خوف سے اصل عربی عبارت نہیں لکھی گئی صرف اس کے ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، اصل عربی کتاب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ نواب صاحب ان لوگوں کے کردار سے کس قدر پریشان تھے، نواب صاحب نے ان سے تنگ آ کر لوگوں کے سامنے ان کا کچا چھٹا کھول دیا اور اپنے انتہائی کرب و بے چینی کا اظہار کر دیا۔

قارئین محترم! یہ تو نواب صاحب کے زمانہ میں پیدا ہونے والے غیر مقلدین کا حال تھا اس سے اندازہ کیجیے کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین کا کیا حال ہوگا؟

مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی ارشاد فرماتے ہیں

”ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے پر ہیں، جو حدیثیں کہ سلف و خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردوکہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں۔

اور ان پر اپنے بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا وکلا، اللہ کی قسم! یہی لوگ ہیں جو شریعتِ نبویہ (کی حد بندی) کے نشان کو گراتے ہیں اور ملتِ حنیفیہ کی بنیادوں کو کھنہ کرتے ہیں اور سنتِ مصطفویہ کے نشانوں کے مٹاتے ہیں احادیثِ مرفوعہ کو چھوڑے ہوئے ہیں اور متصل الاسناد آثار کو پھینکے ہوئے ہیں اور ان کے دفع کرنے لیے وہ حیلہ بناتے ہیں کہ جن کے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مومن کا سراٹھاتا ہے۔“ الخ (۱)

نواب وحید الزماں صاحب رقم طراز ہیں

”غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی

آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر لغت کے ذریعے اپنی من مانی کی کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے، فرقہ اہل حدیث بعضے عوام اہل حدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہل حدیث کے ہونے کے لیے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افتراء سے باک نہیں کرتے، ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔“ (۱)

مولوی عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں

”آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھیے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں جو بد نام کنندہ نکو نامے چند ہیں یا برعکس نہند نام زنگی کافور کے مترادف ہیں۔“ (۲)

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کے نواب صاحبان اور دیگر علماء کے حوالے ملاحظہ فرمائے، غور کیجیے کہ وہ غیر مقلدین کے رویہ سے کس قدر نالاں ہیں اور اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کو حدیث سے سوائے متنازع مسائل کے کوئی مس نہیں۔ یہ لوگ صرف اپنے آپ کو مسلمان اور موحد سمجھتے ہیں اور اپنے ماسوا باقی سب کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔

باب ششم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کا مقصد

احیاءِ سنت یا افتراقِ امت

ترک سنت مؤکدہ پر کوئی مواخذہ نہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سے سوال ہوا:

”کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ترک کر دے تو خدا کے

پاس اس ترک سنت کا کیا مواخذہ ہوگا؟“

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے جواب دیا:

”سنتوں کی وضع رفع درجات کے لیے ہے ترک سنن سے رفع درجات میں کمی رہتی

ہے مواخذہ نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔“ (۱)

اب جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالستار صاحب کے چند فتاویٰ بھی ملاحظہ فرما

لیں۔

قبلہ رخ پاؤں کر کے سونا جائز ہے

سوال نمبر ۲۲۱: کیا قبلہ رخ پاؤں کر کے سونا جائز ہے؟ (۲)

جواب نمبر ۲۲۱: لیٹنے والے کی نیت اگر توہین کعبہ نہ ہو تو درست ہے اگر ہو تو درست نہیں

ہے، نیت درست ہو تب بھی افضل و بہتر مسنون طریقہ یہی ہے کہ قبلہ کی طرف منہ شمال کی

جانب سر ہو جنوب کی جانب پیر ہوں جس طرح مردہ کو قبر میں لٹایا جاتا ہے، اگر اس کے

خلاف لیٹے گا تو مسنون نہیں جائز ہے۔“ (۳)

نوافل و سنن صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں

سوال (۳) ”سنا ہے کہ آپ (مفتی عبدالستار) اور آپ کے طلبہ نماز کی سنتوں کو

ضروری نہ سمجھ کر نہیں پڑھتے کیا یہ صحیح ہے؟ اور کیا حقیقتاً سنتیں نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؟
فقط والسلام آپ کا مخلص عبداللہ عفی عنہ صفر ۱۳۸۲ھ۔

جواب (۳): میں یا میرے طلبہ سنتوں کو سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں فرض یا واجب نہیں جانتے، کوئی شخص کسی وجہ سے سنتیں نہ پڑھے تو ثواب سے محروم ہوگا، کافر یا گنہگار نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی اور ایک نجدی شخص کو تو حید، نماز، روزہ، زکوٰۃ فرض کی ادائیگی پر حرج اور جنتی فرمایا تھا، نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم کو جو فرض نماز پڑھ کر کتاب و سنت کے درس دینے میں مصروف ہو جاتا ہے عابد پر فضیلت دی ہے۔

فقط ابو محمد عبدالستار امام جماعت غرباء اہل حدیث کثر اللہ سوادہم مورخہ ۳ صفر ۱۳۸۲ھ^(۱)
سوال (۴): نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر کی سنتیں کبھی ترک کی ہیں؟ نوافل و سنت کے ترک پر گناہ تو نہیں؟

جواب (۴): نوافل و سنن صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں۔ (۲)

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”والسنة ان تكون السورة بعد الفاتحة وبعد آمين ويقرأ على ترتيب

المصحف ولو خالف جاز وصح بلا كراهة“ (۳)

اور سنت یہ ہے کہ (ملائی جانے والی) سورۃ، سورۃ فاتحہ اور آمین کے بعد ہو اور (باقی سورتوں میں بھی) قرآن کی ترتیب کے مطابق پڑھے۔ اگر ترتیب کے خلاف پڑھا تو بھی جائز اور بلا کراہت صحیح ہے۔

نماز سے ہٹ کر دیگر سنتوں کے متعلق غیر مقلدین کے اکابر کا طرز عمل بھی ملاحظہ

(۱) فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۴۵-۴۹ (۲) فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۳۵ (۳) نزل الابرار ص ۸۳ بحوالہ اظہار
التسین، ص ۲۸

فرماتے چلیں۔ میاں نذیر حسین صاحب کے ایک شاگرد مولوی سلامت اللہ جیراچپوری صاحب کے صاحب زادے اسلم جیراچپوری صاحب لکھتے ہیں۔

پچاس ہزار اشرفی حق مہر

”ان (مولوی بشیر احمد سہوانی شاگرد میاں نذیر حسین صاحب، ناقل) کی بیٹی کو بیاہنے کے لیے سہوان کے ایک معزز اور دولت مند رئیس آئے۔ جماعت اہل حدیث میں اس شادی کی بڑھی دھوم تھی۔ میں بھی والد صاحب کے ساتھ مدارالمہام صاحب کی مسجد میں گیا جہاں نکاح تھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ مہر پچاس ہزار اشرفی حق مہر مقرر کیا گیا۔ واپسی پر جب ہم سوار ہوئے تو میں نے والد سے کہا کہ اس قدر مہر تو سنت کے خلاف ہے، ہماری مسجد کے مؤذن حاجی نعمت اللہ پر تاب گڑھی بھی ساتھ تھے جنہوں نے اجودھیا کے جہاد میں مولوی امیر علی کا ساتھ دیا تھا، متقی، مجاہد اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرنے والے، میری بات سن کر بولے کہ!

’مولویوں کا حال مجھ سے سنو! یہی مولوی محمد بشیر اور قاضی شیخ محمد اور فلاں فلاں ہماری مسجد میں ایک دن بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے، مسئلہ یہ طے ہوا کہ خانہ خدا میں سوائے اللہ کے کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ اسی درمیان میں نواب صدیق حسن خان آ گئے جو اس وقت شیش محل میں رہتے تھے اور جماعت اسی مسجد میں پڑھتے تھے۔ یہ سارے مولوی ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے گئے، صرف میں بیٹھا ہوا تھا اور ہنس رہا تھا۔‘

نواب صاحب نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے سارا قصہ سنایا وہ بھی ہنس پڑے۔ یہ مولوی ہم کو تو حدیث سناتے ہیں کہ ان اعظم النکاح بركة ایسرہ مؤنة۔ (۱) جس عورت کا مہر کم ہو وہ برکت والی ہوتی ہے اور خود اپنی بیٹیوں کا مہر بندھواتے ہیں پچاس

ہزار دینار سرخ“۔ (۲)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے یہاں متفق علیہ اور مؤکدہ سنتوں کی ادائیگی ضروری ہے اور نہ ان کے چھوڑنے پر کوئی گناہ ہے بلکہ سنت سے ہٹا ہوا عمل بلا کراہت صحیح ہے مکروہ بھی نہیں۔ لیکن آمین بالجہر، رفع یدین وغیرہ جن کے مستحب ہونے میں بھی امت کا اختلاف ہے، وہ ان کے یہاں اس قدر ضروری ہیں کہ ان پر عمل کیے بغیر نہ کسی کی نماز صحیح ہے اور نہ کوئی ان کے بغیر محمدی بن سکتا ہے، ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ احیاء سنت میں مخلص نہیں اور نہ ان کا مقصد احیاء سنت ہے، ان کا مطمح نظر فقط اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے اور ہر اس کام کا الٹ کرنا ہے جو اہل السنۃ کا معمول ہے۔

مقصد تاسیس جماعت غرباء اہل حدیث

پروفیسر محمد مبارک غیر مقلدین کی ایک ذیلی جماعت، جماعت غرباء اہل حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی، صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ مولوی عبدالوہاب ملتانی صاحب نے اپنے امام ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔“ (۱)

فرقہ اہل حدیث کا ناقص علم

میرابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

”جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں

اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز تجویز کے تحت انگریزی پالیسی ”ڈیوائڈ اینڈ رول لٹاؤ اور حکومت کرو، تفرقہ ڈالو اور فتح کرو“ سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔“ (۱)

جھوٹے، مبتدعین اور مخالفین سلف صالحین اہل حدیث

قاضی عبدالاحد صاحب خان پوری تحریر فرماتے ہیں:

”اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں روافض کے خلیفہ اور وارث ہوئے ہیں کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل تشیع کے.....“

مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسینؑ کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلائیں کچھ پرواہ نہیں اسی طرح ان جاہل بدعتی کا زب اہل حدیثوں میں ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہؒ کی جن کی امامت فی الفقہ

اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بدعتی اور الحاد اور زندقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجیں بھی نہیں ہوتے اگرچہ علماء اور فقہاء اہل السنۃ ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے سبحان اللہ، ما اشبه الیلۃ بالبارحۃ، اور سرّ اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب و عقائد اہل السنۃ والجماعۃ سے نکل کر اتباع سلف سے متنفر ہو گئے ہیں فافہم و تدبر۔“ (۱)

ماہانہ مجلہ ”اہل حدیث دہلی“ کے ایڈیٹر حکیم اجمل خان (یہ وہ حکیم اجمل خان نہیں جو خاندان شریفی کے مشہور و معروف حکیم و طبیب ہیں) اپنی جماعت کی کاروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فی الوقت ہماری جمعیت، مسلک کی دعوت و تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ روپیہ، اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، عوام کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے اور مسلک و جماعت کے نام اور منصب سے بلیک میل کیا جا رہا ہے، جس شخص کے پاس جمعیت کا عہدہ و منصب ہو وہ پہلے اس کے ذریعہ عرب دنیا میں چمکتا ہے پھر اپنے کاروبار کو وسیع کرتا ہے کیونکہ اس منصب کے ذریعہ ویزا اور عرب شیوخ تک رسائی بہر حال آسان ہو جاتی ہے اس لیے ان عہدوں پر دوبارہ آنے اور ہمیشہ برقرار رہنے کی کوشش کی جا رہی ہے جیسا کہ حالیہ جماعتی انتخابات کے نظارے سامنے آئے ہیں لوگوں نے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے، آبروریزی کرنے، دھاندلی مچانے لاقانونیت اور شرعی تقاضوں کو پامال کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سب سے بڑی دھاندلی اور لاقانونیت مرکزی جمعیت کے ناظم صاحب کی طرف سے ہو رہی

ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے عہدہ پر دوبارہ آنے کے لیے بے چین ہیں اور اس کے لیے جوڑ توڑ دھاندلیاں کر رہے ہیں۔“ (۱)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

”دہلی کا حال اس سے بھی زیادہ خراب، یہاں جمیعت کے کارکنان کو ہنگامہ آرائی اور دینی جماعت کے ماحول کو پراگندہ کرنے، پارٹی بازی پھیلانے کے لیے استعمال کیا گیا۔“ (۲)

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد کے کارنامے

جماعت غرباء اہل حدیث کے دوسرے امام عبدالستار صاحب نے جماعت غرباء اہل حدیث کے اجلاس دہلی ۱۳۵۳ھ میں ایک خطبہ امارت پیش کیا تھا جس میں چودھویں صدی کے اپنے مجدد کی خدمات ذکر کی تھیں، کچھ خدمات آپ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

”چودھویں صدی کے مجدد اعظم کی اہم ترین اسلامی خدمات، جناب حافظ کلام رب العالمین رئیس المحدثین امام زمانہ وحید دہرہ مولانا الحاج ابو محمد عبد الوہاب رضی اللہ عنہ حامی توحید و ماحی الشرک محی السنۃ قاصد المبدعۃ اپنے زمانے کے بخاری نے اپنے استاد شیخ الہند میاں صاحب مرحوم سے تحصیل علم کے بعد ۱۳۰۰ھ میں مدرسہ دارالکتب والسنۃ کی بنیاد شہر دہلی میں قائم کر کے خالص درس قرآن و حدیث شروع کیا اور دیگر علوم آلیہ و عقلیہ و فلسفہ فقہ مروجہ وغیرہ کے ڈھول کا پول کھولنا شروع کیا اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے ان

پر عمل عقیدہ رکھنا رکھنا سخت جرم بتایا اور بیان فرمایا کہ کتب فقہ مروجہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں، کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے ان پر عمل کرنا محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے“ (۱) مزید لکھتے ہیں:

”بعد نماز علی الصباح کلام مجید کا ترجمہ ہوتا ہے، قرآن کھل جاتے ہیں۔ کشن گنج کے تمام اہل حدیث بوڑھوں سے لے کر جوانوں اور شعور دار بچے تک ترجمہ پڑھتے ہیں۔ مولانا ممدوح ترجمہ میں وہ عام فہم دقائق بیان فرماتے ہیں اور شرک و بدعت کی وہ چٹھاڑ کرتے ہیں اور شخصی تقلید ناسدید کا وہ کھوج کھودتے ہیں اور فقہ کے خراب اور گندے مسائل کی جو قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہیں وہ مٹی خراب کرتے ہیں کہ باید و شاید اور بے تحاشا سامعین کی زبان سے سبحان اللہ اور بارک اللہ نکلتا ہے“۔ (۲)

احناف کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی وجہ

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبدالغفار سلفی حنفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں:

”اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کی اقتداء میں بہتر نہیں۔ اگر سنت اور صحیح مسلک کی اشاعت کی خاطر احناف کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقہ کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقہ کے مطابق آمین رفع یدین سے پڑھیں گے، مقلدین کو متبعین سنت کی نماز کا علم ہوگا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے

آمین کیوں کہی، رفع یدین کیوں کیا آپ ان کو جواب دیں گے، سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہوگا۔ اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔ اگر اس پوری کاروائی کی ہمت و جرأت نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ الگ کوشش کریں اور تا قیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں۔“ (۱)

ایک غیر مقلد واعظ کا کرتوت

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

”بہوانی کے جس محلہ میں میرا قیام تھا اس میں اکثر اہل حدیث ہی آباد تھے۔ میں اکثر عشاء کی نماز کے بعد ان کے ساتھ ہی مسجد سے واپس آیا کرتا تھا۔ ایک روز ایک واعظ صاحب مغرب کی نماز میں شامل ہوئے اور سجدے میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کرتے تھے۔ شاید بے خبری کی وجہ سے یا ان کا مسلک ہوگا، نماز کے بعد انہوں نے وعظ بھی فرمایا، جس میں انہوں نے احناف کی تردید فرمائی تو میں نے عرض کی کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں اپنے مسلک کا بیان کافی ہوتا ہے، خیر جو کچھ مقدر تھا ان کی خدمت ہوئی، پھر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ہم گھروں کو واپس حسب معمول مل کر جا رہے تھے کہ راستہ میں دیوبندی احناف کی مسجد میں وعظ ہو رہا تھا، ہم بھی بیٹھ گئے تو وہی مولوی صاحب مسلک اہل حدیث کی تردید فرما رہے ہیں۔ میں نے وعظ کے بعد ان سے عرض کی ہماری مسجد میں آپ نے ان کا رد فرمایا، جس سے میں نے آپ کو روکا بھی تھا اور اب ان کی مسجد میں آپ نے ہمارا رد فرمایا۔ آپ کا خود اپنا مسلک کیا ہے؟

جس پر سب احناف ان کے مخالف ہو گئے کہ یہ لوگ ہمیں لڑا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ یہاں پر ان کی کوئی امداد نہیں ہوگی اور کہ ان کو شام کا دیا ہوا بھی ان سے واپس لے لیا۔ (۱)

www.ownislam.com

باب ہفتم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے مسائل

بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز

”پس اس حدیث سے جواز سجدہ تلاوت بے وضو کیے ثابت ہوتا ہے۔“ (۱)

جماع کے بعد بغیر غسل نماز جائز

”جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست

ہے۔“ (۲)

پگڑی پر مسح جائز

”کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر۔“ (۳)

وضو میں پاؤں پر مسح فرض

”وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے۔“ (۴)

مسجد میں محراب بنانا بدعت ہے

سوال (۷۰):

زید کہتا ہے کہ مسجد میں محراب بنانا جائز ہے اور عمر و کہتا ہے کہ جائز ہے۔ جواب طلب

امریہ ہے کہ قولین میں کون سا قول صحیح اور قابل قبول ہے؟

(عبدالودود، قصبہ جمالو)

جواب: بے شک مساجد میں محراب مروجہ کا بنانا جائز اور بدعت ہے۔ (۵)

(۱) فقہ محمدیہ کلاں، ص ۹۷ (۲) ہدایت قلوب قاسیہ، ص ۳۶ (۳) فتح المغیث، ص ۶

(۴) فتاویٰ ابراہیمیہ، مطبوعہ آلہ آباد، ص ۲ (۵) فتاویٰ ستاریہ جلد اول ص ۶۳

مرغ کی قربانی جائز ہے

سوال (۲۹۰):

معروض آنکہ زمانہ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس وجہ سے امسال قربانی کا جانور بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے۔ بندہ نے سنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ میں یہ مضمون نکل چکا ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔ فرمان نبوی ”الذین یُسْرُ“ اور فرمان الہی ”مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ“ کے عموم کے ماتحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں تو بندہ کی تحقیق کرا دیں۔

(از مولوی محمد ضلع فیروز پور)

جواب: شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

حنفی والدین کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے

سوال (۳۵۴):

اگر نام کا حنفی باپ ہو یا ماں ہی کیوں نہ ہو، ان کی دنیاوی خدمت بجالانی کیسی ہے اور ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ مخالف اسلام ہونے کی وجہ سے دل تو ان کی خدمت کو بھی نہیں چاہتا۔

جواب: والدین کی دنیاوی امور میں اطاعت و خدمت کرنی چاہیے۔ لقولہ تعالیٰ ”وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا“ (الایۃ) اور اگر بے نماز مشرک ہیں تو نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ (۲)

اونٹ، گائے، بکری کا پیشاب حلال

سوال: اونٹ کا پیشاب پینا مریض کے لیے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے۔ کیسے جائز ہوا؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کی حالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں۔ کیا باعث اعتراض نہیں ہے؟

جواب: حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز آیا ہے، جس کو نفرت ہو وہ نہ پیئے، لیکن حلت کا اعتقاد رکھے۔ ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے۔ ”لا بأس ببول ما يؤكل لحمه“۔ (۱)

بجوحلال ہے

سوال (۲۷۷):

ایک شخص بنام منشی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بجو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے، وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کا کھانا حلال نہیں، ہاں شکار جائز ہے اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

(سائل حاجی محمد صاحب بہاولپوری)

جواب: منشی کا قول صحیح ہے اور موافق حدیث رسول ﷺ ہے۔ بجو گو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔ (۲)

کچھوا، کوکرا اور گھونگا حلال ہے

سوال: کچھوا، کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟ از روئے قرآن و حدیث جواب ہو۔
جواب: قرآن و حدیث میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے ”ذرونی ما ترکتم“ جب تک شرع بند نہ کرے تم سوال نہ کیا کرو۔ ان تینوں سے شرع شریف نے بند (منع) نہیں کیا، لہذا حلال ہیں۔ (۱)

اپنی مزنیہ سے پیدا ہونے والی بچی سے، خواہ وہ اپنے

نطفہ سے ہونکا جائز ہے

غیر مقلد حضرات نہ صرف محقق بن کرائمہ مجتہدین کے مقام پر سینہ زوری سے فائز ہونا چاہتے ہیں بلکہ اندرون خانہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بھی خود ہی سنبھال کر حلال و حرام قرار دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ اناڑی کاریگروں کی طرح اس میدان میں بھی ان حضرات نے اپنی تحقیق کے خوب ہی گل کھلائے اور مضحکہ خیز فتوے داغے ہیں، چنانچہ نواب آف بھوپال، مولوی صدیق حسن خاں قنوجی کے فرزند مولوی نور الحسن خاں نے اپنے ہی نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”و نیست وجہ از برائے منع نکاح با دختریکہ این کس باما درش زنا کہ وہ زیرا کہ تحریم محارم محرّمات بشرع است و شرع بتحریم بنت شرعی آمدہ و ایس دختر بنت شرعی نیست تا داخل باشد زیر قولہ تعالیٰ ”وَبَنَاتُکُمْ“ و نتوان گفت کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بماء اوست زیرا کہ این طوق اگر

بشرع است پس باطل است و اگر مراد آنست کہ غیر شرعی است پس مضر
مانیست چہ اگرچہ مخلوق از آب او ست لیکن این آب نہ آہے است کہ بدان
طوق نسب ثابت شدہ بلکہ آہے است کہ صاحب اور اجز حجر حاصل دیگر
نیست۔“ (۱)

اس بیٹی سے ممانعت نکاح کی کوئی وجہ نہیں جس کی ماں سے اس شخص نے زنا کیا ہو،
کیونکہ محرمات کا ذی محرم کے لیے حرام ہونا شرع سے ہے اور شریعت میں شرعی بیٹی کی
حرمت آئی ہے جب کہ مذکورہ لڑکی شرعی بیٹی نہیں ہے کہ حکم ربانی ’تمہاری بیٹیاں تمہارے
لیے حرام ہیں‘ کے حکم میں داخل ٹھہرے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ بیٹی کا نام اس کے مخلوقہ پانی
کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ (بیٹی کہنا) اگر اسے شرع قرار دیں تو باطل ہے اور اگر اس سے مراد
یہ ہے کہ (بیٹی ہونا) غیر شرعی ہے، تو یہ بات ہمارے لیے مضر نہیں ہے کیونکہ اگرچہ یہ لڑکی
اس کے نطفے سے پیدا ہوئی ہے، لیکن یہ نطفہ وہ نطفہ نہیں ہے جس سے نسب ثابت ہو جائے
بلکہ ایسا نطفہ ہے جس سے پتھر کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔

اب عالی جناب مولوی وحید الزمان خاں صاحب حیدر آبادی کی تحقیق انیق ملاحظہ ہو:
”وَلَوْ زَنَا بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لَهَا أُمُّهَا وَبَنَتُهَا“ (۲)

اور اگر کسی عورت سے زنا کیا تو اس آدمی کے لیے مذکورہ عورت کی ماں اور بیٹی جائز
ہے۔

یہی حیدر آبادی صاحب غیر مقلدین کے لیے مزید گنجائش یوں پیدا فرماتے ہیں:

”ولو جامع احد زوجة ابیه سواء كان بالغا او غیر بالغ صغیرا او مراہقا

لم تحرم علی ابیه لما قدمنا ان حرمة المصاهرة لا تثبت بالنزنا“ (۳)

اگر کسی نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کی، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، چھوٹا ہو یا قریب البلوغ، اس کے باپ پر وہ عورت حرام نہیں ہوگی، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

مزید لکھتے ہیں:

”و کذلک لو جامع زوجة ابنه لا تحرم علی ابنه“ (۱)

اسی طرح اگر کسی نے اپنے بیٹے کی زوجہ سے جماع کیا تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوگی۔

غیر مقلدانہ مذہب کیا ہوا، عیاشی کے مفت پر مٹ تقسیم کرنے والوں کی منڈی ہوگئی۔ اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز، بہو سے زنا کیا تو وہ لڑکے پر حرام نہ ہوئی، لڑکے نے باپ سے بدلہ لیا اور سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام نہیں ہوئی، جس سے زنا کیا اس کی ماں اور بیٹی سے نکاح حلال۔ سارے مزے وہابیوں کے گھر میں جمع ہو گئے۔ خیر یہ چھوٹے میاؤں کے فتوے تھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بڑے میاں اور ان کے شیخ الکمل مولوی نذیر حسین دہلوی کی مہر تصدیق دکھادی جائے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے باغوائے نفس امارہ ایک عورت سے زنا کیا، بعد اس کے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور بعد نکاح کے بھی دونوں سے وطی کی، تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟ بر تقدیر عدم جواز صورت نباہ کی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

جواب: نکاح مذکور درست ہوا، اس لیے کہ یہ عورت ان عورتوں میں سے نہیں جن سے

نکاح حرام ہے۔“ (۱)

متعہ کرنا جائز ہے

”و كذلك بعض اصحابنا في نكاح المتعة فجوزوها لانه كان ثابتا جائزا في الشريعة كما ذكره في كتابه فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن قراءة ابی بن کعب و ابن مسعود فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى يدل صراحة على اباحة المتعة فالاباحة قطعية لكونه قد وقع الاجماع عليه والتحريم ظنی“۔ (۲)

اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب (غیر مقلد علماء) نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ شریعت سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن۔ اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءۃ فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى متعہ کی اباحت پر صراحۃ دلالت کرتی ہے۔ پس (متعہ کی) اباحت قطعی ہے کیونکہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور اس کی تحریم ظنی ہے۔

مشت زنی جائز بلکہ واجب ہے

ان محققین نے گھر کے اندر اور باہر عیاشی کے پرمٹ تقسیم فرما دیے اور خالص زنا پر اباحت و جواز کی شرعی مہریں لگا دیں۔ بعدہ خیال آیا ہوگا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ گھر میں کسی سے زنا کر سکیں نہ متعہ کی استطاعت رکھتے ہوں، ان کی سہولت کے پیش نظر مشت زنی کو مباح بلکہ واجب تک قرار دے دیا گیا، تاکہ فرقہ اہل حدیث کی شریعت کی بہتی

گنگا میں وہ بھی ہاتھ دھولیں اور محروم نہ رہیں۔ چنانچہ سبق پڑھایا ہے:

”بالجملة استنزال منی بکف و بچیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است و لاسیما چوں فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالہ نظر باز نیست باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے واجب گردد۔“ (۱)

الغرض منی کا ہاتھ سے یا جمادات کی قسم سے کسی چیز کے ساتھ خارج کر دینا بوقت ضرورت مباح ہے، خاص طور پر جب فاعل کو فتنہ یا معصیت میں پڑنے کا خطرہ ہو کہ اس کی نگاہ نے اسے مجبور کر دیا ہو تو ایسے موقع پر (مشت زنی) مباح ہے بلکہ کسی وقت واجب بھی ہو جاتی ہے۔

موصوف نے اسی کتاب میں دوسرے مقام پر اس کا رد و لائق صد نفیرین حرکت کو خوف خدا اور خطرہ روز جزا سے عاری ہو کر صحابہ کرامؓ کی جانب منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے:

”بعض اہل علم نقل این استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کردہ اند و در مثل این کار حرجے نیست بلکہ ہمچو استخراج دیگر فضلات موزیہ بدن است۔“ (۲)

بعض اہل علم نے تو صحابہ کرام سے بھی اس عمل کو جب کہ وہ اپنی بیویوں سے دور رہتے تھے نقل کیا ہے۔ غرض اس طرح کے کام میں کوئی حرج نہیں بلکہ ہاتھ سے منی نکالنا ایسا ہی ہے جیسے بدن سے دوسرے فضلات کو نکالا جائے۔

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا، عورتوں کے ساتھ غیر فطری عمل، شطرنج کھیلنا، گانا بجانا اور مجلس میلاد جائز ہے

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

”ولا يجوز الانكار على امور مختلفة فيها بين العلماء كغسل الرجل ومسحه في الوضوء والتوسل بالاموات في الدعاء والدعاء من الله عند قبور الاولياء والانباء وارسال اليدين في الصلوة ووطي الزوج والاماء في الدبر والمتعة والجمع بين الصلوتين واللعب بالشطرنج والغناء والمزامير والفاطحة المرسومة او مجلس الميلاد وهو المنقول عن امامنا احمد بن حنبل.“ (۱)

ان امور کا جو علماء کے مابین مختلف فیہ ہیں انکار کرنا جائز نہیں ہے مثلاً وضو میں پاؤں کا دھونا یا اس پر مسح کرنا، دعائیں مردوں کا وسیلہ پکڑنا، انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے پاس دعا کرنا، نماز میں قیام کی حالت میں دونوں ہاتھ کا چھوڑے رکھنا، بیویوں یا باندیوں سے وطی فی الدبر کرنا، متعہ کرنا، دو نمازوں کو جمع کرنا، شطرنج کھیلنا، گانا بجانا، اور مروجہ فاتحہ و نیاز اور میلاد کی مجلس منعقد کرنا۔ اور یہی بات ہمارے امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے۔

مذہبی آزادی

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

و كذلك لا بأس بتتبع الرخص واختيار قول اهل المدينة في الغناء

واختیار قول اہل الکوفۃ فی النبیز واختیار قول اہل مکۃ فی المتعۃ اذا اجتہد واعرف ان الحق معهم او قلد احدهما منهم۔ ومنع الشیخ ابن القیم تحکم بحث لا دلیل علیہ۔ (۱)

اسی طرح اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ آدمی رخصتوں کے پیچھے لگا رہے اور گانے کے سلسلہ میں اہل مدینہ کا قول اختیار کرے، نبیز کے سلسلہ میں کوفہ والوں کا قول لے لے اور متعہ کے سلسلہ میں اہل مکہ کے قول پر عمل کر لے۔ البتہ پہلے وہ اجتہاد کر لے اور یہ جان لے کہ حق انہی کے ساتھ ہے، اور ان لوگوں میں کسی کی تقلید کرے۔ باقی رہا شیخ ابن قیم کا اس سے منع کرنا تو یہ ان کی نرمی زبردستی ہے اور بلا دلیل بات ہے۔

آدمی بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھ سکتا ہے

نواب نور الحسن خاں بن نواب صدیق الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”وغیلان بن ثقفی نزد قبول اسلام دہ زن نزد خود داشت آنحضرت او را امر کرد باختیار چہار زن از آنها۔ وایں را اگرچہ ابن حبان و حاکم تصحیح کردہ اند مگر بخاری و ابو زرعه و ابو حاتم اعلانہ نمودہ، وابن عبد البر گفتہ کلہا معلولہ، واعلہ غیرہ من الحفاظ، پس چنانکہ باید و شاید متہض از برائے استدلال بر منع زیادت براربع نشود۔

وآیہ کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع بہ محاورہ عرب وائمه لغت مفید جواز نکاح دو دو و سہ سہ و چہار چہار و یک بارست۔ ودر آں تعرضے از برائے مقدار عدد زنان نیست۔“

غیلان بن ثقفی نے جب اسلام قبول کیا تھا تو ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ان دس میں سے صرف چار کو اپنے لیے پسند کر لیں۔ اس حدیث کی اگرچہ ابن حبان اور حاکم نے تصحیح کی ہے، مگر امام بخاری، ابوزرعہ اور ابو حاتم نے اس کو نہیں لیا اور ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اس کی ساری سندیں معلول ہیں اور دیگر حفاظ حدیث نے بھی اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث اس لائق نہیں ہے کہ اس کو چار عورت سے زیادہ بیک وقت شادی نہ کرنے کے سلسلہ میں بطور دلیل پیش کیا جائے۔

اور آیت کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع کا مطلب محاورہ عرب اور ائمہ لغت کے مطابق یہ ہے کہ ایک بار میں دودو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے شادی کی جاسکتی ہے، اس میں عورتوں کی مقدار سے کوئی تعرض نہیں ہے۔

(کہ صرف چار عورتوں سے بیک وقت شادی کی جاسکتی ہے زیادہ سے نہیں)۔

پھر آگے مزید لکھتے ہیں:

”اگر کسی نقل مخالف اس معنی از ائمہ لغت و اعراب باشد مقام استفاده از روئے ست بیان تفصیل فرماید“

اگر کسی کو اس بارے میں لغت اور اعراب کے اماموں سے اس کے مخالف کوئی بات معلوم ہو تو وہ تفصیل بیان کرے کہ اس سے استفادہ کیا جائے۔

آگے لکھتے ہیں:

”وقعقة به دعوى اجماع نزد غیر مفرغ جلبه اهون و ایسر خطب ست

و چه قسم ایس اجماع بصحت خواهد رسید حالانکه ظاهر و ابن صباغ

و عمرانی و ثلثہ از محققین متاخرین بر خلاف این رفتہ اند۔“

اجماع کا شور شرابا جبکہ بھاگنے کی کوئی جگہ نہ ہو، یہ اس میدان کا سب سے آسان راستہ ہے۔ حالانکہ اس طرح کا اجماع کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ ظاہر یہ اور ابن صباغ اور عمرانی اور متاخرین میں سے محققین کی ایک جماعت اس اجماع کے خلاف ہے۔ اور پھر اپنی اس بات کو کہ بیک وقت چار سے زیادہ نکاح کرنا جائز ہے پختہ کرنے کے لیے مزید لکھتے ہیں:

”وہم قرآن کریم و رسول رحیم کہ نہ زن و زیادہ در بعض اوقات فراہم

آوردہ خلاف اجماع مذکور است۔ و دعوی خصوصیت مفتقر بدلیل۔“

نیز قرآن کریم اور رحم کھانے والے رسول ﷺ، کہ آپ کے نکاح میں نوعورتیں یا اس سے زیادہ بھی رہی ہیں اس اجماع کے خلاف ہیں اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی محتاج دلیل ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”دیکھو تم حق بات ظاہر کرنے سے بچنا مت، اور قیل وقال کے چکر میں مت پڑنا اور خاص طور پر تم کو ایسے موقع پر تو قطعاً بزدلی کا اظہار نہ کرنا چاہیے جہاں بڑے بڑے لوگ بزدل بن جاتے ہیں، اس لیے کہ قیامت کے روز تم سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ بندے کی پسند کیا تھی بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارے معبود کی پسند کیا تھی۔“ (۱)

صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال حجت نہیں

سیدمیاں نذیر حسین فرماتے ہیں:

”افعال الصحابة لا تنتهض للاحتجاج بها۔“ (۱)

صحابہ کے افعال سے حجت قائم نہیں ہو سکتی ہے۔

نواب نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”قول صحابی حجت نباشد“ (۲)

صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

”در قول صحابه حجت نیست“ (۳)

صحابہ کے اقوال حجت نہیں ہیں۔

اسی کتاب کے ص ۱۰ پر لکھتے ہیں:

”و حجت بآثار صحابه قائم نیست“

آثار صحابہ سے حجت قائم نہیں ہوتی ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

”و نه احدی را او تعالیٰ از عباد خود باین آثار متعبد ساخت۔“ (۴)

اور نہ ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام بنایا ہے۔

قارئین کرام! یہ وہی ہیں جو عوام کے سامنے چیختے رہتے ہیں ما اتکم الرسول

فخذوه، ما اتکم الرسول فخذوه اور اپنا حال یہ ہے!

کسی نے سچ کہا ہے، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور!

جوروزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اس کو

روزہ کا فدیہ دینا واجب نہیں

نواب نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”وعلیٰ کل حال در آیۃ کریمہ و علیٰ الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین دلالت بر وجوب اطعام بر تارک صوم غیر مطیق نیست و چنانکہ در کتاب و سنت دلیلے این سخن نیست، ہم چنان در غیر این ہر در حجت نیرہ تیرہم

دلیلے براں یافتہ نشود پس حق عدم وجوب اطعام است۔“ (۱)

بہر حال اس آیت کریمہ و علیٰ الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین میں فدیہ مسکین کی دلیل نہیں ہے اور جیسا کہ کتاب و سنت میں اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے اس طرح کتاب و سنت کے علاوہ میں بھی اس پر کوئی روشن دلیل نہیں ہے۔ اس لیے حق یہی ہے کہ روزہ نہ رکھنے کی صورت میں کھانا کھلانے کا کام واجب نہیں ہے۔

نماز جمعہ واجب نہیں

نواب نور الحسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

”و بر بعید المکان واجب نیست اگرچہ نداء بشنود بنا بر مزید مشقت

دواں۔“ (۲)

جس کا گھر مسجد سے فاصلہ پر ہو اگرچہ وہ اذان کی آواز سنتا ہو اس پر مشقت کی وجہ سے جمعہ واجب نہیں ہے۔

مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے۔
نواب نور الحسن خاں لکھتے ہیں:

”وازينجا دريافت شد كه دليله بر وجوب زكوة در اموال تجارت
نيست۔“ (۱)

یہیں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ تجارت کے مال میں زکوٰۃ
واجب ہوگی۔

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

ولا شيء في غيرها من الجواهر والعروض ولو كانت للتجارة . (۲)
ان کے سوا دیگر سامانوں اور جواہرات میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ تجارت کے لیے ہوں۔
نواب نور الحسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وابن منذر كه حمايت اجماع بر اينجا پيش كرده جسارت عجيب ست
واگر بگيريم پس حجت بر قوائم بحجيت اجماع خواهد بود نه بر
غيره۔“ (۳)

ابن منذر نے جو اس کے (یعنی مال تجارت میں زکوٰۃ) واجب ہونے پر اجماع سے
حمایت حاصل کی ہے یہ ان کی عجیب جسارت ہے اور اگر ہم اس کو تسلیم بھی کر لیں تو یہ ان پر
حجت ہوگی جو اجماع کی حجیت کے قائل ہیں دوسروں پر نہیں۔
یہاں نواب نور الحسن نے اجماع امت کا انکار بھی کیا ہے۔

(۲) کنز الحقائق ص ۴۵

(۱) عرف الجادی ص ۶۵

(۳) عرف الجادی ص ۶۵

رات کے وقت مردہ دفن نہیں کرنا چاہیے

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و دفن موتی در شب منہی عنہ ست۔“ (۱)

مردہ کورات میں دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بغیر وضو کے طواف

نواب نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

”و وضوء قبل از طواف ثابت نشدہ۔“ (۲)

طواف کے لیے پہلے وضو بھی کیا جائے یہ ثابت نہیں ہے۔

بغیر گواہوں کے نکاح جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”لا نکاح الا بولی و شہادی عدل اگر ثابت شود و بصحت رسد دلیل

باشد آنکہ اشہاد از شرط نکاح ست ولکن در حدیث مقال ست پس

منتہض از برائے استدلال نشود۔“ (۳)

لا نکاح الا بولی و شہادی عدل (ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں

ہے) یہ حدیث اگر ثابت ہو تو پھر تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ گواہ ٹھہرانا نکاح کی

شرط میں سے ہے۔ لیکن اس حدیث میں کلام کیا گیا ہے (جرح ہے) پس استدلال کے

لیے درست نہیں ہے۔

اذان میں حی علی خیر العمل کہنا جائز ہے

نواب نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”و شیعه در اثبات حی علی خیر العمل حد بسیار دارند تا آنکہ این تثویب را از اعظم شعارات گردانیدند و نافی آن اجتهاد در تبدیع آن دارد و از اشد حوادث می انگارد، و با آنکہ در اینجا امرهین و خطیب یسیرست چه مسئلہ اجتهادی و ظنی ست بر هیچ از منکر و مثبت نکیر نیست، و انصاف آنست کہ از وجہ صحیح مرفوع ثابت شدہ واجب القبول باشد۔“ (۱)

شیعہ ’حی علی خیر العمل‘ کے ثابت کرنے میں پورا زور صرف کرتے ہیں حتی کہ وہ اس کو اپنے مذہب کا شعار عظیم سمجھتے ہیں اور اس کا جو منکر ہے اور اس کو بدعت قرار دینے میں کوشاں رہتا ہے اور اس کو سخت قسم کی بدعت قرار دیتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مسئلہ اس اعتبار سے بہت معمولی ہے کہ یہ اجتہادی اور ظنی ہے اس لیے جو اس کا انکار کرے اس پر بھی کوئی نکیر نہیں اور اس کا جو اثبات کرے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو چیز بھی صحیح طور پر مرفوع طریق سے ثابت ہو اس کا قبول کرنا واجب ہوتا ہے۔

وضو میں ڈاڑھی کا خلال کرنا درست نہیں

نواب نور الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”واحادیث فعل تحلیل لحيۃ خالی از مقال نیست۔“ (۲)

ڈاڑھی میں خلال کرنے سے متعلق جو احادیث ہیں وہ کلام سے خالی نہیں ہیں۔

(۱) عرف الجادی ص ۲۲

(۲) عرف الجادی ص ۱۲

وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و فرض الوضوء النية والمضمضة والاستنشاق.“ (۱)

وضو میں نیت کرنا، کلی کرنا، اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہیں۔

حالت احرام میں بیوی سے ہم بستری

کر لے توجج فاسد نہیں ہوتا

مولانا نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں:

”و جماع قبل وقوف عرفہ مفسد حج نیست۔“ (۲)

وقوف عرفہ سے پہلے بیوی سے ہم بستر ہو جانا حج کو فاسد نہیں کرتا۔

پورے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی کافی

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و ایس زعم کہ شاة جزئك كس یا سه كس فقط مجزی نیست محتاج

دلیل ست۔“ (۳)

یہ گمان کرنا کہ ایک بکری صرف ایک ہی یا صرف تین آدمیوں کی طرف سے کافی ہوگی،

یہ بات محتاج دلیل ہے۔

خون اورتے سے وضو نہیں ٹوٹتا

نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں:

”ونمی شکندر از بر آمدن خون و قے۔“ (۱)

وضو خون اورتے سے نہیں ٹوٹتا۔

تراویح پر اجرت جائز

میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”سننا قرآن اور پڑھنا، اجرت کے ساتھ نماز تراویح میں جائز ہے اور ثواب ہو

گا۔“ (۲)

کافر کا ذبیحہ حلال

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و ذبیحة الکافر حلال اذ ذبح لله و ذکر اسم الله عند الذبح۔“ (۳)

اور کافر کا ذبیحہ حلال ہے جب کافر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے اور اللہ کے لیے ذبح کرے۔

ہاتھی اور خچر حلال

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

”وفی البغل و الفیل قولان۔“ (۴)

(۲) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۴۳

(۱) عرف الجادی ص ۱۴

(۴) کنز الحقائق ص ۱۸۶

(۳) کنز الحقائق ص ۱۸۲

نچراور ہاتھی میں دو قول ہیں (ایک قول کی رو سے ان کا کھانا جائز ہے)

انسانی گوشت کھانا حلال

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ومن لم يجد الا آدميا مباح الدم كحربی وزان محصن فله قتله

واكله.“ (۱)

اگر کوئی شخص کچھ کھانے کو نہیں پاتا سوائے اس آدمی کے جس کا قتل کرنا جائز ہے جیسے حربی یا وہ مسلمان جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کیا ہو تو اس بھوکے آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے قتل کرے اور اس کو کھائے۔

حرام کھانے کی کھلی چھٹی

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ومن اضطر جاز له اكل المحرم ولو الى الشبع.“ (۲)

اگر کوئی شخص مضطر اور مجبور ہو جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حرام کھائے (جیسے مردار سور، کتا وغیرہ) اور خوب آسودہ ہو کر یعنی پیٹ بھر کر بھی کھا سکتا ہے۔

بھیک مانگنے کا آسان نسخہ

نواب نور الحسن خان بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”سوم فاقه کش کہ سہ کس از مردم دانشمند تصدیق اصابت فاقہ بوئے

کند۔“ (۳)

تیسرے اس شخص کو سوال کرنا جائز ہے جس کی فاقہ کشی پر تین عاقل اور دانش مند آدمی گواہی دیں کہ وہ محتاج ہے۔

سونے چاندی کا استعمال

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حرام ست نوشیدن و خوردن در آوند هائے زر و سیم و الحاق سائر

استعمالات بدان ناتمام ست۔“ (۱)

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے مگر اس میں اور استعمالات کو شامل کرنا صحیح نہیں ہے۔

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ولا تکره الكتابة بقلم الذهب والفضة او من دواتهما۔“ (۲)

سونے چاندی کے قلم دوات سے لکھنا مکروہ نہیں ہے۔

پانی تلاش کیے بغیر تیمم کرنا جائز

نواب نور الحسن بن نواب صدیق الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و متعبر دران علم یا ظن بعدم وجود ماء ست و بحث و کشف و اخفاء

سوال و طلب مخصوص در جهات اربعه دو يك ميل یا انتظار تاخیر وقت آن

نماز معتبر نیست۔“ (۳)

تیمم کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو یقین یا گمان ہو کہ پانی نہیں ہے اس کے لیے پانی کی تلاش کی جدوجہد کرنا، لوگوں سے باصرار پانی مانگنا، ادھر ادھر چاروں طرف اس کی

جبتویاپانی کی تلاش کے لیے میل دو میل کی قید یا نماز کو پانی کی تلاش میں آخر وقت تک مؤخر کرنا، ان چیزوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

شرابی پر کوئی حد متعین نہیں

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”پس حق آنست کہ جلد شراب غیر مقدر ست بر مقدار رائے امام ست۔“ (۱)

حق یہ ہے کہ شراب کے بارے میں کوڑا مارنے کی کوئی متعین مقدار نہیں ہے۔

خلوتِ صحیحہ کے بعد بھی کامل مہر واجب نہیں

نواب نور الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”نیست دلیل بر وجوب مہر کامل بمحیر دخلوت و تمسک بغیر دلیل

حلال نیست۔“ (۲)

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ محض خلوت کی وجہ سے کامل مہر واجب ہوگا اور بلا دلیل بات سے استدلال اور تمسک کرنا حلال نہیں ہے۔

نبیز کا پانی پاک

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”آب نبیز پاک ست۔“ (۳)

نبیز کا پانی پاک ہے۔

عدت کا شمار حیض یا طہر کی مدت سے نہیں

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و معتبر در عدت ایام حیض رجوع بسرے صفات دم و عادت نساء ست

و در شرح دلیلے از برائے اقل و اکثر طهر و حیض نیامده۔“ (۱)

عدت میں یا تو اعتبار عورتوں کے خون کی صفاتوں کا ہو گا یا ان کی عادتوں کا اور شریعت میں کوئی دلیل طہر و حیض کی مدت کے بارے میں وارد نہیں ہے۔

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا جائز

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و شك نیست كه قرأت نصب و جر در آیه کریمه جواز غسل و مسح هر

دو کند و برائے هر یکة قائلین تعف بسیار کرده اند۔“ (۲)

اس میں شک نہیں کہ (فامسحوا برؤسکم وارجلکم) والی آیت کریمہ میں نصب و جر دونوں کے ساتھ پڑھنا یہ دلیل ہے کہ پاؤں پر مسح بھی درست ہے اور پاؤں کا دھونا بھی درست ہے۔ جو لوگ صرف مسح یا صرف دھونے کے قائل ہیں انہوں نے بڑی زبردستی سے کام لیا ہے۔

محض دنیاوی کام کے لیے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا جائز

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”يجوز الجمع بين الظهر والعصر و كذلك بين المغرب والعشاء

جمع تقدیم و تاخیر بسفر او عذر او مرضی او حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرة۔“ (۱)

جائز ہے کہ ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا جائے اسی طرح مغرب اور عشاء کو بھی خواہ یہ جمع کرنا تقدیماً ہو یا تاخیراً، دونوں طرح جائز ہے۔ اور خواہ جمع کرنا سفر یا عذر یا مرض کی وجہ سے ہو یا کسی دنیاوی یا اخروی ضرورت کی وجہ سے ہو۔

نرالا اجتہاد

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوا۔

سوال: زید نماز عشاء میں جماعت کے ساتھ آخری رکعت میں ملتا ہے، سلام پھیر کر باقی رکعات بلند آواز سے پڑھتا ہے اور بکر اس کی اقتداء کرتا ہے، زید کا یہ فعل بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے؟ اور بکر کا اس کے ساتھ شامل ہو کر پورا کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ صورت حدیث میں نہیں آئی اگر کوئی شخص نیک نیتی سے ایسا کرے گا تو اجر

ملے گا۔ (۲)

ضعیف حدیث پر عمل جائز

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوا۔

سوال: جو شخص باقاعدہ نماز پنج وقتہ نہ پڑھے، کبھی کبھی پڑھے اس کا جنازہ جائز ہے یا

نہیں؟

جواب: ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ 'صَلُّوا عَلٰی مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؛

جولاءِ اللہ اللہ پڑھے اس کا جنازہ پڑھ لیا کرو۔ (۳)

(۱) کنز الحقائق ص ۱۷ (۲) پرچہ اہل حدیث ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء (۳) پرچہ اہل حدیث ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ

نماز جمعہ سے پہلے کی چار سنتوں کا انکار

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وتطوع بعد از جمعه چهار رکعت ست و پیش ازاں جز تحیة تطوع

نیست۔“ (۱)

سنت بعد جمعہ چار رکعت ہے جمعہ سے پہلے سوائے دو رکعت تحیة المسجد کے کوئی سنت نماز نہیں۔

بغیر وضو کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانا جائز

نواب نور الحسن بن نواب صدیق الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”محدث رامس مصحف جائز باشد۔“ (۲)

جس کا وضو نہ ہوا ایسے شخص کو بھی قرآن کریم کا چھونا جائز ہے۔

بغیر وضو کے سجدہ تلاوت جائز

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ويعجز علی غیر وضوء۔“ (۳)

سجدہ تلاوت بلا وضو بھی جائز ہے۔

صرف ایک میل پر قصر جائز

نواب نور الحسن بن نواب صدیق الحسن خاں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وبالجملة مرید سفر زائد بر میل نہ کمتر ازاں مصداق مسافر ست۔“ (۴)

(۱) عرف الہادی ص ۴۴ (۲) عرف الہادی ص ۱۵ (۳) کنز الحقائق ص ۳۴ (۴) عرف الہادی ص ۴۰

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک میل سے زائد سفر کرنے والا، نہ کہ اس سے کم، مسافر ہو جاتا ہے۔

نماز میں چل کر دروازہ کھولنا جائز

نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والمشي لفتح الباب اذا لم يكن في البيت من يفتحه.“ (۱)

اگر گھر میں دروازہ کھولنے والا کوئی نہ ہو تو چل کر نمازی دروازہ کھولے گا (تو اس سے اس کی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔)

قرآن کے دو کو ایک کر دیا

نواب نور الحسن خاں صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”حق آنست کہ فقیر و مسکین متحد اند۔“ (۲)

حق اور صحیح بات یہ ہے کہ مسکین اور فقیر معنی کے اعتبار سے ایک ہیں۔

غیر مقلدین کا یہ مذہب قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف ہے ’انما الصدقات للفقراء والمساكين‘ یعنی زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے لیے ہے۔

مال دار کو زکوٰۃ لینا جائز

نواب نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ومن جمله سبل خدا صرف صدقہ در اہل علم ست کہ قیام دارند

بمصالح دینیہ مسلمین پس ایشان را نصیبی در مال خدا ست خواه تو نگر

باشند یا گدا بلکہ صرف آن دریں جہت از اہم امور ست۔“ (۳)

خدا کے راستوں میں ایک راستہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال اہل علم پر خرچ کیا جائے، چونکہ علماء مسلمانوں کی دینی مصلحتوں کو قائم رکھتے ہیں اس وجہ سے زکوٰۃ میں ان کا حصہ ہے، بلکہ اہل علم پر زکوٰۃ خرچ کرنا سب سے اہم مصرف ہے خواہ وہ علماء مال دار ہوں یا فقیر۔

ماں باپ کو زکوٰۃ دینا جائز

نواب نور الحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ادلہ عمومًا وخصوصًا باشند بجواز دفع زکوٰۃ بسوئے اصول و

فروع۔“ (۱)

عمومی وخصوصی دلائل اس پر ناظر ہیں کہ ماں باپ اور سگی اولاد کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔

عام عورتوں کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وآیہ حجاب مختص بازواج رسول خداست۔“ (۲)

وہ آیت جن میں پردہ کرنے کا حکم ہے وہ صرف رسول خدا ﷺ کی بیویوں کے ساتھ

مختص ہے۔

زیادہ بھوک پیاس لگے تو روزہ معاف

نواب نور الحسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

وشرط صوم استطاعت ست پس متعطش و مستاکل را صوم واجب

نبود۔ (۳)

روزہ رکھنے کے لیے استطاعت شرط ہے اس لیے جس کو بہت بھوک پیاس لگتی ہو یا جس کو بہت بھوک لگتی ہو اس کو روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

بغیر بسم اللہ کے ذبیحہ حلال

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَحَقُّ آنَسْتِ كِه نَزْدِ اَكْلِ كَافِي سِت اِگَر نَزْدِ ذَبِیْحِ مَعْلُومِ نَبَاشِد۔“ (۱)
حق یہ ہے کہ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھا گیا ہے تو گوشت کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

نمازی کے آگے سے گدھے، کالے کتے

یا عورت کے گزرنے سے نماز فاسد

نواب وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَمُرُورُ الْحِمَارِ وَالْكَلْبِ الْاَسْوَدِ وَالْاِمْرَاةِ اِذَا لَمْ تَكُنْ سِتْرَةً۔“ (۲)
نمازی کے آگے اگر سترہ نہ ہو تو گدھے یا کالے کتے یا عورت کا گزرنا نماز کو فاسد کر دے گا۔

بغیر روزہ کے اعتکاف درست

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَدَلِيلُهُ كِه دَالِ بَاشِدِ بَرِ اَنَكِه اِعْتِكَافِ جِزِ بِصُومِ دَرَسْتِ نَمِی آید،

نیامدہ۔“

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ بلاروزہ اعتکاف صحیح نہیں ہے۔
نیز فرماتے ہیں:

”پس حق عدم اشتراط صوم در اعتکاف ست۔“ (۱)
پس حق یہی ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔

شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ ذبیحہ اہل تشیع کا کھانا حلال ہے کیونکہ وہ اہل اسلام میں سے ہیں۔“ (۲)

صرف عورتوں کی امامت

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”واما منع رجال از امامت نساء کہ ہمراہ شاہ مرد نباشد پس دلیلے دال

بر عدم جواز اش معلوم نیست۔“ (۳)

اس بات سے روکنا کہ مردان عورتوں کی امامت نہ کرے جن کے ساتھ مرد نہ ہوں اس کے عدم جواز پر ہمیں کوئی دلیل معلوم نہیں۔

ہم بستری سے پہلے غسل

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و سنت است غسل از برائے مجامعت۔“ (۴)

مجامعت (بیوی سے ہم بستر ہونے) کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

سمع الله، ربنا لك الحمد اور

دو سجدوں کے درمیان ذکر فرض

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ومن فرائضها التسميع والتحميد والذكر بين

السجدتين.“ (۱)

نماز کے فرائض میں سے سمع الله لمن حمدہ اور ربنا لك الحمد کہنا بھی ہے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان ذکر کرنا بھی فرض ہے۔

عورتوں کو قبر پر جانے کی اجازت

سیدمیاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”عورتوں کو قبر پر جانا جائز ہے اور یہی جمہور اور اکثر علماء کا قول ہے۔“ (۲)

کافر کے پیچھے نماز جائز

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ولو اخبر بعد الصلوة بانه كافر فلا يعيدون.“ (۳)

نماز پڑھانے کے بعد کافر نے بتلایا کہ وہ کافر ہے تو بھی مقتدی اپنی نماز کو نہیں دہرائیں

گے۔

بلا عذر چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”دالالت نمی کند دلیلے بر وجوب قضائے نمازے کہ بغیر عذر شرعی

متروک گشتہ۔“ (۱)

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نماز بلا عذر شرعی چھوڑ دی گئی ہو اس کی قضا واجب ہے۔

جو تے سمیت نماز پڑھنا سنت

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ویسن ان یصلی فی النعلین۔“ (۲)

اور مسنون ہے کہ جو توں میں نماز ادا کی جائے۔

ایک ہی عورت کی گواہی کافی

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وینبت بشهادة مسلم مکلف عادل ولو کان عبداً أو انثی۔“ (۳)

رمضان کی رویت کا ثبوت ایک مسلمان مکلف عادل کی شہادت سے ہو جائے گا اگرچہ

وہ غلام یا عورت ہی کیوں نہ ہو۔

حلال جانوروں کا سب کچھ کھانا جائز

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ حلال جانور کے سب اعضاء کا کھانا سوائے دم مسفوح کے

جائز ہے۔ کیونکہ ان کی حرمت ثابت نہیں۔ (۴)

(۱) عرف الجادی ص ۳۵ (۲) کنز الحقائق ص ۱۹ (۳) کنز الحقائق ص ۴۷ (۴) فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۲۰

بیٹے کی بیوی سے زنا

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

سوال: اگر کسی نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً زنا کیا تو وہ بیوی بیٹے کے نکاح سے نکل گئی یا اس کا نکاح بیٹے سے باقی ہے؟

جواب: اہل حدیث کے نزدیک وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی۔ (۱)

چھینک کا جواب فرض

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وتشمیط العاطس فرض علی الفور.“ (۲)

چھینکنے والے کا اسی وقت جواب دینا فرض ہے۔

شراب ملی خوشبو اور دوا کا استعمال جائز

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”فانواع الطیب والادویۃ التي یختلط بها لا بأس باستعمالها وشربها

لانها لا تسمى خمرًا ولا هی مسکرة.“ (۳)

پس خوشبو اور دواؤں کی وہ قسمیں جن میں شراب ملی ہو ان کے استعمال میں اور پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ ان کو شراب نہیں کہا جاتا ہے اور نہ ان سے نشہ پیدا ہوتا ہے۔

اٹھارہ لیٹر شراب کا شور با پاک

غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب علامہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

”مرق مد من الخمر طاهر.“ (۱)

ایک مد شراب کا شور بہ پاک ہے۔

نوٹ: ایک مد تقریباً اٹھارہ لیٹر کا ہوتا ہے۔ لغت کی مشہور کتاب المنجد میں ہے

”والمد يساوى ١٨ لترا فرنجيا على التقريب“

مد تقریباً اٹھارہ لیٹر انگریزی کے برابر ہوتا ہے۔

شراب کا سرکہ جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”سرکہ ساختن خمرنا رواست اگر از خود سرکہ گردد جائز باشد۔“ (۲)

شراب کا سرکہ بنانا جائز نہیں لیکن اگر شراب خود بخود سرکہ ہو جائے تو جائز ہوگا۔

شراب سے گندھے ہوئے آٹے کی روٹی کھانا جائز

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وكذلك الخبز اذا اختلط عجينه بالخمير لانه يحترق ويفنى

بالطبخ.“ (۳)

اسی طرح اس روٹی کا کھانا بھی جائز ہے جس کے آٹا میں شراب ملی ہو اس لیے کہ روٹی

پکانے سے اثر جل کر ختم ہو جائے گا۔

جمعہ کے عربی خطبہ میں اردو اشعار

سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”خطبہ جمعہ میں اردو اشعار پڑھنا درست ہے۔“ (۱)

نبیذ کا پینا جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”پس شراب نبیذ تا سہ روز یا شد و بعد ازاں نزد شدت و زیادت درخور

ریختن بود۔“ (۲)

نبیذ تین روز تک پی جاسکتی ہے اس کے بعد جب اس میں تیزی اور شدت پیدا ہو جائے

تو وہ بہا دیئے جانے کے لائق ہو جاتی ہے۔

کافر کے کتے کا شکار کیا ہوا کھانا حلال

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و دلیلہ بر عدم حل صید کلب مرسل کافر قائم نیست۔“ (۳)

اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اگر کسی کافر نے کتا شکار پر چھوڑا ہو تو اس شکار کا کھانا حلال

نہیں ہے۔

نجس چیز پر نماز جائز

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

”والصلوٰۃ علی نجس لم یظہر علیہ لونہ و ریحہ و رطوبتہ۔“ (۴)

(۱) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۱۴ (۲) عرف الجادی ص ۲۱۴ (۳) ایضاً ص ۲۳۸ (۴) کنز الحقائق ص ۲۷

ایسی نجس چیز پر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے جس پر نجاست کا رنگ یا اس کی بو یا اس کی تری ظاہر نہ ہو۔

تصویروں والے کپڑوں اور برتنوں کا

استعمال اور ان کی خرید و فروخت جائز

سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”ولایتی کپڑوں یا برتنوں کا استعمال جن میں تصویریں بنی ہوتی ہیں جائز ہے اور ان کی

بیع و شراء بھی جائز ہے۔“ (۱)

جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر آ جائے اس کا کھانا حلال

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

”ولا بأس باكل الطافي اى السمك الذى مات على وجه

الماء.“ (۲)

اور طافی مچھلی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی وہ مچھلی جو پانی کی سطح پر مر جائے۔

چوہے کا پاخانہ کھانا جائز

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

”ولو وجد خروء فارة خلال خبز يحل اكله.“ (۳)

اگر روٹی کے بیچ میں چوہے کا پاخانہ پایا گیا ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔

منی، خون، شرم گاہ کی رطوبت اور شراب پاک

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والمنی طاهر و كذلك الدم غیر دم الحيض و رطوبة الفرج والخمر

وبول الحيوانات غیر الخنزير.“ (۱)

منی پاک ہے اسی طرح حیض کے خون کے علاوہ اور خون پاک ہے نیز (عورت کی) شرم گاہ کی رطوبت اور شراب بھی پاک ہے اور سور کے علاوہ تمام جانوروں کا پیشاب بھی پاک ہے۔

حلال جانوروں کا پیشاب پاک

مولانا عبدالرحمن مبارک پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وعند القول الظاهر قول من قال بطهارة بول ما يؤكل لحمه.“ (۲)

میرے نزدیک انہی کی بات قوی ہے جو لوگ ان جانوروں کے پیشاب پاک ہونے کے قائل ہیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

سور اور کتے کا جوٹھا اور کتے کا پسینہ پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وبول ما يؤكل لحمه طاهر وكذا سوره و جميع الاسار غیر سور

الكلب والخنزير ففيه قولان وكذا في ريق الكلب والعرق كالسور.“ (۳)

جن چیزوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے، اور ان کا جھوٹا بھی پاک

ہے۔ اسی طرح تمام جانوروں کے جوٹھے پاک ہیں (خواہ ان کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو) سوائے کتے اور خنزیر کے، کہ ان کے جوٹھے کے بارے میں دو قول ہیں (ایک قول اس کی پاکی کا اور دوسرا اس کی ناپاکی کا)۔ اسی طرح کتے کے تھوک اور پسینہ کے بارے میں دو قول ہیں۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”واختلفوا فی لعاب الکلب والخنزیر وسورهما الارجح طهارته کما مر.“ (۱)

لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ کتے اور سور کا جوٹھا اور ان کا لعاب پاک ہے یا ناپاک، اور رائج مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا۔

کتے کا پیشاب پاخانہ پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وکذلک فی بول الکلب وخرائه والحق انه لا دلیل عل النجاسة.“ (۲)

لوگوں کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ کتے کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے یا ناپاک اور حق بات یہ ہے کہ ان کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

غسل معاف

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ مندرجہ ذیل امور سے غسل واجب نہیں ہوتا

(۱) اگر کسی جن نے کسی عورت کی شرم گاہ میں اپنا حشفہ (یعنی آلہ تناسل کا سرا) داخل کر

دیا ہوا اور عورت نے اس جن کو دیکھا نہ ہوا اور اس کو انزال بھی نہ ہوا ہو۔

(۲) اگر کسی آدمی نے اپنا آلہ تناسل کسی جانور کی شرم گاہ میں داخل کر دیا ہو۔

(۳) اگر آدمی نے اپنا آلہ تناسل کسی آدمی کی دبر میں داخل کیا ہو۔

(۴) اگر کسی نے اپنا آلہ تناسل کسی جانور کی دبر میں داخل کر دیا ہو۔

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”فلو ادخل الجن حشفه في فرج المرأة ولم تره ولم تنزل لا يلزم

عليها الغسل، وكذا اذا ولج في فرج البهيمة او دبر الآدمي او دبر

البهيمة:“ (۱)

اگر کسی جن نے اپنا حشفہ کسی عورت کی شرم گاہ میں داخل کر دیا اور اس عورت نے اس کو

نہیں دیکھا اور اس کو انزال بھی نہیں ہوا تو اس عورت پر غسل واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر

کسی نے کسی جانور کی شرم گاہ میں یا کسی آدمی کی دبر یا کسی جانور کی دبر میں اپنا آلہ تناسل

داخل کر دیا تو اس پر غسل نہیں۔

زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم زمین مغضوب کا ہے اور زمین

مغضوب میں نماز پڑھنا قول صحیح میں جائز ہے۔ (۲)

زانیہ کی مسجد اور عام مساجد کا حکم برابر

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ زانیہ (بدکاری کا پیشہ اختیار کرنے والی عورت) کی بنائی

ہوئی مسجد کا حکم بھی عام مساجد کی طرح ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے۔ (۳)

گدھ، چمگادڑ اور چوہا حلال

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَيَحِلُّ مَا سِوَاهَا مِنْ ذَوَاتِ الْقَوَائِمِ وَالطَّيُورِ وَحَشَرَاتِ الْأَرْضِ كُوبَرٍ وَنَسْرٍ وَرَحْمٍ وَعُقْعُقٍ وَلَقْلَقٍ وَغَرَابٍ وَخَفَاشٍ وَهَدَّهْدٍ وَبِغَاءٍ وَطَاوُسٍ وَخَطَافٍ وَفَنَقْدِ الْفَيْرَانِ.“ (۱)

اور ان کے سوا (یعنی ذی ناب جانوروں کے علاوہ) چوپائے، پرندے اور حشرات الارض حلال ہیں جیسا کہ خرگوش، گدھ، دیسی کوا، سارس، کوا، چمگادڑ، ہدہد، طوطا، مور، ابابیل، سیہ اور چوہے وغیرہ۔

گندم اور چنا پیشاب میں گر کر بھی پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَلَوْ انْتَفَخَتِ الْحَنْطَةُ مِنْ بَوْلِ الْإِنْسَانِ أَوْ الْحَمَصِ أَوْ نَحْوِهِ وَتَنَقَّى فِي الْمَاءِ وَتَجَفَّفَ فَتَطْهَرُ.“ (۲)

اور اگر گندم کا دانہ یا چنا وغیرہ انسانی پیشاب سے پھول جائے اور پانی میں صاف ہو جائے اور خشک ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔

بدبودار اور سڑا ہوا گوشت کھانا جائز

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَلَا يَحْرَمُ أَكْلُ لَحْمِ انْتِنَ وَلَا أَكْلُ شَحْمٍ كَذَلِكَ وَلَا شَرْبُ سَمْنٍ

ولبن ولا اكل طعام كذلك۔“ (۱)

اور بدبودار سڑا ہوا گوشت کھانا حرام نہیں ہے، اسی طرح اسی قسم کی چربی کا کھانا اور اسی طرح سڑے ہوئے بدبودار گھی کا کھانا اور دودھ کا پینا نیز سڑے ہوئے اور بدبودار کھانے کو کھانا۔

خون اور پیپ پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والدم ولو كان مسفوحاً والقيح والصدید والقي لا دليل على

نجاستها غير دم الحيض فانه نجس كما مر۔“ (۲)

خون اگرچہ بہا ہوا ہو اور پچھنا، پیپ اور قے یہ سب پاک ہیں اور ان کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں ہے، صرف حیض کا خون ناپاک ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

شراب پینے والے کا جوٹھا پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وسؤر شارب الخمر طاهر سواء كان فور شربه الخمر أو بعده لان

الصحيح طهارة الخمر كذا سور الجلالة وعرقها۔“ (۳)

شراب پینے والے کا جوٹھا پاک ہے خواہ شراب پینے کے فوراً ہی بعد کا وہ جوٹھا ہو یا اس کے بعد کا، اس لیے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ شراب پاک ہے، اسی طرح گندگی کھانے والے جانوروں کا جوٹھا اور ان کا پسینہ بھی پاک ہے۔

نجاست سے رنگا ہوا دھاگہ پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”والثياب التي يصبغ غزلها بالنجاسة طاهرة اذا جلبت من بلاد

اخرى“ (۱)

یعنی وہ کپڑے جن کا دھاگا نجاست سے رنگا گیا ہو وہ پاک ہیں بشرطیکہ ان کو باہر سے (دوسرے ممالک) سے منگایا گیا ہو۔

قارئین کرام! کیا دوسرے ممالک کی نجاست، نجاست نہیں ہوتی یا غیر ممالک کی نجاست ان کو مرغوب ہے؟

چھوٹا کنواں نجاست گرنے کے باوجود پاک

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ولا يفسد ماء البئر ولو كان صغيرا والماء فيه قليلا بوقوع نجاسة او

موت حيوان دموى او غير دموى ولو انتفخ او تفسخ فيه بشرط ان لا يتغير

احد اوصافه و الا يفسد.“ (۲)

اور کنویں کا پانی؛ اگرچہ کنواں چھوٹا ہو اور تھوڑا پانی ہو؛ نجاست کے گر جانے اور خونی یا غیر خونی حیوان کے مرجانے سے؛ اگرچہ وہ اس میں پھول کر پھٹ جائے؛ فاسد نہیں ہوتا بشرطیکہ پانی کا کوئی وصف نہ بدلے وگرنہ فاسد ہو جائے گا۔

(۱) نزل الابراج ص ۵۰

(۲) نزل الابراج ج ۱ ص ۳۱

شراب کا پینا حلال

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ اگر شراب سرکہ میں گر جائے اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا پینا جائز ہے۔ (۱)

شراب کا استعمال جائز

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ شراب سے بنی ہوئی خوشبودار پینے کی چیزیں پاک ہیں۔ ان کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (۲)

مٹی کھانا جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و اما اکل تراب پس در منع ازاں دلیلے نیامده۔“ (۳)
اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ مٹی کھانی ممنوع ہے۔

شرمگاہ میں روئی اور روزہ

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اذا دخلت قطنۃ ثم اخرجتھا ولم یکن علیھا دواء او غذا۔“ (۴)
جب روزہ دار عورت نے روئی کا کوئی ٹکڑا اپنی شرمگاہ میں ڈالا اور پھر اس کو نکال لیا اور اس پر دوا یا غذا نہیں تھی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۲) نزل الابرار ص ۵۰

(۴) کنز الحقائق ص ۴۸

(۱) نزل الابرار ج ۱ ص ۵۴

(۳) عرف الجادی ص ۲۳۷

غیر فطری عمل سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”او جامع امراته فیما دون الفرج او الدبر.“ (۱)

اگر کسی نے اپنی عورت سے شرم گاہ کے علاوہ میں یا پاخانہ کے مقام میں جماع کیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

شرم گاہ کی نمائش اور ناپاک کپڑے میں نماز جائز

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وازیئہا در یافتہ باشی کہ ہر چیزے از عورتش در نماز نمایاں شد یا در جامہ ناپاک نماز گذار و نمازش صحیح است و زاعم بطلانہ مطالب بدلیل۔“ (۲)

یہیں سے تم کو یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اگر کسی کی شرم گاہ کا کچھ حصہ نماز میں کھلا رہا یا اس نے ناپاک کپڑے میں نماز ادا کی تو اس کی نماز صحیح ہے اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی نماز باطل ہے اس کو دلیل پیش کرنی چاہیے۔

مقام پاخانہ اور آلہ تناسل میں پانی

جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اذا استنجی فدخل الماء من الدبر او الاحلیل الى جوفه.“ (۳)

(۱) کنز الحقائق ص ۲۸ (۲) عرف الجادی ص ۲۲ (۳) کنز الحقائق ص ۲۸

(اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا کہ) روزہ دار نے استنجا کیا اور اس کے پاخانہ یہ آلہ تناسل کے راستہ اس کے پیٹ میں پانی پہنچ گیا۔

مقام پاخانہ اور شرم گاہ میں انگلی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحید الزماں غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اذا دخل اصبعة في دبره او ادخلتها في فرجها.“ (۱)

اگر روزہ دار نے اپنی انگلی اپنے مقعد میں یا عورت نے اپنی انگلی اپنی پیشاب گاہ میں ڈالی تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مقام پاخانہ میں چھڑی، لوہا یا لکڑی

ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”و ادخال عود او حديد بیده او خشبة.“ (۲)

مقعد میں چھڑی، لوہا اور لکڑی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

منی پاک

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”منی هر چند پاک ست و اما غسل و فرك و حت از شارع عليه السلام ثابت

شده۔“ (۳)

یعنی منی ہر چند کہ پاک ہے مگر اس کا دھونا اور رگڑنا اور کھرچنا شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔

مردہ عورت سے زنا کرنے پر غسل واجب نہیں

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اذا اولج فی فرج امرأة ميتة فالمرجح في عدم الوجوب.“ (۱)

اگر کسی نے مردہ عورت کی شرم گاہ میں اپنا آلہ تناسل داخل کیا تو رائج مذہب یہ ہے کہ اس پر غسل واجب نہ ہوگا۔

عورت سے غیر فطری عمل

غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ عورت سے لواطت کرنے والا کافر تو کجا فاسق بھی نہیں ہوتا۔ (۲)

سود لینا جائز

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”واجازوا لللدول الاسلامية ان لم تجد قرضا حسنا ان ياخذ الاموال

بالربا.“ (۳)

علماء نے اسلامی حکومتوں کے لیے اجازت دی ہے کہ اگر یہ حکومتیں قرض حسنہ نہ پائیں تو سود پر قرض حاصل کریں۔

حالت حیض میں ہم بستری کرنا

نواب نور الحسن خاں صاحب بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وہر کہ زن خود را در حیض بیاید يك دينار یا نیم دينار صدقة وهر“ (۴)

(۱) نزول الابراج ۱ ص ۲۳ (۲) نزول الابراج ۱ ص ۴۶ (۳) کنز الحقائق ص ۱۳ (۴) عرف الجادی ص ۱۶

جو آدمی حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرے تو وہ ایک دینا یا آدھا دینار صدقہ کرے۔

مردار کا کھانا حلال

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”فمیتۃ البحر حلال سواء ماتت بنفسها او بالاصطياد سواء كان سمكا او بقرا او غنما او كلبا او خنزيرا او انسانا بحريا او كوسجا او مارماهى او الجرث يحل اكله بلا ذبح.“ (۱)

سمندر کا مردار حلال ہے خواہ وہ خود سے مرا ہو یا شکار کرنے سے مرا ہو ... اور خواہ وہ مردار مچھلی ہو یا گائے یا بکری یا کتیا سور یا سمندری انسان یا کونج اور مارماہی یا جرث (یہ تینوں ایک قسم کے سمندری جانور ہیں، ناقل) ان کا بلا ذبح کیے ہوئے (جب مردار ہیں تو ذبح کرنے کا کیا معنی؟ ناقل) کھانا حلال ہے۔

سمندری سانپ حلال

علامہ وحید الزماں حیدر آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”اما حیات البحر التى لا تبقى حية فى البر فهى حلال لانها فى حكم السمك.“ (۲)

سمندری سانپ جو خشکی میں زندہ نہیں رہتے ہیں وہ بھی حلال ہیں اس لیے کہ ان کا لحم مچھلی کا ہے۔

باب ہشتم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند) کے ”الہامات
و کرامات“

اور عملیات و تعویذات

’الہامات و کرامات‘

مولوی عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”چونکہ کرامات کا ظہور عام طور پر اولیاء اللہ ہی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اس لیے عوام میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ جماعت اہل حدیث میں کوئی ولی نہیں ہوا۔ اسی لیے تو نہ وہ کرامات کو مانتے ہیں اور نہ ان میں کوئی اہل کرامت ہوا ہے۔ اہل حدیث چونکہ عام طور پر جھوٹے ولیوں کی کرامات کا انکار کرتے ہیں اور ان کی استدراجی و شیطانی حرکات کو کرامت قرار نہیں دیتے اس لیے بھی عوام ان سے بدظن ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہی کے منکر ہیں اور ان کی کرامات کے بھی قائل نہیں ہیں۔

مدت ہوئی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اہل حدیث کی طرف سے اس اعتراض کی بایں طور تردید ہونی چاہیے کہ نفس مسئلہ کی بھی وضاحت ہو جائے اور عوام پر یہ بھی روشن ہو جائے کہ بفضل جماعت اہل حدیث میں بے شمار افراد اہل کرامت ہوئے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنے حضرات اہل حدیث میں اہل کرامت ہوئے ہیں اتنے کسی اور جماعت میں نہیں ہوئے۔ کرامت کا تعلق ولی سے ہے اور ولی وہی ہو سکتا ہے جو سنت کا عاشق اور رسول خدا ﷺ کا گرویدہ ہو اور ظاہر ہے کہ اہل حدیث سے زیادہ سنت نبوی کا پابند اور رسول کا محب اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھیے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کہلانے والے ہیں جو بد نام کنندہ نکو نامے چند ہیں یا برعکس نہند نام زنگی کافور کے مترادف ہیں، میرا دعویٰ ان مخلص، بے ریا، عامل بالمحدیث، محب رسول اہل حدیث حضرات سے ہے، جو صحیح معنوں میں اہلحدیث تھے، اللہ کے پیارے تھے، رسول کے دلارے تھے، نہ سب اہلحدیث۔“ (۱)

مولوی عبدالرحمن لکھوی غیر مقلد کو غیب کا علم

مولوی عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”مولانا عبدالرحمن صاحب جب سفر حج کے لیے روانہ ہوئے، اور بمبئی پہنچ کر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا اور جہاز چلنے کو تھا کہ آپ نے فرمایا: اس جہاز پر نہیں جانا چاہیے، چنانچہ ٹکٹ واپس کر دیا گیا، پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسرے جہاز ناوری کا ٹکٹ خریدا، جب وہ تیار ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اس جہاز پر بھی نہیں جانا چاہیے، ہمراہی حیران تھے کہ مولانا کیا کر رہے ہیں، جان بوجھ کر روانگی میں تاخیر کرتے ہیں مگر بالآخر آپ کا کہنا مانا اور وہ ٹکٹ بھی واپس کیا، پھر تیسرے جہاز پر سوار ہوئے، جب جدہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ پہلے دونوں جہازوں میں بیماری پھیل گئی تھی اور حکومت نے انہیں چالیس چالیس دن کے لیے کامران روک لیا ہے، یعنی اگر وہ لوگ ان جہازوں میں سوار ہوتے تو ۴۰ دن بعد جدہ پہنچتے، کسی نے مولانا سے پوچھا کہ آپ کو کیونکر پتہ چلا تھا تو آپ نے فرمایا کہ الہام ہوا تھا۔

نوٹ: آپ کے بہت سے الہامات اور کرامات اور بھی ہیں یہاں صرف انہیں پر اکتفا کیا جائے۔ خادم غفی عنہ“ (۱)

مولوی غلام رسول کو غیب کا علم اور تصرف فرمانا

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

”ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک جام آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے یہ شکایت کی حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے، جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے، زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا اس کی فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر

خاموش رہے، پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے، جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو، حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا، معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفہ العین میں یہاں پہنچ گیا۔“ (۱)

قاضی سلیمان منصور پوری کو قبر کے اندر کا علم تھا

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

”شاہ جی نجم الدین سکنہ بسی کا بیان ہے کہ ایک بار میں قاضی صاحب کے ساتھ جا رہا تھا، لاہوری گیٹ کے قریب ایک قبر آئی، جس پر آپ ٹھہر گئے اور کہا: دیکھو شاہ جی! اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آ رہی ہے۔ شاہ جی کا بیان ہے کہ میں جو آگے بڑھا تو سچ مچ مجھے بھی نہایت خوشگوار خوشبو آئی، اس کے بعد میں بارہا اکیلا وہاں سے گزرا مگر پھر کبھی ویسی خوشبو نہیں آئی، (یہ محض ان کی صحبت کا اثر تھا) شاہ جی کہتے ہیں کہ میں نے اس مرد صالح کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام زرداد خان پٹھان بتایا گیا ہے۔ جو عرصہ دراز سے یہاں مدفون ہے۔“ (۲)

قاضی سلیمان منصور پوری سے ایک مردہ نے ملاقات کی

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

”قاضی صاحب جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو مال روڈ پر حیات برادرز کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے، میاں فضل کریم صاحب بن حاجی حیات محمد صاحب مالک فرم کا بیان ہے کہ جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے، اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جو اجڑی ہوئی تھی، ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ

نے کہا: آج رات ہمیں وہ بزرگ ملے اور کہا کہ قاضی جی آپ اتنی بار یہاں آئے مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے، پھر فرمایا وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں، فلاں جگہ کے رہنے والے تھے، ادھر سے گزر رہے تھے کہ انتقال ہو گیا۔ میاں فضل کریم کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب میں نے اس کی تحقیق کی تو وہ باتیں ویسی ہی ثابت ہوئیں جو قاضی صاحب نے بیان فرمائی تھیں یہاں تک کہ ان کا نام اور پتہ بھی قاضی جی نے مجھے بتا دیا تھا۔“ (۱)

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیداری میں اپنی قبر سے ہاتھ نکال کر قاضی سلیمان کا ہاتھ پکڑ لیا

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

”صوفی حبیب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء المعصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خاں شاہ کابل، پٹیلہ تشریف لائے تو انہوں نے سر ہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا، حضرت ضیاء المعصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے، تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے، ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے، صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں، بلکہ بیداری کا ہے۔“ (۲)

قاضی صاحب کا کشف

مولوی عبدالمجید لکھتے ہیں:

”مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیا لہ کا بیان ہے کہ مجھے دردِ کمر کی شکایت رہتی تھی اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور تھا کیوں کہ اکثر الحمدیٹ صبح کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، ایک دن میں قاضی صاحب کی مسجد میں نماز صبح کے لیے چلا گیا، قاضی صاحب سورہ آل عمران پڑھ رہے تھے، دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے درد شروع ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب نماز چھوڑ دوں، معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا اور رکوع چلے گئے، پھر دوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا، اور سلام پھیر دیا لوگ حیران ہوئے کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی، کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے، مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا تو ایسا ہی اتفاق ہوا، جب مجھے درد شروع ہوا اور میں جی میں یہ سوچنے لگا کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ؟ تو قاضی جی نے قرأت ختم کر دی اور اختصار سے کام لے لیا، قریباً قریباً آٹھ مرتبہ میں نے آزمایا، حالانکہ جماعت کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا اور قاضی جی کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا، اس سے میں نے یقین کر لیا کہ آپ صاحب کشف ہیں۔“ (۱)

قاضی صاحب کو اپنی موت کا علم تھا

مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں:

”آپ مسجد سہیلی گراں میں ۳۰ سال تک وعظ کہتے رہے، جب ۱۹۳۰ء میں حج کو روانہ

ہونے لگے تو نمازِ جمعہ کے بعد فرمایا کہ میرا یہ آخری جمعہ ہے، اگر اس اثناء میں کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو کہہ دے، میں اس سے معافی مانگ لوں، چنانچہ کئی لوگ تاڑ گئے کہ معلوم ہوتا ہے اب آپ واپس نہیں آئیں گے، آپ کو کشف کے طور پر اپنی موت کا علم ہو چکا ہے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا، واپسی پر آپ جہاز ہی میں انتقال فرما گئے) اور کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ کی دلی دعا یہی تھی اللھُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ حَبِشِك۔“ (۱)

قاضی صاحب کو علم تھا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

”جب آپ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا (یعنی اپنا پوتا)

اس کا نام معزالدین حسن رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔“ (۲)

قاضی سلیمان منصور پوری رسول اللہ ﷺ کے مہمان

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

”جب آپ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی کے پیش امام آپ کی

بہت مدارت کرنے لگے۔ ایک دن آپ جو اٹھے تو امام صاحب جو تیاں سیدھی کرنے

لگے۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا ہے کہ محمد سلیمان ہمارا مہمان ہے، اس کی مدارت میں فرق نہ کرنا۔“ (۳)

حضور اکرم ﷺ نے قاضی صاحب کی کتاب

پڑھنے کا لوگوں کو حکم دیا

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

”خليفة هدايت الله صاحب منبر رحمۃ للعالمين کا بيان ہے کہ میرے پاس برما، بنگال، بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ مرقوم ہے کہ رحمۃ للعالمين بھیج دیجیے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو رحمۃ للعالمين جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔“ (۱)

قاضی صاحب سے اللہ تعالیٰ نے کتاب لکھوائی

مولوی عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں:

”مرزا محمد حسین صاحب سکنہ راہوں کا بیان ہے کہ ۱۹۱۱ء میں قاضی صاحب نے جب مرزا قادیانی کی تردید میں رسالہ غایت المرام شائع کیا تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسالہ کیونکر لکھا؟ جواب فرمایا کہ ایک روز نماز جمعہ کے بعد مجھے القاء ہوا کہ مرزا جی کے متعلق ایک کتاب لکھوں چنانچہ اس کا مضمون بھی مجھے بتا دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا جواب کوئی نہیں دے سکے گا، اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لو میں اب پھر تہدی سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے گا، اور یہی اس کی بطلان کی دلیل ہے، چنانچہ غایت المرام میں بھی یہ اعلان ہوا اور اس کے بعد مرزا قادیانی کئی سال تک زندہ رہا مگر نہ اس رسالہ کا جواب لکھ سکا نہ حج کو جاسکا۔

یہ رسالہ جب مولانا عبید اللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند نے دیکھا تو خود بخود فرمایا کہ یہ رسالہ قاضی سلیمان نے نہیں لکھا، بلکہ اللہ نے لکھوایا ہے اس لیے ان سے کہہ دینا کہ اس پر نازاں نہ ہوں، اس رسالہ کے مطالعہ سے کئی لوگ مرزائیت سے تائب ہو چکے ہیں اور اس کا دوسرا حصہ تائید الاسلام بھی چھپ چکا ہے جو نہایت مفید اور قابل دید ہے۔“ (۱)

مولوی عبد الجبار غزنوی کے خلیفہ مولوی

محمد سلیمان روڑوی کا اپنے پیر کو

جنت میں جاتے ہوئے دیکھنا

مولوی عبد المجید صاحب لکھتے ہیں:

”ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیرو مرشد (مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی) بہشت میں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے رات ان کو بہشت میں دیکھا ہے۔ اور یہ شعر سنا ہے جو میری زبان پر جاری ہو گیا ہے ”لے او بلی اللہ بلی ساڈے ہوئے چلانے“ یعنی اے دوست! خدا حافظ ہم تو جا رہے ہیں سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے، چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں، ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن امام صاحب کا انتقال ہوا تھا، جس دن مولوی صاحب نے علی الصبح ہم سے یہ کہا تھا۔“ (۲)

یہ ساری کرامات غیر مقلدین کی صرف ایک کتاب سے نقل کی گئی ہیں ان کے علاوہ اور بہت سی کرامات ہیں جن میں سے ہم کچھ آگے نقل کریں گے۔

غیر عورت کو اپنے گھر بلانے کا عجیب نسخہ

”قلعہ میاں سنگھ میں ایک گلاب نامی چوکیدار تھا، وہ موضع مرالی والہ میں چوکیدار مقرر ہو کر چلا گیا۔ وہاں ایک بیوہ دھوبن تھی۔ اس کے دام الفت میں گرفتار ہو گیا۔ جب مرالی والہ کے باشندوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے گلاب کو وہاں سے نکال دیا وہ واپس ”قلعہ میاں سنگھ“ میں آ گیا۔ اب چوکیدار نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ روزانہ مولوی صاحب کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ حضرت میں مرچکا ہوں۔ ایک دن مولوی صاحب قریب کے بالا خانے میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ گلاب مولوی صاحب کے ایک خادم بڈھا کشمیری کو سفارشاً ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور دستور کے موافق مولوی صاحب کو دابنا شروع کیا اور اپنی سابقہ درخواست پیش کی۔ بڈھانے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت اس بات میں کیا گناہ ہے، عورت بیوہ ہے، اگر اس کا نکاح ہو جاوے تو کارِ ثواب ہے۔ آپ نے بڈھا کشمیری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سے قسم لے لو کہ یہ شخص قبل از نکاح اس کو مس نہ کرے گا۔ گلاب نے قسم اٹھائی کہ قبل از نکاح بالکل عورت مذکورہ کو مس نہ کروں گا۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ بعد از نماز عشا اپنے گھر کے چھت پر کھڑے ہو کر ”مرالی والا“ کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا۔ آ جا، آ جا، آ جا۔ تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا، تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آ گئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشا سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا۔ گلاب اس عورت کو پکڑ کر اندر لے گیا۔ اور متواتر تین روز اندر ہی رہا۔ تیسرے روز قیلولہ کے وقت مولوی صاحب نے بڈھا کشمیری کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور

اس مولوی کو پکڑ کر لاؤ وہ اس وقت زنا کر رہا ہے۔ بڈھا فوراً گیا اور گلاب کو پکڑ لایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا۔ وہ لوٹ کر گھر گیا۔ وہ عورت جیسے آئی تھی ویسے ہی خفا ہو کر چلی گئی۔“ (۱)

رسول اللہ ﷺ کا مولوی غلام رسول سے ملنے کے

لیے حالت بیداری میں قلعہ میاں سنگھ تشریف لانا

”جناب تایا صاحب حکیم غلام محمد نے فرمایا۔ میں نے مولوی صاحب کو کہا ہم حکام کی باز پرس سے تنگ آ گئے ہیں بہتر ہے کہ ہم یہاں کی بود و باش ترک کر کے کسی ریاست میں جا کر قیام کریں مولوی صاحب نے فرمایا: بھائی جان آپ کا فرمانا بجا ہے۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ کیونکہ ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آ کر جگایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تم کو رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں۔ میں اس کے ساتھ ہولیا۔ جب گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی پاکی پڑی ہے۔ حاضر ہو کر میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا غلام رسول ہم تمہاری مسجد کو جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پاکی والوں نے پاکی اٹھالی مسجد میں تشریف لا کر اسی پکڑے ہاتھ سے مجھے منبر پر بٹھایا اور فرمایا: وعظ کرو، تم سے لوگوں کو ہدایت ہوگی۔ تمہاری یہی بود و باش ہے۔ بھائی صاحب فرمائیے میں تو مامور ہوں، کیسے اس جگہ کو چھوڑ سکتا ہوں؟“ (۲)

صوفی عبداللہ صاحب غیر مقلد کی کرامات

صوفی محمد عبداللہ صاحب غیر مقلد مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کاجن، کی سوانح عمری

’صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار‘ کے نام سے مولوی محمد اسحاق بھٹی شاگرد مولوی اسماعیل سلفی نے ۴۴۶ صفحات پر لکھی ہے۔ اور مکتبہ سلفیہ کی شاخ، شاکرین ۴ شیش محل روڈ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا پینتیسواں باب صوفی صاحب کی کرامات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ۵۹ واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔ جن میں سے ہم صرف تین نقل کرتے ہیں۔

صوفی صاحب کے کہنے سے بھینس

نے فوراً دودھ دے دیا

”اوڈاں والا کے قریب کے گاؤں چک نمبر ۵۰ گ ب سے ایک شخص صوفی صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اس کی بھینس دودھ نہیں دیتی۔ فرمایا اس سے جا کر کہو صوفی عبداللہ کہتا ہے، دودھ دیا کر۔ اس نے بھینس کو انہی لفظوں میں صوفی صاحب کا پیغام دیا اور بھینس دودھ دینے لگی۔“ (۱)

صوفی صاحب کے اختیار میں ہے کٹا، کٹی دلوانا

”میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوفی صاحب کسی گاؤں میں گئے اور ایک شخص انہیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کٹا جنتی ہے، دعا فرمائیے یہ کٹی جنے۔ صوفی صاحب نے بھینس کی دم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا۔ دے کٹی..... دے کٹی..... دے کٹی..... اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں۔“ (۲)

(۱) صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار ص ۳۶۰

(۲) صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار ص ۳۶۱

صوفی صاحب کو لڑکا لڑکی دینے کا اختیار

”اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے مختلف مواقع پر صوفی صاحب کے مختلف طریقے تھے، ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں۔ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمادے..... صوفی صاحب نے اس کی بات سن کر زمین پر لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے۔ پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک۔ دوسری کھینچی تو کہا دو۔ تیسری کھینچی تو کہا تین۔ چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ ”چار“ زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس تین ہی بہت ہیں۔ اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہو گیا۔

یہ بات صاحب واقعہ نے میرے فیصل آباد کے دوست علی ارشد صاحب کو بتائی اور انہوں نے مجھ سے بیان کی۔“ (۱)

مولوی عبداللہ غزنوی صاحب غیر مقلد کے الہامات

(۱)

”جب میں الہام کو سمجھتا نہ تھا اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا، ایک بار اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اس دیار میں مرجع اور مقبولِ انام ہے، گیا تو القاء ہوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لیکن اس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا کہ یہ ورد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لیے سکھایا گیا ہے۔ اب میں نے جان لیا کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا۔“ (۲)

(۱) صوفی محمد عبداللہ حالات، خدمات، آثار ص ۳۶۰

(۲) سوانح عمری عبداللہ غزنوی ص ۳

(۲)

”بارہا مجھ کو الہام ہوا ہے: یا عبدی ہذا کتابی و هؤلاء عبادی فاقرا کتابی علی عبادی یعنی اے میرے بندے! یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں، پس پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر اور یہ بھی الہام ہوتا ہے: ولئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر“۔ (۱)

(۳)

سکندر پور کے باغ میں جو ہزارہ کے علاقے میں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القاء ہوا: ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرائی: والظالمون هم الذین یخالفون عن امر ربھم ثم لا یتوبون یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا: واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداة والعشی یریدون وجھہ اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا: فاذا قرأناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اس کے لفظ یاد رکھ اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا: واما من خاف مقام ربہ (الایۃ) یعنی وہ شخص کہ ڈر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ اور یہ الہام ہوا کہ ”ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مبادہ کدورتے از ما سوا بنشینید“ یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔

اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا: ولا تمذن عینیک الی ما متعنا به ازواجہ منہم
 زہرۃ الحیوۃ الدنیا اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف ان کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ
 اس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگی دنیا کی تازگی سے۔ اور باغ سکندریہ میں یہ الہام
 ہوا: قل لازواجک واولادک واتباعک قوموا للہ قانتین یعنی کہہ دے اپنی
 بیبیوں اور اولاد اور تابع داروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے تابع دار ہو کر اور اس کے اخیر
 میں یہ الہام ہوا: انا حبیبک وانیسک فلا تحزن یعنی میں تیرا مددگار ہوں، تو غم نہ
 کھا، اور یہ بھی الہام ہوا: ما اودعت فی قلبک فان رؤیا المؤمن جزء من ستۃ
 اربعین جزء من النبوة یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے
 اس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھالیس حصوں میں سے۔
 اور فرماتے تھے دہلی میں یہ الہام ہوا: ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع
 ہواہ وکان امرہ فرطا اور فرماں برداری نہ کر اس شخص کو جو غافل کیا ہم نے اس کے دل
 کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اس کا حد سے بڑھا ہوا۔ یعنی غافلوں
 کی غفلت میں پیروی نہ کر۔ اور یہ بھی القاء ہوا: کن فی الناس کاحد من الناس یعنی ہو
 تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں اور القاء ہوا: اگر وقت غفلت شد تدارک آن وقت
 دیگر لازم است، یعنی کسی وقت غفلت ہو جاوے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم
 ہے۔ (۱)

(۲)

فرماتے تھے تین بار الہام ہوا: واللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ
 سبیلا اور واسطے اللہ کے ہے اور پر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ کا جو طاقت رکھے طرف اس کی
 (۱) سوانح عمری عبداللہ غزنوی، ص ۳۵، ۳۶

راہ کی۔ اور فرماتے تھے، الہام ہوا: ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی اور البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے، الہام ہوا: الم نشرح لک صدرک یعنی کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا؟ (۱)

(۵)

جنگل کی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہام ہوا: فقطع دابر القوم الذین ظلموا فالحمد لله رب العالمین۔ (۲)

(۶)

مولوی عبدالرحمن بن شیخ محمد بارک اللہ (لکھوی) کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں اور زہد و تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام، آپ (مولوی عبداللہ غزنوی) کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لیے ملک پنجاب سے سفر کر کے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے، راستے میں جو انہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آنجناب (غزنوی صاحب) کی نسبت سنے تو حیران ہوئے۔ اسی رات ان کو یہ الہام ہوا: فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون، دوسری باریہ الہام ہوا: وانہ لمن المصطفین الاختیار، تیسری باریہ الہام ہوا: ان هو الا عبد انعمنا علیہ۔ (۳)

بات مولانا عبداللہ غزنوی کے الہامات کی ہو رہی ہے تو چلتے چلتے ذرا موصوف کے سوانح نگار مولوی عبدالجبار غزنوی صاحب کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو:

”جو الہام اور خواہیں آپ کو کتاب و سنت پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو کتاب و سنت کی طرف بلانے اور تقویٰ اور توکل اور صبر و خشیت اور زہد و قناعت و ترک ماسوی اللہ اور انابت

اور آپ کے مقامِ امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظہ اور نصرت اور مغفرت کے وعدہ پر ہوئے
ہیں وہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتے ہیں۔ ان کے جمع کے لیے ایک بڑی کتاب
چاہیے۔ (۱)

www.ownislam.com

"عملیات و تعویذات"

پریشانی میں حضور اکرم ﷺ کو پکارنا

شرعی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباسؓ کا سن ہو گیا کہ یا محمد فی الفور کھل گیا۔ (۱)

ایسے عمل جو قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوں

کرنے جائز ہیں

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”میں کہتا ہوں اس حدیث سے اس بات پر استدلال باشارۃ النص ہو سکتا ہے کہ اگر تعالیٰ کسی نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے کہ فلاں سورۃ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لیے نافع ہے تو ہو سکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے وَمَا يُدْرِيكَ اَنْهَا رُفِيَتْ ہاں کیفیت عمل میں کوئی ایسا امر آ کر شامل نہ ہو جو طریق شرعی سے بیگانہ سمجھا جائے یہی تلاوت و نفل و تعداد تکرار و نحو ہا فقط۔“ (۲)

قبر پر بعد دفن کے سورہ بقرہ کا اول آ خر پڑھے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”صحیح مسلم میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص نے کہا تھا جب تم مجھ کو دفن کر چکو تو پاس میری گور کے اتنی دیر بٹھہرنا کہ اونٹ کو نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں تاکہ میں تم سے استیناس کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دیتا ہوں؛ انتہی۔ پھر بعد دفن کے قبر پر اول و آخر سورہ بقرہ پڑھے رواہ البیہقی فی السنن عن ابن عمر نووی نے کہا اس کی اسناد حسن ہے گو ابن عمرؓ ہی کا قول ہو کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کی جاتی یا عموم فضل تلاوت بقرہ سے استعظام کیا ہو یا میدا انتفاع میت بتلاوت بقرہ واللہ اعلم۔“ (۱)

مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا

برائے دفع کربت

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

”ایک شخص صالح ایک کربت میں گرفتار تھے انہوں نے اس درود کا وظیفہ کیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاَمِّیِّ الطَّاهِرِ الزَّکِّیِّ صَلَوةٌ تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَ تُفَكُّ بِهَا الْكُرْبُ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کربت سے رہائی بخشی یہ بھی آیا ہے کہ کوئی دعا بے درود کے قبول نہیں ہوتی۔“

مکمل حکایت قابل ذکر ہے

ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مر گیا اس کا منہ و بدن سیاہ ہو گیا پیٹ پھول گیا۔ اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ موت غربت اور اس کے باپ کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ سفید ہو گیا کہا تم کون ہو کہا میں تیرا نبی محمد رسول خدا ہوں ﷺ تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پر بہت

دروپہنچا تھا میں اس حالت کے دور کرنے کو آیا اس کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو باپ کے بدن پر نور تھا اللہ کی حمد کی اور اچھی طرح کفن دفن کیا؛ انتہی

لب گوہر فشاں واہوں گے جب عرض شفاعت کو
تماشا گاہ محشر میں تکلیں گے نیک منہ بد کا
بیٹھیں گے حسن گھڑی ساماں عشرت بزم جنت میں
کھلے گا حال امت کو ترے انعام بے حد کا
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کا
ترا دست دعا ضامن ہے جب سے کل کے مقصد کا“ (۱)

نوٹ!

یہ حکایت نواب صاحب کی کتاب میں اسی طرح ہے۔ ہم نے بغیر کسی رد و بدل کے نقل کر دی ہے۔

امام جعفر صادق کو علیہ السلام کہنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی دعا میں پانچ بار لفظ ربنا کہتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔“ (۲)

(۱) کتاب التعوذات، ص ۷۷، ۷۸

(۲) کتاب التعوذات، ص ۷۹، ۱۳۶

دائیں کہنی پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پر

محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا

دائیں پنڈلی پر جبریل اور بائیں پر میکائیل لکھنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”اس کو تلیث بھی کہتے ہیں عموم غسل کرے اور چوب خرا سے یا کسی اور چوب سے اس کے ذراع ایمن پر لا الہ الا اللہ اور ذراع ایسر پر محمد رسول اللہ اور ساق ایمن پر جبریل اور ساق ایسر پر میکائیل اور شق ایمن پر اسرائیل اور شق ایسر پر عزرائیل لکھ دے وہ بہت جلد صحت پائے گا۔ وَهَذَا مِمَّا جُرِّبَ وَصَحَّ اِسی طرح پشت محمود پر اذان و اقامت لکھے بَرَّءٌ سَرِيعًا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی اس کا ذکر بعض علماء کبار نے کیا ہے تھوڑے لوگ اس کو جانتے ہیں۔“ (۱)

تنگی کے وقت حضرت خضر کا تشریف لانا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”بعض صالحین نے کہا ہے بعض مفاوز میں مجھ کو عطش شدید ہوا یہاں تک کہ میں تلف سے ڈرا اور مرنے کے لیے مستعد ہو بیٹھا تنے میں آنکھ لگ گئی ایک کہنے والے نے کہا کہ تین باریا لَطِيفًا بِخَلْقِهِ يَا عَلِيْمًا بِخَلْقِهِ يَا خَبِيْرًا بِخَلْقِهِ الطُّفْ بِیْ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيْمُ يَا خَبِيْرُ یہ تحفہ ابد ہے جب تجھ کو کچھ تنگی پیش آوے یا کوئی نازلہ نازل ہو تو اس کو کہا کہ یہ کہنا کافی شافی ہوگا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں خضر ہوں۔“ (۲)

حاملہ پر سورہ یوسف باندھے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”سورہ یوسف کو لکھ کر زن حاملہ پر باندھ دے مگر ایسا لکھے کہ کوئی حرف نہ مٹے ان شاء

اللہ ذکر جمیل سعید معصوم مرضی خدا سے پیدا ہوگا۔“ (۱)

بچہ پیدا کرنے کا ایک اور عمل

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”ایک شخص نے حسن بھری سے کہا کہ میں اپنی بی بی سے صحبت نہیں کر سکتا ہوں دو بیضہ

مشوی مٹگا کر کے ایک پر یہ آیت لکھی وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ اور وہ انڈا

مرد کو دیا۔ دوسرے پر لکھا وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ☆ وہ عورت کو دیا اور کہا

کھا جاؤ کام کرو وہ دونوں گویا ایک رسی میں بندے تھے کھل گئے۔ مطلب ان کا حاصل ہو

گیا۔“ (۲)

شام سے صبح تک بیوی کے ساتھ مشغول رہنے کا نسخہ

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”(ف) حکماء ہند نے کہا ہے جب کتا کتی سے منعقد ہو جائے تو فوراً اس کی دم جڑ سے

کاٹ کر چالیس دن تک زمین میں گاڑ دے پھر اس کو نکالے وہ ایک ہڈی کی طرح پر ہوگی

اس کو ایک دھاگے میں باندھ کر کمر سے لگانے سے انزال نہ ہوگا اور نہ تھکے گا اور نہ تعب

پائے گا اگرچہ مغرب سے صبح تک مشغول رہے۔“ (۳)

ولادت کی آسانی کے لیے عورت

کی ران میں تعویذ باندھنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”جس عورت کو دردِ زہ ہو تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھو وَالْقَتَّ مَا فِيهَا وَ تَخَلَّتْ
وَاَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَ حَقَّتْ اہیا اشْرہیا اور اس پرچہ کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی
بائیں ران میں باندھو تو وہ جلد جنے گی، سیوطی نے درمنثور میں بروایت اعمش کہا ہے کہ یہ
کلمہ اہیا اشْرہیا موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے اس کے معنی یہ ہیں اے زندہ قبل ہر چیز کے اور
اے زندہ بعد ہر چیز کے۔ شفاء العلل میں کہا ہے کہ اہیا بکسر ہمزہ و اشْرہیا بفتح ہمزہ و شین
معجمہ لفظ یونانی ہے۔ یعنی وہ ازلی کہ کبھی اس کو زوال نہیں اور شرہیا بدون ہمزہ کے خطا ہے
بزعم علماء یہود و کذابی القاموس۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا اگر اول سورت کو شیرینی پر
حقت تک پڑھے اور حاملہ کو کھلا دے تو بھی جلد جنے اُہتی۔ میں کہتا ہوں میں نے بارہا گڑ پر
اس آیت کو پڑھ کر زنانِ اہل اسلام و کفر کو دیا ہے فی الفور اس کا اثر ظاہر ہوا کبھی تخلف
سرعت ولادت میں نہ پایا واللہ الحمد اس کے سوا ایک یہ تدبیر بھی ہے کہ کتاب موطا تالیف امام
مالکؒ کو حاملہ سے لگاوے اللہ کے اذن سے جلد خلاصی ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کا تجربہ
بھی کیا ہے۔“ (۱)

عورت کے پیٹ اور شرم گاہ پر پانی چھڑکنا

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”ایک پاک برتن میں اس آیت کو لکھ کر شکم و فرج پر چھڑک دے (كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ . كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا . لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ) پھر دھو کر کچھ پانی اس عورت کو بھی پلا دے اس کو دلیلی نے ابن عباس سے رفعاً ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بسندہ۔“ (۱)

ولادت کی آسانی کے لیے

”شیخ محمد نازی حقی کہتے ہیں میں نے ایک کاس پر آیہ الکرسی و سورہ فاتحہ و اخلاص اور یہ دعا لکھ کر پلائی فوراً بچہ پیدا ہو گیا اگر رکابی پر نہ لکھ سکے تو ورقہ لکھ کر دھو کر پلاوے یہاں تک کہ ایک عورت کو مدینے میں یہ اتفاق ہوا کہ نصف بچہ باہر آ گیا تھا اور نصف دودن تک باقی تھا اور کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی۔ روضہ مطہرہ میں آ کر وقت ضحیٰ مجھ سے کہا تو میں نے یہ عمل لکھ دیا۔ اس کا شوہر لے گیا فی الفور بچہ پیدا ہو گیا۔ ۱۲۶۱ھ سے ۱۲۸۶ھ تک اس کو بحمدہ تعالیٰ مجرب پایا دعا یہ ہے لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي كُلِّ لَمَحَةٍ وَنَفْسٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَّكَ اِنْتَهٰی۔“ (۲)

(۱) کتاب التعوذات، ص ۱۰۷

(۲) کتاب التعوذات، ص ۱۰۸

اگر دائیں ران پر آدم اور بائیں ران پر حوا لکھے تو

احتلام نہ ہوگا (معاذ اللہ)

نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

”اگر دائیں ران پر آدم اور بائیں ران پر حواء لکھے گا تو بھی احتلام سے بچا رہے گا۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کا وسیلہ

”بعض علماء نے کہا ہے یہ آیات فضل عظیم رکھتے ہیں بعض لوگ ایک امر عظیم میں پڑ گئے تھے اور جان سے تنگ آ گئے تھے اور کوئی حیلہ خاص کا تھا ایک شخص نے جس کو پہنچانے نہ تھے یہ آیات سکھائے اور کہا کہ ان کو مکرر پڑھو اللہ کی طرف سے کشف غمہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وَكَمْ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ	يَذُوقُ خَفَاهُ عَنْ فَهْمِ الذِّكْرِ
وَكَمْ أَمْرٍ تَشَاءُ بِهِ صَبَاحًا	وَتَأْتِيكَ الْمَسْرَةُ فِي الْعِشِيِّ
إِذَا ضَاقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا	فَتَقِ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ
تَشْفَعُ بِالنَّبِيِّ فِكُلِّ عَبْدٍ	يُغَاثُ إِذَا تَشَفَّعَ بِالنَّبِيِّ

شرحی نے ان آیات کا ایک قصہ لکھا ہے جس میں ذکر فرج کرب و کشف غمہ ہے۔ یہ آیات مشتمل ہیں استغاثہ باللہ اور تشفع بالنبی ﷺ پر ان کی تاثیر میں کون شک کر سکتا ہے تشفع برسول خدا ﷺ یہی ہے کہ اول و آخر ان آیات کے درود شریف پڑھے۔“ (۲)

(۱) کتاب التعویذات، ص ۲۰۰

(۲) کتاب التعویذات، ص ۱۱۰

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کا وسیلہ

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”جو عورت سوا لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران و گلاب سے اس آیت کو لکھے اللہ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزِدُّ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ عَالَمِ الْغِیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ پھر اس آیت کو لکھے یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اِسْمُهُ یَحٰیی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا پھر یہ لکھے بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنَا صَلَاحًا طَوِیْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ پھر وہ تعویذ حاملہ باندھ لے یہ تو سل بانیا، یکینیت کذا کچھ مخالف شرع شریف نہیں ہے۔“ (۱)

حمل ٹھہرانے کا عجیب و غریب طریقہ

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”اس آیت هُنَالِكَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِیَّةً طَیْبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَا کو مشک و زعفران و گلاب سے ایک طرف بلور یا زجاج پر کاتب با وضو ہو کر لکھے پھر پانی میں گھول کر مرد عاقر یا زن عاقر کو تین دن تک پلائے اور عضد مرد و زن پر لکھ کر ریشم کے دھاگے سے باندھ دے اور وقت دخول فراش کے علیحدہ کر کے صحبت کر لے پھر نہا کر باندھ کے وہ شب اول و دوم یا سوم میں باذن اللہ تعالیٰ حاملہ ہو جائے گی اور اسی طرح اگر یہ آیت یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمْ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً وَاَتَقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ

تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا کو ایک قطعہ حلوہ پر نصف شب کو شب جمعہ سے ایسی جگہ لکھ کر کوئی نہ دیکھے کھالے گا پھر بی بی سے جماع کرے گا تو تین بار کے اندر باذن خدا وہ حاملہ ہو جائے گی۔“ (۱)

عورت کے پیٹ پر لکیر کھینچنے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”یہ بھی اس شخص معتمد نے مجھ کو خبر دی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکانہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچنے انگلی کے پھیرنے کے ساتھ ستر باریا متین کہے ان شاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔“ (۲)

شرم گاہ کے غسل کے پانی کے ساتھ نظر لگ جانے کا علاج

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”جب نظر لگے اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جائے تو اس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اس کی شرم گاہ کے غسل کے پانی کو ایک برتن میں لے کر اس پانی کو عیون (آنکھوں) پر چھڑکے تو اسی دم اچھا ہو جائے گا۔ اس کو بھی شرجی نے ذکر کیا ہے اور اوپر گزر چکا ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں حضرت ﷺ سے اسی طرح کے مانند روایت کیا ہے۔ مولانا فرماتے تھے صحیح مسلم میں رفعا آیا ہے کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلائے تو دھودو کہ شاید

تمہاری ہی نظر لگی ہو اس کا برا ماننا عبث ہے۔

فائدہ:

عثمانؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا کہا اس کی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دو کہ اس کو نظر نہ لگے۔ مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے کہا ہے کہ یہ لڑکے کو کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں واللہ اعلم انہی۔ میں کہتا ہوں لگانا سیاہ ٹیکے کا لڑکوں کو اثر مذکور سے ترمذی میں ثابت ہے۔ مولوی صاحب مرحوم کو میں نے بھی دیکھا تھا میرے والد مرحوم کے معاصرو محب تھے بڑے موحد فقیہ متقی تھے۔ ان کی بہت کتابیں ہیں، نصیحۃ المسلمین، ترجمہ قول الجمل، ترجمہ سرشہادتین، ترجمہ مشرق، ترجمہ درالمختار، رسالہ جہاد وغیرہ غفر اللہ لنا ولہم۔“ (۱)

درودناریہ اور درود تنجینا کے فوائد

نواب صاحب لکھتے ہیں:

صلوۃ تنجینا

”شیخ اکبر نے اس صیغہ درود کو ایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس کو جو فلیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد درجہ اجابت کو پہنچے گی جیسے برق خاطف یہ درود تریاق جسیم و اکسیر اعظم ہے امام صابونی و محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات نے اس کے اسرار و منافع بہت بیان کیے ہیں مولوی قطب الدین دہلوی کو اجازت اس صیغہ کی یوں تھی کہ ہر روز ستر بار واسطے قضائے حوائج کے پڑھے انہوں نے اجازت اس کی عام دی ہے صیغہ اس صلوۃ کا یہ ہے ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوٰةٌ تُنَجِّنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ وَالْاَفَاتِ وَتَقْضِيَ لَنَا بِهَا جَمِيعَ

الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا أَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنَ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ انْتَهَى۔“
بعض مشائخ نے کہا ہے جو کوئی اس درود شریف کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھے گا وہ
حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے گا اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے۔ بعض کا لفظ
یہ ہے ”مَنْ قَرَأَ هَذِهِ الصَّلَاةَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَرَّجَ اللَّهُ هَمَّهُ وَبَلَّيْتَهُ بِرَكَّةِ النَّبِيِّ ﷺ
لَفْظِ تَحِينَا تَخْفِيفٌ وَتَشْدِيدٌ دُونَ طَرَحٍ پرمروی ہے۔ قرآن پاک میں بھی یہ مادہ بذکر دعایوں
دونوں باب سے آیا ہے۔ وَنَجِّنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ O وَاللَّهُ
أَعْلَمُ۔“

صلوة تفریحیہ قرطبیہ

”اس کو مغاربہ صلوٰۃ نار یہ کہتے ہیں اس لیے جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل
مطلوب یا دفع مرہوب کے بعدہ ۴۴۴۴ پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے
حاصل ہوتا ہے ولہذا اس کو اہل اسرار ”مِفْتَاحُ الْكُنُزِ الْمُحِيطِ لِنَيْلِ مُرَادِ الْعَبِيدِ
“ کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے خواص اس عدد کے ذکر کیے ہیں اور کہا ہے ”اَكْسِرُ
فِي سَبَبِ التَّائِيْرِ“ مراد اس عدد سے چار ہزار چار سو چوالیس (۴۴۴۴) بار پڑھنا ہے۔
صیغہ اس درود کا یہ ہے ”اللَّهُمَّ صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًا عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرُجُ بِهِ الْكُرْبُ وَتُقْضَى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ
الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَيُسْتَسْقَى الْعِمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ فِي كُلِّ لَمَحَةٍ وَنَفْسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَّكَ“ قرطبی نے کہا جو شخص اس
درود کو ہر روز اکتالیس بار یا سو بار یا زیادہ بار پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہم و غم کی

تفریح اور ہر کرب و ضرر کا کشف کر دے گا اور اس کا کام آسان اور اس کا حال اچھا اور اس کا رزق وسیع ہو جائے گا ابواب حسنات و خیرات کے اس پر مفتوح ہو جائیں گے، حوادثِ دہر و شر نکباتِ جوع و فقر سے امن میں رہے گا، اس کی محبت لوگوں کے دل میں ہوگی، وہ جو چیز اللہ سے مانگے گا وہ ملے گی، انہی شیخ محمد تونسویؒ کہتے ہیں: جو شخص اس درود کو ہر روز گیارہ بار پڑھے گا گویا آسمان سے رزق اترتا ہے، زمین سے رزق اگتا ہے۔ امام دینوریؒ نے کہا: ہر روز گیارہ بار پڑھنے سے مراتبِ علیہ و دولتِ غنیہ حاصل ہوگی اور اگر تین سو تیرہ بار واسطے کشفِ اسرار کے پڑھے گا تو مراد سے زیادہ دیکھے گا اور اگر ہر روز سو بار پڑھے گا تو غرض کو فوق المراد پائے گا۔

(ف) صیغہ درود ہائے ماثورہ کے قریب تیس کے ہیں جن کو مع سند کے کتاب نزول الابرار میں لکھا گیا ہے۔ اہل تفسیر و حدیث نے کہا ہے کہ صلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ پر افضل عبادات و احسن حالات و اعظم قربات و اشرف مقامات ہے۔ ادب درود شریف کا یہ ہے کہ اس میں نامِ پاک اللہ اور اسم مبارک محمد اور لفظ آل و اصحاب ہو ایک درود سلام کا مکرر پڑھنا ذکرِ صلوات متعددہ سے افضل ہے۔ بعض خواص نے کہا ہے ”خُذْ حَرْفًا قُلْ اَلْفَا“ اور اثناء صلوٰۃ میں لفظ صلوٰۃ و سلام معاً ذکر کرے اور واسطے تکثیرِ ثواب کے اسم عدد بھی ذکر کرے جس طرح حدیث میں دوبارہ تسبیح و غیرہ آیا ہے۔ سبحان اللہ عدد کذا و کذا یہ سب آداب صلوٰۃ ناریہ میں مجملہ تعالیٰ موجود ہیں غرضیکہ بعد تلاوت قرآن و ذکر خدا کے کوئی وظیفہ و دعا بہتر درود شریف سے نہیں ہے۔ اس مسئلے کا بیان جیسا کہ کتاب نزول الابرار میں ہے ویسا کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔“ (۱)

دعائے حزب البحر پڑھنے کی تلقین (۱)

ختم صحیح بخاری برائے دفع جملہ نوازل (۲)

ختم خواجگان، ختم مجدد الف ثانی، ختم قادریہ، ختم

لایلاف، ختم برائے میت

طریق ختم خواجگان

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”یہ ختم جس نیت و قصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود سوار پھر الم نشرح مع بسم اللہ ہفت بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یک بار پھر سورہ فاتحہ با بسم اللہ سات بار پھر درود سوار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعیین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مدامت رکھے اللہ ہر مشکل کا آسان کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لکن رعایت عدد و ترکی اولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے خانقاہ

شریف مظہری کا دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے پڑھتے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضوان اللہ عنہم کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد و اعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں مجدد الف ثانی کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزیۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؑ و ابو یزید بسطامیؒ و ابوالحسن خرقانیؒ اور جو بعد ان کے ہوئے ان سے تاشاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات و حصول مرادات و دفع بلا و قہر اعداء و حساد و رفع درجات و وصالی قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہوگی اور چار دن سے زیادہ تجاویز نہ کرے گی اور سات دن اس پر مداومت رکھے۔

وَقَالَ وَجَرَّبَهَا كَثِيرٌ وَلَكِنْ أَوْصُوا لِمَنْ وَصَلَ إِلَيْهِ مُرَادِهِ أَنْ لَا يَقْشَى سِرَّهُ
لَا حِدٍ مِّنَ الشُّفَهَاءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوا فِيْمَا حُرِّمَ ثُمَّ كَانَ ذَلِكَ التَّرْتِيبُ عَادَةً
لَّهُمْ يَدَاوُمُونَهَا وَيَعْمَلُونَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَمَسَاءً أَوْ دُبُرَ
كُلِّ الْمَكْتُوبَاتِ الْخُمْسِ فَعَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ الْعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ
السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَالسَّعَادَةَ وَهُوَ أَعْظَمُ الرُّكْنِ وَأَفْضَلُ الْوَرْدِ
الْمَخْصُوصِ فِي الطَّرِيقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ بَعْدَ اسْمِ الذَّاتِ وَنَفْيِ الْإِثْبَاتِ كَذَا
ذَكَرَهُ أَبُو السَّعُودِ اَنْتَهَى. محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں لیکن آباء و مشائخ میرے
سب نقشبندیہ گزرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی۔ اس

لیے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا بابت اس ختم کے لائق عند احد میں خزیۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے اور اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدثؒ اور مرزا مظہر جان جاناںؒ بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے۔ واللہ الحمد۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ دراعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ او معروف و مشہور و ختم ”یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع“ ایک ہزار و صد بار دراول و آخر درود شریف صد بار نیز خواہ تہا خواہ بجماعت نیز مجرب است اتنی۔ ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ رسوادرود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود ایک سو بار الم نشرح نہتر بار اخلاص ایک ہزار ایک بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم“

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ

”یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد حل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانچ سو بار ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ بلا کم و بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد ہر دن بعد حلقہ صبح کو لازم کر لو۔“

ختم قادریہ

”اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجنشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ مع فاتحہ و کلمہ تجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت و مشائخ

طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔“

دیگر ختم قادریہ

”پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلانی پڑھ کر تقسیم کر دے۔“

ختم لایلاف

”اس کا بہ نیت رفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود پڑھنا بعد نماز فجر مجرب ہے۔ واللہ الحمد“

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ بسم اللہ سمیت پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ پھر دس بار ”اللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَارْحَمْهُ“ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن، تہلیل کافلاں کی روح کو پیش کیا۔ لوگ حلقے کے یوں کہیں ”رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔“ (۱)

باب نہم

فرقہ اہل حدیث (پاک و ہند)
کی چند مشہور شخصیات

سرسید احمد خاں اور وہابی تحریک

اٹھارویں صدی عیسوی میں انگریزوں کی ہوس ملک گیری کھل کر سامنے آئی اور مغل حکومت کی کمزوری سے انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ جنگِ پلاسی اور جنگِ بلکسر کے بعد تو ان کے اقتدار و استیلاء کا سیلاب پورے زور کے ساتھ بڑھتا آ نکہ ۱۸۰۳ء میں انہوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا اور تھوڑی ہی مدت میں ملک کے دوسرے بڑے بڑے حصوں پر بھی قابض ہو گئے۔

دہلی پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) نے دارالحرب کا فتویٰ مرتب کیا۔ (۱)

اور اسی فتوے سے ملک کے دوسرے علماء نے بھی اتفاق رائے ظاہر کیا یہاں تک کہ یہ آواز دہلی سے ٹھٹھ (سندھ) تک پہنچی۔ اس سے شاہ عبدالعزیز دہلوی کی سیاسی بیداری اور افکار کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی زاویہ نظر کے تحت جماعت مجاہدین نے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی امارت و قیادت میں ملک سے غیر ملکی اقتدار کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے ایک اصلاحی اور سیاسی پروگرام کے ذریعہ ملک میں بیداری کی روح پھونک دی اور ان کی صدائے جہاد سے پورا ملک گونج اٹھا، از بنگال تا یاغستان اور از دہلی تا مدراس تحریک کے ڈنکے بج گئے۔ اس تحریک کے قائدین نے پہلے یہ طے کیا کہ پنجاب سے سکھوں کا خاتمہ کیا جائے جن کے مظالم نے اس علاقے کے لوگوں کی زندگیاں اجیرن بنا دی تھیں اور اس کے بعد انگریزوں سے نمٹا جائے اور پھر ملک میں مسلم اقتدار کو بحال کیا جائے۔ ۱۸۳۱ء میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ کے میدان میں شہید ہو

گئے۔ ان کی شہادت نے اس تحریک کو اور آگے بڑھایا اور تحریک مجاہدین کی قیادت صادق پور (پٹنہ) کے مولانا ولایت علی (متوفی ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء) اور عنایت علی (۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء) نے سنبھالی۔ چونکہ ۱۸۴۹ء میں پورے پنجاب پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا لہذا اس کے بعد سے تحریک جہاد کا ایک نیا موڑ شروع ہوا اور اب مقابلہ سکھوں کی بجائے انگریزوں سے شروع ہو گیا اور سرحدی جھڑپیں جاری رہیں۔ سرحد کے جہاد کے لیے مجاہدین، رقوم اور سامان اندرون ملک سے جاتا تھا۔ بنگال و مدراس سے سرحد تک ایک سلسلہ بندھا ہوا تھا، صادق پور اور تھانیسر اس تحریک کے خاص مقامات تھے، ۱۸۶۳ء میں امبیلا کی لڑائی میں انگریزوں کو سخت منہ کی کھانی پڑی اور اس میں جنرل چیمبرلین سپہ سالار مارا گیا۔

اب انگریزی حکومت کو مجاہدین کی طاقت اور ان کی منظم تحریک کا اندازہ ہوا۔ اب حکومت نے باقاعدہ اور منظم منصوبے کے تحت مجاہدین کی تحریک پر توجہ کی اور ان کے خلاف مستقل مہم جوئی شروع کر دی۔ انبالہ (۱۸۶۳ء) پٹنہ (۱۸۶۵ء)، مالدہ (۱۸۷۰ء)، راج محل (۱۸۷۰ء) اور پٹنہ (۱۸۷۱ء) میں سے بہت علماء، تجار اور مبلغین پر بغاوت اور سازش کے الزام میں مقدمے چلائے گئے، ان کو ”وہابی“ کے نام سے بدنام کیا گیا۔ انگریزوں نے خود مسلمانوں میں سے ایک گروہ ایسا پیدا کر دیا جس نے ان کے خلاف اتہامات و نفرت کا ایک طوفان کھڑا کر دیا، مساجد کے دروازے ان پر بند کر دیئے گئے، معاشرتی طور پر ان کی تحقیف کی گئی، ان کے خلاف فتاوے مرتب ہوئے، اس تحریک کے خاص اکابر مولانا احمد اللہ صادق پوری (متوفی ۱۸۸۱ء)، مولوی یحییٰ علی صادق پوری (متوفی ۱۸۶۸ء) اور مولوی عبدالرحیم صادق پوری (۱۹۲۲ء) اور مولوی محمد جعفر تھانیسری (متوفی ۱۹۰۵ء) وغیرہ کو حبسِ دوام بے دریاہ شور کی سزا دی۔ وہابی اور باغی مترادف الفاظ قرار پائے۔

سر عبدالرحیم لکھتے ہیں۔

”بنگلہ میں وہابی تحریک کے بعد جو عمل اختیار کیا گیا اس سے مسلمان جاگیردار اور زمینداروں کی تمام املاک جو وسعت میں تمام بنگال کی ایک چوتھائی تھی، گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کر لیں، اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری ملت کے سیکڑوں خوش حال خاندان نانِ شبینہ کو محتاج ہو گئے اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد بے کسی اور مفلسی میں در بدر پھرنے لگے۔“ (۲)

اس زمانے میں انگریز ڈبلو ڈبلز ہنٹر نے انگریزی زبان میں ایک کتاب ”ہمارے ہندوستانی مسلمان، کیا وہ اپنے ضمیر کے مطابق ملکہ کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور ہیں“ لکھی۔ اس میں اس نے بڑی چابک دستی سے ”وہابیوں“ کے مقدمے کو پیش کیا بظاہر ہمدردی کا بھی اظہار کیا، مگر اس نے دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ ”وہابی“ (مجاہدین) اپنے عقائد میں جمہور مسلمانوں سے علیحدہ ہیں اور اپنے عقیدے کے مطابق مجبور ہیں کہ وہ ملک سے بغاوت کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات ان مجاہدین کے سخت خلاف تھی اور گمان یہ ہوا کہ انگریزی حکام اس کتاب کے مندرجات کی روشنی میں پالیسی وضع کریں گے۔ ملتِ اسلامیہ کے دل سے وہ زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے جو انگریزوں نے بطور انتقام اس کو پہنچائے تھے کہ اب ہنٹر نے ایک شوشہ چھوڑ دیا بلکہ اس کی یہ کتاب جلتی پرتیل کا مصداق تھی۔ سر سید احمد خاں نے جب اس کتاب کو پڑھا تو وہ سینہ سپر جو کر میدان میں نکل آئے، اور اس کے جواب میں تیاری شروع کر دی۔ سر سید احمد خاں نے غور و فکر کے بعد یہ طے کر لیا تھا کہ انگریزوں کی پائیدار اور مستقل حکومت قائم ہو جانے کے بعد اب حالات ایسے ہیں کہ مسلمانوں کو انگریزوں سے مل کر رہنا چاہیے اور امن و امان کی زندگی گزارنی چاہیے، راعی

(۱) خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۲۵ء، منعقدہ علی گڑھ اردو ترجمہ عبدالرشید، علی گڑھ ۱۹۲۵ء

اور رعایا کی غلط فہمی دور ہونی چاہیے۔ اور کچھ دنوں کے لیے مسلمانوں کو سیاست سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے اور گورنمنٹ کے دل میں اپنی وفاداری کا پورا نقش بٹھا دینا چاہیے تاکہ مسلمانوں سے انگریز کی بدظنی دور ہو جائے اور مسلمان کو انگریزی تعلیم اور مغربی علوم و فنون کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

شاید یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہ ہو کہ ہندوستان کے مسلمان غالب اکثریت میں فقہ حنفی کے ماننے والے ہیں، خواص اور علماء میں بعض حضرات اہل حدیث بھی گذرے ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل شہید نے اس فکر کو خاص طور سے بڑھایا اور اپنے مہتممین کی ایک جماعت پیدا کر لی حالانکہ جماعت مجاہدین میں اہل حدیث اور حنفی گروہ کے لوگ موجود تھے، سید احمد شہید کا رجحان تو واضح طور سے حنفیت کی طرف تھا اور مولانا ولایت علی صادق پوری کا بھی یہی مسلک تھا، انہوں نے ایک موقع پر فرمایا:

”میں حنفی المذہب ہوں اور مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھ کر کسی فقہی مسئلہ کے خلاف عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا“۔ (۱)

اور یہی طریقہ ان کے مریدوں کا تھا۔ (۲)

غرض جب انگریزوں نے دارو گیر کا سلسلہ شروع کیا اور ہنٹر کی کتاب نے اس آگ کو اور بھڑکایا تو سر سید احمد خاں مدافعت کے لیے میدان میں نکل آئے اور اعلان کیا کہ میں وہابی ہوں اور اپنے عقائد کی رو سے انگریزی حکومت کا وفادار ہوں اور کوئی وہابی از روئے عقائد انگریزی گورنمنٹ سے بغاوت نہیں کر سکتا، اور امر واقعہ یہ ہے کہ سر سید احمد خاں اہل حدیث تھے۔

انہوں نے آثار الصنادید میں مولوی محمد اسماعیل شہید کا ذکر بڑی عقیدت اور احترام

سے کیا ہے۔ (۱)

سر سید احمد خاں نے اسی فکر سے متاثر ہو کر ۱۸۴۹ء کو ایک رسالہ کلمۃ الحق پیری مریدی کے خلاف لکھا اور ۱۸۵۰ء میں دوسرا رسالہ راہ سنت اور رد بدعت لکھا جس کے متعلق خواجہ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:

”یہ رسالہ وہابیت کے جوش میں اہل بدعت کے خلاف متبعین سنت کی تائید میں

لکھا۔“ (۲)

سر سید احمد خاں ان خیالات کے بڑے مبلغ تھے چنانچہ جماعت اہل حدیث کے سرخیل شمس العلماء شیخ اکل میاں نذیر حسین دہلوی (متوفی ۱۹۰۲ء) کو بھی ”نیم چڑھا وہابی“ سر سید احمد خاں نے ہی بنایا تھا۔ چنانچہ سر سید احمد خاں ایک ممتاز اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم آروی (متوفی ۱۳۲۲ھ) کو اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

”جناب سید نذیر حسین دہلوی صاحب کو میں نے ”نیم چڑھا وہابی“ بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ کو نیک جانتے ہیں، لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے۔ جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔“ (۳)

(۲) حیات جاوید لاہور ۱۹۵۰ء ص ۱۱۹

(۱) آثار الصنادید کراچی ۱۹۵۷ء ص ۱۱۹

(۳) مکتوبات سر سید مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۵۹ء ص ۶۲۹-۶۵۰

سر سید احمد خاں نے اپنے کو ”غالی وہابی“ قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:
 ”میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں، ایک وہابی، دوسرے وہابی کرپلا اور
 تیسرے وہابی کرپلا اور نیم چڑھا اور میں اپنے تئیں تیسری قسم قرار دیتا ہوں۔“ (۱)
 سر سید احمد خاں نے ہنٹر کا جواب دیتے ہوئے صاف طور پر لکھا کہ:
 ”میں خود وہابی ہوں اور وہابی ہونا جرم نہیں بلکہ گورنمنٹ کی یدِ خواہی اور بغاوت جرم
 ہے۔“ (۲)

سر سید احمد خاں نے نہایت مفصل اور مدلل طریقے سے ثابت کیا کہ ہنٹر نے وہابیوں
 کے متعقدات، سیاسی کردار اور جہاد کی جو تصویر پیش کی ہے وہ غلط ہے اور اس میں ظن و تخمین
 کو زیادہ دخل ہے اور واقعات کے بالکل خلاف ہے بلکہ ہنٹر کی بعض موٹی موٹی غلطیاں ظاہر
 کر کے اس کی علمی قابلیت کا بھی بھانڈا پھوڑ دیا۔

سر سید احمد خاں نے ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر جو تبصرہ لکھا وہ پہلے الہ آباد کے مشہور
 انگریزی اخبار پانیر کی مختلف اشاعتوں میں شائع ہوا اور اس کے بعد سائٹفک سوسائٹی علی
 گڑھ کے اخبار انسٹی ٹیوٹ گزٹ کی ۱۴، اشاعتوں (۲۴ نومبر ۱۸۷۱ء تا ۲۲ نومبر ۱۸۷۲ء)
 میں شائع ہوا۔ سوسائٹی کے اخبار میں انگریزی متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔ اسی
 زمانے میں ایک اہل حدیث ذی علم رئیس حافظ احمد حسین بدایونی (متوفی ۱۸۸۷ء) (وکیل
 ٹونک) لندن میں تھے، انہوں نے سر سید کے اس ریویو کو اردو ترجمے کے ساتھ لندن میں
 کتابی صورت میں شائع کیا اور انگریزوں کی سوسائٹی میں اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

(۱) مکتوبات سر سید مرتبہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۵۹ء، ص ۶۴۹

(۲) حیات جاوید، الطاف حسین حالی، ص ۲۳۲

حالی لکھتے ہیں:

”اس ریویو کے شائع ہونے سے لوگوں کی طبیعتوں کا ایسا حال ہو گیا تھا کہ جیسے جلتی اور بھڑکتی آگ پر کوئی پانی ڈال دے“۔ (۱)

ذی علم انگریزوں نے اس ریویو کو سراہا، جن میں سر ولیم میور کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ (۲)

غرض اس ریویو سے وہابیوں کی مخالفت کا زور کم ہو گیا اور بڑی حد تک انگریزوں کی بدظنی ختم ہو گئی۔ خواجہ الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:

”ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب کا ریویو..... سر سیدی کی ان جلیل القدر خدمات میں سے ہے جس کے شکر سے تمام ہندوستان کے مسلمان عموماً اور وہابی مسلمان خصوصاً کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، چونکہ اس ریویو میں سر سید نے اپنے وہابی ہونے کا اقرار کیا تھا، اس لیے انگریزوں کی بدگمانی وہابیوں کی نسبت بالکل جاتی رہی تھی“۔ (۳)

اس سلسلے میں خواجہ حالی ایک واقعہ لکھتے ہیں:

”۱۸۷۱ء میں مسٹر گریفن ڈپٹی کمشنر لاہور نے منشی قادر بخش خاں تحصیل دار چوئیاں کو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ پر مجرم وہابیت مواخذہ کر کے صاحب فنانشیل کمشنر کے پاس بھیجا اور کرنل ڈیوس کو جو اس وقت کمشنر تھے، یہ معلوم ہوا کہ قادر بخش کا وہی مذہب ہے جو سید احمد خان کا ہے تو انہوں نے فنانشیل کمشنر سے سفارش کر کے ان کی تبدیلی قصور میں کروا دی۔ اس کے بعد جب ان کی تبدیلی قصور سے ہونے لگی تو مسٹر ابراہن اسٹنٹ کمشنر قصور نے ان کو جو سرٹیفکیٹ بغرض صفائی کے دیا تھا اس میں بڑا ثبوت ان کی صفائی کا یہ لکھا تھا کہ

(۲) تذکرہ سر سید لاہور ۱۹۶۳ء ص ۱۶۱-۱۶۲

(۱) حیات جاوید، الطاف حسین حالی، ص ۲۳۳

(۳) الطاف حسین حالی، ص ۲۰۸

یہ شخص وہی مذہب رکھتا ہے جو سید احمد خاں صدر الصدور اضلاع شمال مغرب کا مذہب ہے اور اس لیے اس کی نسبت بدخواہی سرکار کا اشتباہ محض لغو ہے۔“ (۱)

سر سید احمد خاں نے وہابیوں کی مدافعت کے جوش میں مسلم حکمرانوں کے متعلق بعض ایسی باتیں لکھ دیں جو تاریخی حقائق کے خلاف تھیں، سر سید احمد خاں خود بھی اس بات کو سمجھتے ہوں گے اور مصلحتِ وقت کے تحت انہوں نے یہ تصویر پیش کرنی ضروری سمجھی ہوگی تاکہ وہابیوں سے انگریزوں کی بدظنی دور ہو جائے۔ (۲)

سر سید احمد خاں نے تفصیل سے بتایا کہ ہم مستامن گورنمنٹ کے ماتحت رہنے میں جس کی حکومت میں ہمیں ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے اس لیے جہاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہابیوں کی سرگرمیوں کے پانچ ادوار قائم کر کے ان کی پوری پوری مدافعت کی اور ان کے سر سے سارے الزامات دفع کیے۔ اور بتایا کہ وہابیوں نے سرحد پر جو جہاد کیا تھا، وہ سراسر سکھوں کے خلاف تھا اور ان کا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا تھا ہی نہیں۔ اس طرح سر سید احمد خاں نے سب سے پہلے وہابی تحریک یعنی مجاہدین کی تحریک کے متعلق یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ جہاد سکھوں کے خلاف تھا، چنانچہ بعد کو اس تحریک کے دوسرے ممتاز وکیلوں اور مورخوں مثلاً مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی (ایڈیٹر اشاعت السنۃ لاہور)، مولوی عبدالرحیم صادق پوری (مؤلف تذکرہ صادقہ) اور مولوی محمد جعفر تھانیسی نے بھی ان ہی خیالات کا اظہار کیا اور آخرا لڈکر نے تو یہ ستم کیا کہ اصل مواد میں بھی کترویمنت کردی اور اس تحریک کے اکابر کے خطوط میں ”فرنگی“ کی بجائے ”سکھ“ لکھ مارا۔

سر سید احمد خاں نے پورے طور سے جہاد کے خلاف لکھا، وہابیوں کو وفادار ثابت کیا،

(۱) الطاف حسین حالی، ص ۴۰۸-۴۰۹

(۲) سرکشی ضلع بجنور مقدمہ از ڈاکٹر سید معین الحق، سلمان اکیڈمی، ۱۹۶۲ء، ص ۸۶-۸۷

اور پھر اپنی پالیسی کے تحت ان میں مغربی علوم اور انگریزی زبان کی اشاعت کی کوشش کی اور اس کا خاطر خواہ اثر ہوا، اس اعتبار سے جب ہم اس جماعت کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت نے بڑی حد تک سرسید احمد خاں کی پالیسی کو اپنایا، جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، من حیث الجماعت اپنی وفاداری کو ثابت کیا اور کسی نہ کسی حد تک مغربی علوم و زبان کی اشاعت بھی ضروری سمجھی۔

اس زمانے میں اس تحریک اور جماعت کے تین مراکز (صادق پور، دہلی اور پنجاب) تھے اور ان تینوں مراکز میں سرسید احمد خاں کے خیالات اور پالیسی کا اثر و نفوذ ہوا۔ اگرچہ سرسید کے جدید مذہبی خیالات سے ان لوگوں نے پورے طور سے برأت ظاہر کی بلکہ رد بھی کیا مگر سیاسی اعتبار سے ان کے ہم نوا رہے۔

علمائے صادق پور میں تحریک جہاد کے امیر مولانا ولایت علی کے فرزند شمس العلماء مولوی محمد حسن ذبیح پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے سرسید احمد خاں کی تحریک اور پالیسی کو اپنایا اور پٹنہ میں انگریزی تعلیم کا اجراء کیا، مولوی محمد حسن صاحب کے تعلقات سرسید احمد خاں کے ساتھ خوب تھے، مولوی محمد حسن صاحب بہ سلسلہ تجارت کچھ دنوں کلکتہ میں مقیم رہے تو وہاں سرسید احمد خاں کے دوست اور ان کی تحریک کے سرگرم کارکن خان بہادر نواب عبداللطیف خان (متوفی ۱۸۹۳ء) سے بھی خوب روابط رہے، مولوی اشرف علی صادق پوری کے نام ایک خط میں سرسید احمد خاں لکھتے ہیں:

”مولوی محمد حسن کی خدمت میں سلام مسنون“ (۱)

مولوی محمد حسن کے متعلق تذکرہ صادقہ کے مؤلف لکھتے ہیں:

”علوم مغربی سے بھی شوق تھا جو کتابیں علوم مغربی کی اردو ترجمہ ہو گئی ہیں ان کا

مطالعہ کیا کرنے جب آپ کو مقدمہ (مجاہدین) اور تحصیل علوم سے فرصت ہوتی تمام مسلمانوں اور خالصۃً اپنے خاندان کی ترقی کی طرف متوجہ ہوتے، اس وقت آپ کو دو مشکلوں سے سامنا پڑا ایک تو گورنمنٹ کی بدظنی تمام مسلمانوں سے عموماً اور اس خاندان سے خصوصاً اور دوسرے اس باقی ماندہ لوگوں کے تمام فرقہ اہل حدیث کے متعصبانہ حالات اس لیے مولوی صاحب نے یکم مارچ ۱۸۸۴ء ایک اسکول محمدن اینگلو عربک کے نام سے جس میں انگریزی عربی اور دینیات دونوں کی تعلیم دی جائے قائم کیا تاکہ مسلمان علوم مغربیہ سے اپنے دماغوں کو روشن کریں اور ان کے متعصبانہ خیالات دفع ہوں۔ (۱)

اس مدرسہ کے لیے پٹنہ میونسپلٹی نے سو روپے ماہوار مدد دی اور گورنمنٹ نے مزید برآں سو روپے ماہوار امداد منظور کی اور وہابی فنڈ سے پندرہ ہزار روپے دیے اور پانچ ہزار روپے تعمیر مکان کے لیے منظور کیے اور ۱۸۸۷ء میں بنگال سے لیفٹیننٹ گورنر اسپورٹ بلی صاحب تقسیم انعامات کے لیے آئے۔ (۲)

مولوی محمد حسن نے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ کے انداز پر پٹنہ سے ایک اخبار بھی جاری کیا مؤلف تذکرہ صادقہ لکھتے ہیں:

”جولائی ۱۸۸۴ء ایک اخبار پٹنہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ جاری کیا تاکہ گورنمنٹ کو اپنے اغراض سے آگاہ کریں اور اس کے مفید آرٹیکلوں سے لوگوں کے خیالات کی تہذیب و درستگی کریں۔“ (۳)

مولوی محمد اسحاق بن حکیم ارادت حسین نے انسٹی ٹیوٹ گزٹ کو جاری رکھا جس میں ایک کالم میں اردو اور دوسرے کالم میں انگریزی ہوتی تھی، یہ اخبار خاصاً مقبول ہوا اور بعد میں انہوں نے اس اخبار کو روزانہ کر دیا تھا۔ (۴)

مولوی محمد حسن کا ارادہ محمد انینگلو عربک اسکول کو کالج تک ترقی دینے کا تھا کہ ۱۸۸۹ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ مولوی محمد حسن کی اس پالیسی کو انگریز گورنمنٹ نے بھی پسند کیا، مؤلف تذکرہ صادق لکھتے ہیں:

”گورنمنٹ نے ان کی خدمات کی قدر کر کے ان کے صلے میں ۱۸۸۸ء میں آپ کو خطاب شمس العلماء مع خلعت کے عطا فرمایا۔“ (۱)

شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم نے اپنے خلف اکبر محمود حسن اور بھتیجے آیت اللہ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے لندن بھیجا اور مولوی محمد یوسف جعفری اور مولوی محمد مبین کو تعلیم دلانے کی غرض سے گورنمنٹ سے انگلینڈ جانے کی منظوری دلائی مگر آخر الذکر دونوں حضرات ذاتی موانع کی وجہ سے نہ جاسکے۔

مولوی محمد یوسف جعفری اس خاندان کے نہایت لائق فرزند تھے، انہوں نے پٹنہ کالج اور علی گڑھ کالج میں باقاعدہ مغربی علوم کی تحصیل کی۔ (۲)

اینگلو عربک اسکول (پٹنہ) کے ہیڈ مولوی رہے اور پٹنہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے چھ سال تک ایڈیٹر رہے۔ ۱۸۹۰ء میں بورڈ آف آگزامنز کے چیف مولوی مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۲۰ء میں پنشن لی۔ ۱۹۱۹ء کے نصف سے ۱۹۲۱ء کے نصف تک یعنی دو سال کلکتہ یونیورسٹی میں فارسی کے لیکچرار رہے، مؤلف تذکرہ صادق لکھتے ہیں:

”بصلہ حسن خدمات گورنمنٹ نے جنوری ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء اور جون ۱۹۱۰ء میں خان بہادر کا خطاب عطا کیا اور نقرئی اور طلائی تمغوں سے آپ کو مزین کیا۔“ (۳)

اہل صادق پور کی اس تعلیمی علمی اور اصلاحی تحریک سے سرسید احمد خاں کو خاص تعلق تھا، وہ کلکتہ جاتے ہوئے اکثر پٹنہ اترتے تھے، پٹنہ میں ان کے خاص دوست اور علی گڑھ تحریک

کے حامی خان بہادر رضا حسین (متوفی ۱۸۹۱ء) تھے۔ خان بہادر رضا حسین ابتداء سے محمدن اینگو عربک اسکول کے قیام کے ساعی و مددگار رہے۔ مؤلف حیات رضا لکھتے ہیں:

”قاضی صاحب حسبِ عادت ابتدا سے اس تحریک میں شریک ہوئے اور علاوہ مشیرو بھی خواہ ہونے کے بقدر استطاعت ماہانہ چندہ بھی دیتے رہے سرمایہ اور اسکا لرشپ بھی دیا جیسے جیسے اسکول ترقی کرتا گیا قاضی صاحب کی توجہ بھی اس کی طرف بڑھتی گئی یہاں تک کہ قاضی صاحب نے وصیت نامہ میں اپنی جوڑی اور گاڑی اس اسکول کے نام لکھ دی۔“ (۱)

مولوی محمد حسن کے انتقال کے بعد اسکول کے سربراہ ان کے چچا زاد بھائی شمس العلماء مولوی عبدالرؤف (متوفی ۱۸۹۳ء) ابن فرحت حسین ہوئے اور انہوں نے اسکول کی سربراہی کا کام نہایت عمدگی، محنت اور حسنِ لیاقت کے ساتھ انجام دیا اس سلسلے میں مؤلف تذکرہ صادقہ لکھتے ہیں:

”اس کے صلے میں گورنمنٹ سے خلعت اور خطاب شمس العلماء کا عطا ہوا اور آپ ہمیشہ جلسہ وائسرائے میں مدعو ہوتے اور آپ ہی کے زمانہ نظم میں لیفٹیننٹ گورنر نے محلہ گزری میں سنگ بنیاد عمارت محمدن کا اسکول کا رکھا اور بہت کچھ خوش نودی اپنی آپ کی نسبت ظاہر کی۔ (۲)

آخر میں خاندان صادق پور کے دو ممتاز ارکان مولوی اشرف علی (ابن مولوی احمد اللہ) اور امجد علی (ابن مولوی یحییٰ علی) کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ان حضرات نے بھی انگریزی زبان اور مغربی علوم حاصل کر کے ایک امتیاز حاصل کیا اور سرسید احمد خاں کی تعلیمی تحریک میں مدد و معاون رہے اور اول الذکر مولوی محمد اشرف علی وہ شخص ہیں کہ جب سرسید احمد خاں نے کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے تحت ایک انعامی مضمون کا اعلان کیا کہ

انگریزی حکومت سے جو تعلیم کے فائدے عام لوگ اٹھا رہے ہیں، مسلمانانِ ہند اس میں کیوں پیچھے ہیں؟ اس کے جواب میں ۳۲ مضامین کمیٹی کو موصول ہوئے جن میں پہلے انعام کا مستحق مولوی اشرف علی کا مضمون قرار دیا گیا، مولوی اشرف علی اس زمانہ میں بنارس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے اور پھر ان کی تمام زندگی درس و تدریس میں گزری، مؤلف تذکرہ صادق لکھتے ہیں:

”بنارس کالج میں کچھ دنوں آپ ریاضی کے اسٹنٹ پروفیسر رہے لکھنؤ اردو اخبار کے ایڈیٹر رہے، پھر نواب بہاولپور کی ریاست میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے بعد اس کے جونا گڑھ میں پرنسپل مقرر ہوئے، وہاں تقریباً پانچ چھ برس قیام فرما کر بوجہ سیاسی دفتوں کے جناب نے استعفیٰ دے دیا (اگرچہ وہاں کے رزیڈنٹ اور نواب صاحب کا خیال کسی عہدہ جلیلہ پر آپ کو ممتاز کرنے کا تھا) آخر میں قصبہ باندہ کے اسکول میں ہیڈ ماسٹر ہوئے۔“ (۱)

مولوی اشرف علی صاحب الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو بھی تھے۔ سر سید احمد خاں سے بہت اچھے تعلقات تھے اور آپس میں خط و کتابت بھی تھی، سر سید احمد خاں اپنے ایک مکتوب مورخہ ۶ جولائی ۱۸۹۵ء میں لکھتے ہیں:

”بروقت مراجعت پٹنہ سے آپ ضرور مجھ سے ملتے جائیے گا، ایک امر آپ سے کہنا ہے اور بغیر زبانی کہے ملتے نہیں ہو سکے گا۔“ (۲)

مولوی امجد علی بن یحییٰ علی نے بنارس کالج سے ایم اے پاس کیا کچھ دنوں اودھ اخبار لکھنؤ میں مترجم رہے۔ فیض آباد میں فورتحہ ٹیچر اور بریلی میں سکنڈ ٹیچر رہے۔ بریلی میں سید محمود سے تعلقات قائم ہوئے جو اس زمانے میں وہاں ڈسٹرکٹ جج تھے، اور انہوں نے سر سید احمد خاں سے کہہ کر علی گڑھ کالج میں مولوی امجد علی کو فلسفہ کا پروفیسر مقرر کرایا، بعد

ازاں الہ آباد میونسٹرل کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے، اور الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ مولوی امجد علی کے علم و فضل اور لیاقت کو دیکھ کر ایک موقع پر وائسرائے کے ایک سیکرٹری مسٹر کنولی نے خان بہادر نواب عبداللطیف کی وساطت سے ایک اچھی اسامی کی بھی پیش کش کی، شمس العلماء مولوی امجد علی گڑھ کالج (بعدہ یونیورسٹی) کے تاحیات ٹرٹی رہے۔ گورنمنٹ نے ان کو شمس العلماء کا خطاب دیا۔ (۱)

غرض سرسید احمد خاں کی تعلیمی اور اصلاحی پالیسی کو خاندان صادق پور نے اپنایا اور جدید تعلیم کو حاصل کیا مولوی مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں:

”اس خاندان میں نئی تعلیم کی ایسی ریل پیل ہوئی کہ باید و شاید“۔ (۲)

دہلی میں مولوی شمس العلماء میاں نذیر حسین جماعت اہل حدیث کے سرخیل تھے، ان میں اور سرسید احمد خاں میں بہت اچھے تعلقات تھے۔ یہاں تک کہ رفع یدین کرنے پر ان کو سرسید احمد خاں نے ہی آمادہ کیا تھا۔ گورنمنٹ کے معاملے میں میاں نذیر حسین کی پالیسی وہی رہی جو سرسید احمد خاں کی تھی۔ اور ہمیشہ وہ اسی پالیسی پر عامل اور کاربند رہے۔ انہوں نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے موقع پر ایک انگریز میم مسرلسنس کو پناہ دی اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوئے۔ ۱۸۶۳ء میں مقدمہ انبالہ کے موقع پر جب وہابیوں کی داد و گیر شروع ہوئی تو وہ بھی راولپنڈی طلب ہوئے اور بقول مصنف حیات بعد الممات:

”وہ جس طرح غدر ۱۸۵۰ء میں مسرلسنس کی جان بچانے سے وفادار ثابت ہوئے تھے اسی طرح ۶۵-۱۸۶۳ء کے مقدمہ بغاوت میں بھی بے لگاؤ ٹھہرے“۔ (۳)

(۱) تذکرہ صادقہ، ص ۱۲۱، ۱۳۶ (۲) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، حیدر آباد دکن ۱۳۷۱ھ ص ۱۱۸

(۳) الحیات بعد الممات، مکتبہ شعیب کراچی ۱۹۵۹ء، ص ۱۳۷، دیکھیے محمد جعفر تھاتسری، کالا پانی، مرتبہ محمد ایوب

قادری، سلمان اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۳ء، ص ۸۱

۱۲ جون ۱۸۹۷ء کو مولوی نذیر حسین کوٹمس العلماء کا خطاب ملا۔

پنجاب کے ممتاز اہل حدیث علماء میں مولانا غلام علی امرتسری (متوفی ۱۸۸۹ء)، مولانا عبداللہ غزنوی (متوفی ۱۲۹۸ھ) اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر مولانا غلام علی نے سب سے پہلے پنجاب میں ممانعت جہاد پر تقریریں کیں، آخر الذکر دونوں حضرات میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد ہیں، ان کی پالیسی میاں نذیر حسین کے مطابق رہی اور سیاست میں انہوں نے سرسید احمد خاں کی پالیسی کو اختیار کیا اس سلسلے میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی نمایاں خدمات ہیں، انہوں نے ایک رسالہ اشاعت السنہ خاص اسی مقصد کے لیے جاری کیا کہ وہابیوں کو گورنمنٹ سے قریب تر ہو سکیں۔ انہوں نے جہاد کی منسوخی پر نہ صرف مضامین لکھے بلکہ مستقل ایک رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد لکھا اور اس سلسلہ میں دور دراز کے سفر کیے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”اگرچہ اس مضمون (منسوخی جہاد) کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے خیر خواہوں نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالے میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں نہیں پائی جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے عوام و خواص نے..... اس کو پسند کیا اور اس سے اپنے آراء کا توافق ظاہر کیا، اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے مؤلف (خاک سار) نے عظیم آباد پڑھنے تک ایک سفر کیا تھا جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا وہاں اس رسالے کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا اور ۱۸۷۹ء میں بذریعہ ضمیمہ اشاعت السنہ اس رسالے کے اصل اصولی مسائل کو مشہور کر کے لوگوں کو اس پر متفق کیا۔“

اس رسالے کا انگریزی ترجمہ پنجاب کے گورنروں کے نام معنون کیا گیا، مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی کوشش اور جدوجہد سے ”وہابی“ کا لفظ منسوخ کرا کے ”اہل حدیث“

کا نام سرکاری کاغذات میں جاری کرایا، کیونکہ وہابی اور باغی مترادف سمجھے جاتے تھے، مولوی محمد حسین بٹالوی، میاں نذیر حسین دہلی کے مشورے اور سرپرستی میں یہ کام انجام دیتے تھے، کیونکہ اشاعت السنہ میں بہت سے ایسے روز لیون اور تحریریں ملتی ہیں جن میں سرفہرست میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط ہیں، مولوی محمد حسین کی ان کوششوں کو گورنمنٹ نے سراہا اور ان کو چار مربع زمین بطور انعام دی۔ (۱)

اس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے وہابیوں کو گورنمنٹ کا وفادار بنانے میں پوری کوشش کی اور سرسید احمد خاں کی پالیسی کے متبع رہے۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ابن اولاد حسن قنوجی ۱۲۳۸ھ/۱۸۳۲ء میں بانس بریلی میں پیدا ہوئے۔ (۲)

ابتدائی کتابیں اپنے بھائی سے، پھر فرخ آباد اور کانپور کے اساتذہ سے پڑھیں۔ پھر زیادہ تر درس نظامی کی کتابیں صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزرہ سے پڑھ کر سند تحصیل حاصل کی، پھر بھوپال میں قاضی زین العابدین انصاری میمانی سے حدیث کا درس لیا۔ (۳)

زینہ ترقی

۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء میں بھوپال کے محکمہ نظارت المعارف، پھر محکمہ دیوان الانشاء میں ملازم ہوئے، ملکہ بھوپال نواب شاہ جہاں بیگم بیوہ تھیں۔ ان کے شوہر نواب باقی محمد خاں کئی

(۲) نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۸-۱۸۷

(۱) اشاعت السنہ لاہور ج ۸ ص ۹، ۲۶۳-۲۶۱

(۳) نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۸-۱۸۷

سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ (۱)

۱۲۸۸ھ/۱۸۷۲ء میں حکومتِ برطانیہ کے ایماء پر ملکہ بھوپال نے نواب صاحب کے

ساتھ نکاح کر لیا۔ نواب صاحب کا بیان ہے:

ثم تزوجت بی فی سنة ۱۲۸۸ء بعد ما أجازته بذلك السلطنة

البرطانية فی عهد حكومة لارد میو حاکم الہند نزیل دار الامارة

کلکتہ۔ (۲)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”جب دوسرا سال گزرا، رئیسہ معظمہ نے اپنی زوجیت سے مجھے عزت و افتخار بخشا اور

یہ امر باطلاعِ گورنمنٹ عالیہ و حسبِ مرضی سرکارِ انگلشیہ ظہور میں آیا۔“ (۳)

اس جگہ قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر گورنمنٹ کو ملکہ کے نکاح کرنے اور

خاص طور پر نواب صاحب ہی کے ساتھ کیا دلچسپی تھی؟

نواب صاحب کے سوانح نگاروں نے اس عقدہ کو حل نہیں کیا، لیکن اس سوال کا جواب

سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ نواب صاحب گورنمنٹ کے انتخاب اور معیار پر پورے

اتر تے تھے، انہیں نوازنا مقصود تھا، اس لیے نواز اور خوب نوازا۔ یہاں تک کہ ملکہ بھوپال کو

ان کے ساتھ عقد پر مجبور کر دیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں جنہوں نے کسی طور پر حصہ لیا

تھا، وہ یا تو اگلے جہان پہنچ چکے تھے یا کالے پانی اور جیلوں میں زندگی کی گھڑیاں گن رہے

تھے، ایسے وقت میں نواب صاحب ایسے خوگرانِ وفا کو نہ نواز جاتا تو کسے نواز جاتا؟

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”یہ علاقہ موجب ترقی، منصب اور عروج و عزت روز افزوں کا ہوا اور چوبیس ہزار

(۱) نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۸-۱۸۹ (۲) ابجد العلوم، مکتبہ قدوسیہ لاہور، ج ۳ ص ۲۸۴

(۳) ترجمانِ دہلیہ ص ۲۸

روپیہ سالانہ اور خطاب معتمد المہامی سے سرفرازی حاصل ہوئی اور خلعتِ گرامی قیمتی دو ہزار روپیہ مع اسپ و فیل و چنور و پاکی و شمشیر وغیرہ عنایت ہوا، بعد چندے خطاب نوابی و امیر المملکی و والا جاہی ۷۱ فیروز شیلنگ سے سربلندی عطا فرمائی اور اقطاع یک لک روپیہ سال اس پر مزید مرحمت ہوئے۔ (۱)

یہ بھی نواب صاحب کا بیان ہے:

”ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہبِ شیعہ یا حنفی رکھتے ہیں۔“ (۲)

اور ہند کے اکثر حنفی اور بعض شیعہ اور کمتر اہل حدیث ہیں۔“ (۳)

نواب صاحب اور دیگر علماء اہل حدیث نے مسلمانانِ ہند کے قدیم اور اکثریت کے طریقے سے برأت کر کے الگ راہ اختیار کی:

”ہم لوگ صرف کتاب و سنت کی دلیلوں کو اپنا دستور العمل ٹھہراتے ہیں، اور اگلے

بڑے بڑے مجتہدوں اور عالموں کی طرف منسوب ہونے سے عار کرتے ہیں۔“ (۴)

حقیقت یہ ہے کہ احناف کتاب و سنت کے دلائل پر ہی عمل کرتے ہیں، وہ دلائل جو دنیا بھر کی مسلم آبادی کی اکثریت کے امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور اس مذہب کے دیگر ائمہ نے بیان کیے ہیں۔ جبکہ نواب صاحب اور ان کے ہم خیال اپنے فہم اور اپنے استدلال پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کے دلائل کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔ نواب صاحب کی یہی ادا گورنمنٹ کی نظروں میں باعثِ محبوبیت تھی۔

”اور یہ آزادی ہماری مذاہب مروجہ جدیدہ سے عین مراد قانونِ انگلشیہ ہے۔“ (۵)

حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

وكان كثير النقل عن القاضي الشوكاني وابن قيم و شيخه ابن تيميه

(۳) ترجمانِ وہابیہ ص ۵۷

(۲) ترجمانِ وہابیہ ص ۴۳

(۱) ترجمانِ وہابیہ ص ۲۸

(۵) ترجمانِ وہابیہ ص ۲۰

(۴) ترجمانِ وہابیہ ص ۲۰

الحرانی و امثالہم، شدید التمسک بمختاراتہم و کان له سوء ظن بائمة
الفقہ و التصوف جدا لا سیما ابی حنیفہ۔ (۱)

قاضی شوکانی، ابن قیم اور ان کے شیخ ابن تیمیہ حرانی وغیرہم کی عبارات بہت نقل
کرتے اور ان کے مختارات کو شدت کے ساتھ اپناتے۔ وہ ائمہ فقہ و تصوف خصوصاً امام ابو
حنیفہ سے بہت بدگمانی رکھتے تھے۔

اسی طریقہ عمل کے پیش نظر ابوحید الزماں نے لکھا تھا:

”ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ
صاحب اور مولوی اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی
مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا
کہنے لگے، بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی،
تو ابن تیمیہ اور ابن قیم شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت
ہے؟ (۲)

نواب صاحب کا دوسرا امتیازی وصف گورنمنٹ سے وفاداری تھا، چنانچہ ایک موقع پر
کچھ مخالفین نے ان کے خلاف گورنمنٹ کے کان بھرنا چاہے۔

”مگر حکام عالی منزلت یعنی کارپردازان دولت انگلشیہ کو چونکہ تجربہ اس ریاست کی
خیر خواہی اور وفاداری کا عموماً اور اس بے صولت و دولت کا خصوصاً ہو چکا ہے اس لیے تہمت
ان کی پایہ ثبوت کو نہ پہنچی۔“ (۳)

جہاد کا عزم گناہ کبیرہ ہے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”علماء اسلام کا اسی مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ملک ہند میں جب سے حکام والا مقام فرنگ فرماں روا ہیں، اس وقت سے یہ ملک دار الحرب ہے، یا دار الاسلام؟ حنفیہ جن سے یہ ملک بھرا ہوا ہے، ان کے عالموں اور مجتہدوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ ”دار الاسلام“ ہے اور جب یہ ملک دار الاسلام ہو تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی؟ بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔ اور جن لوگوں کے نزدیک یہ دار الحرب ہے جیسے بعض علماء دہلی وغیرہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا اور امن وامان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں۔ جب تک کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہو۔ غرض یہ کہ دار الحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں کسی کے نزدیک جائز نہیں“۔ (۱)

”وچوں بر اسلام باقی ماند جہاد را یعنی چہ بلکہ گناہے از گناہ و

کبیرہ از کبائر باشد“۔ (۲)

اور جب ہندوستان دار الاسلام ہے تو یہاں جہاد کا کیا مطلب؟ بلکہ گناہوں میں سے ایک گناہ اور کبائر میں سے ایک کبیرہ ہے۔

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مرتکب کبیرہ

”و آنانکہ اقدام بر قتل اصحاب دولت برطانیہ یا دیگر مردم مے کنند

خود ایشاں از علم و دین بے بھرہ محض افتادہ اند۔ ہر کہ شریعت اسلام را

بروجہ تحقیق می شناسد ازوے ہر گز این جریمہ کبیرہ سرزدنمی تواند شد۔“ (۱)

جواب حکومت برطانیہ یا دوسرے لوگوں کے قتل پر اقدام کرتے ہیں، وہ خود علم اور دین سے محض بے بہرہ واقع ہوئے ہیں۔ جو شخص تحقیقی طور پر شریعت اسلام کو پہچانتا ہے اس سے یہ بڑا جرم (گناہ کبیرہ) سرزد نہیں ہو سکتا۔

شرائط جہاد مفقود ہیں

”ساری دنیا میں کوئی معتقد اس امر کا کہ جہاد و قتال خاص سرکار انگلشیہ سے جائز ہے، دوسرے سے نہیں، ہرگز نہیں، اس لیے شرطیں اس عمل کی تمام ہا مفقود ہیں اور جمع ہونا ان شرطوں اور ضابطوں کا نہایت دشوار ہے۔“ (۲)

غدر میں اہل حدیث نے حصہ نہیں لیا

”جتنے لوگوں نے غدر میں شروفساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسرِ عناد ہوئے، وہ سب کے سب مقلدانِ مذہبِ حنفی تھے، نہ متبعانِ حدیثِ نبوی۔“ (۳)

جہاد نہیں فساد تھا

”اسی طرح زمانہ غدر میں جو لوگ سرکارِ انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا، فساد تھا۔“ (۴)

(۲) ترجمانِ وہابیہ ص ۳۰

(۱) عوائد الموائد، مطبع صدیقی، بھوپال، ص ۳۸

(۴) ترجمانِ وہابیہ ص ۵۴

(۳) ترجمانِ وہابیہ ص ۲۵

سب سے زیادہ خیر خواہ

”کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ خیر خواہ اور طالب امن و امان و آسائش رعایا کا اور قدر شناس بند و بست گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں۔“ (۱)

ملکہ بھوپال کے اعزازات

بھوپال میں اصل اقتدار نواب شاہ جہاں بیگم کے پاس تھا، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے ابجد العلوم کی تیسری جلد میں ملکہ کا تذکرہ کیا ہے۔ خاص طور پر گورنمنٹ کی طرف سے ملنے والے اعزازات کا ذکر کیا ہے۔ عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

☆..... ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء میں ملکہ نے بمبئی کا سفر کیا، وہاں اسے پہلے درجے کا بلند خطاب اور وزیر اعظم کے قلم سے ”ممبر آف دی امبریل آرڈر آف وکرنڈ کمنڈر اشترا ف“ انڈیا“ کا شاہی نشان ملا اور وہ خاص اعزاز کے ساتھ خوش خوش بھوپال آئی۔

☆..... ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں ملکہ دار الحکومت کلکتہ گئی اور وہاں ملکہ انگلستان کے بڑے لڑکے اور علی عہد پرنس آف ویلز سے ملاقات کی، پرنس نے ملکہ کی بہت تعظیم کی گراں قدر تمغہ اور انگلستان کے مصنوعہ قیمتی تحائف پیش کیے۔

☆..... اس سے پہلے ویلز کے بھائی پرنس ایڈنبرا سے ملاقات کی تھی اور اس نے بھی ملکہ کی انتہائی تعظیم کی تھی اور لندن سے ان کے لیے قیمتی اشیاء بھیجی تھیں اور حسبِ عادت میں بھی ان سفروں میں ان کے ساتھ تھا۔

☆..... پھر ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء میں ملکہ نے دہلی کا سفر کیا اور انہیں عظیم الشان شاہی

نشان ملا جس پر لکھا ہوا تھا: ”الْعِزُّ مِنَ اللَّهِ“.

☆..... گورنر جنرل نے ملکہ کو فرنگی تلوار، طلائی ٹپکا اور جڑاؤ صندوق دیا تھا اور یہ ٹپکا ہم محافل میں زیب تن کرتے ہیں اور اس عظیم دربار اور بڑے اجتماع میں جہاں ہندوستان کے دور و نزدیک کے تمام رؤسا حاضر تھے، ماضی کی تاریخ میں ایسا پر شوکت اجتماع نہیں ہوا ہوگا۔ ہمارے لیے ملکہ انگلینڈ کی طرف سے سترہ توپوں کی سلامی مقرر کی گئی جو ہمیں برطانیہ کے زیر نگیں علاقہ میں جانے اور آنے پر پیش کی جائے گی۔

☆..... پھر ملکہ بھوپال کو ایک اور خطاب ”کراؤن آف انڈیا“ ملا جس کا ترجمہ تاج ہند ہے۔ (۱)

ان تمام محافل میں نواب صاحب کی حیثیت اگرچہ ثانوی تھی، تاہم برطانوی حکام کی نگاہ میں ان کی وفاداری کسی طرح بھی مشکوک نہ تھی، ورنہ وہ انہیں ملکہ کے شوہر نامدار کی حیثیت سے کبھی تسلیم نہ کرتے۔ آخر میں نواب صاحب لکھتے ہیں:

”مختصر یہ کہ ملکہ اس آخری زمانے اور نادار عصر میں ان فضائل کی جامع ہیں جو عورتوں میں کجا مردوں میں بھی بہت کم جمع ہوئے ہوں گے۔ وہ ان کمالات کی حامل ہیں جن کے بیان سے ترجمان کی زبان قاصر ہے اور یہ ان کے بلند مناقب کے میدان سے ایک ذرہ اور ان کی بزرگیوں کے دریاؤں سے ایک قطرہ ہے“۔ (۲)

دورِ ابتلاء

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ نواب صاحب کے مخالفین انہیں حکومت کی نظروں میں گرانے کی کوششوں میں لگے رہتے تھے۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء

میں زبردست دھچکا لگ چکا تھا، اس لیے جس شخص کے بارے میں ذرہ برابر بھی شبہ پیدا ہو جاتا، اس کے خلاف شدید سے شدید تر کارروائی سے بھی گریز نہ کیا جاتا۔

انگریزی حکومت کے وکیل نے ازراہ دشمنی ہندوستان کے حکام کے پاس شکایت کی اور نواب پر درج ذیل الزامات لگائے:

۱..... یہ تہمت لگائی گئی کہ انہوں نے اپنی بعض تالیفات میں جہاد کی ترغیب دی ہے۔
۲..... وہ ہندوستان میں وہابی مذہب کی ترویج میں کوشاں ہیں اور اس مذہب والے وہ ہیں، جن پر انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کی تہمت لگائی گئی ہے اور انہیں جہاد کا بہت شوق ہے۔

۳..... انہوں نے ملکہ بھوپال شاہ جہاں بیگم کو شرعی پردہ پر مجبور کیا ہے تاکہ نواب صاحب کو حکومت کے کلی اختیارات حاصل ہو جائیں، وغیرہ وغیرہ۔ (۱)
اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ، انگریزی حکام سے پردے کے بغیر ملاقاتیں کرتی تھیں اور نواب صاحب کی مجبوری یہ تھی کہ انہیں منع نہیں کر سکتے تھے۔ نیز علی میاں (ابوالحسن علی ندوی) نے یہ بھی تصریح کر دی کہ وہابیہ پر انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی تہمت لگائی گئی تھی۔ حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

نواب صاحب کی تصنیف ترجمانِ وہابیہ اور مواد العوائد وغیرہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ وہ انگریزی حکومت کے ساتھ جہاد کو ناجائز اور گناہِ کبیرہ قرار دیتے تھے۔

”جب یہ ملک دارالاسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی، بلکہ عزمِ جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے“۔ (۲)

اسی طرح وہ وہابی ہونے کی سختی سے تردید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

”جو لوگ ہند کے باشندوں کو وہابی ٹھہرا کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب

کرتے ہیں، ان کی عقل پر خدا کی طرف سے پردہ پڑا ہوا ہے۔“ (۱)

لیکن نوشتہ تقدیر کو کون مٹا سکتا ہے۔ مخالفین کی شکایتیں رنگ لائیں اور ۱۳۰۲ھ/

۱۸۸۵ء میں یہ کاروائی کی گئی:

فانتزعت منه القاب الامارة والشرف التي منحتہ اياها الحكومة

الانجليزية والغي الامر بالاطلاق المذافع تعظيما. (۲)

ان سے امارۃ اور عزت کے القاب سلب کر لیے گئے جو انہیں انگریزی حکومت نے

عطا کیے تھے اور ازراہ تعظیم تو پیں داغنے کا سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا۔

خدا یاد آیا

اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے کہ نواب صاحب دور نوابی میں فقہ اور تصوف کے ائمہ

کے حق میں سوء ظن رکھتے تھے۔ لیکن اب جو وہ سب کچھ قصہ پارینہ بن چکا تھا۔ ایسے عالم

میں انسان کا رجوع اللہ تعالیٰ اور اللہ والوں کی طرف ہو جاتا ہے۔ یہی ان کے ساتھ بھی ہوا:

حتى انه وفق بالتوبة عما كان عليه من سوء الظن بائمة الفقه

والتصوف وكتب ذلك في آخر مقالات الاحسان ومقامات العرفان وهو

ترجمة فتوح الغيب للشيخ الإمام عبد القادر جیلی رضى الله عنه وهو آخر

مصنفاته ثم بعثه إلى دار الطباعة فطبع و وصل إليه في ليلة توفى إلى رحمة

الله سبحانه في تلك الليلة. (۳)

یہاں تک کہ انہیں فقہ و تصوف کے ائمہ کے حق میں بدگمانی سے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ یہ بات انہوں نے ”مقالات الاحسان ومقامات العرفان“ کے آخر میں لکھی اور یہ شیخ امام عبدالقادر جیلانی کی تصنیف فتوح الغیب کا ترجمہ ہے اور نواب صاحب کی آخری تصنیف، انہوں نے یہ کتاب پریس میں بھیج دی تھی اور اس رات چھپ کر پہنچی جس رات ان کی وفات ہوئی۔

وفات

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء کو نواب صاحب کی وفات ہوئی۔

وقد صدر الأمر من الحكومة الإنجليزية أن يشيع ويدفن بتشريف لائق بالامراء واعيان الدولة كما كان لو بقيت له الالقاب الملوكية والمراسيم الاميرية. (۱)

انگریزی حکومت نے حکم جاری کیا کہ انہیں نوابوں والی شان و شوکت کے ساتھ دفن کیا جائے، جیسے اس وقت دفن کیا جاتا، جبکہ ان کے شاہی القابات اور امیرانہ نشانات برقرار ہوتے۔

بحالی

ماہ ذوالحجہ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء میں وفات کے پانچ ماہ بعد حکومت نے لقب ”نواب“ بحال کر دیا۔

وردت إليه الحكومة لقب الإمارة نواب، في سلخ ذى الحجة سنة سبع وثلاث مائة والف. (۲)

یعنی ایک بار پھر نواب صاحب انگریزی حکومت کے ہاں سرخرو قرار پائے اور بغاوت و جہاد وغیرہ کے شبہات غلط ثابت ہوئے، نواب صاحب کی روح اس وقت یہ کہ رہی ہوگی۔
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیمیاں کا پشیمیاں ہونا

تصانیف

”نواب صاحب نے ۲۲۲ کتابیں لکھیں“ (۱)

ولكنه لا تخلوا تصانیفه عن اشیاء اما تلخیص او تجرید او نقل من
لسان الی لسان آخر. (۲)

”لیکن ان کی تصانیف چند اشیاء سے خالی نہیں ہیں یا تو کسی کتاب کی تلخیص ہیں یا
تجرید، یا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ہیں“۔

دعوائے مجددیت

مولوی فضل حسین بہاری اہل حدیث لکھتے ہیں:

”نواب صدیق حسن خاں اور مولانا ابوالحسنات، مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے
باہمی مباحثات کو جس نے دیکھا ہوگا، وہ دیکھ لے گا کہ اپنی زبان سے مجدد ہونے کا کیونکر
دعویٰ کیا گیا“۔ (۳)

(۱) تراجم علمائے حدیث ہند، سبحانی اکیڈمی لاہور، ص ۲۴۴

(۲) نزہۃ النواطر، ج ۸، ص ۱۹۱

(۳) الحیاء بعد الہما، ص ۸-۲۱۷

عجیب و غریب مسائل

نواب صاحب فرماتے ہیں:

”حاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم ست لا سیما نزد

اختلاف“۔ (۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی خصوصاً اختلاف کے موقع پر۔

حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

”وكان له سوء ظن بائمة الفقه والتصوف جدا لا سيما ابی

حنيفة“۔ (۲)

آپ کو ائمہ فقہ و تصوف، خصوصاً امام ابوحنیفہ سے بدگمانی تھی۔

نواب صاحب نے اپنی کتاب بدور الابلہ میں ایک حدیث کا ضعف ثابت کرنے کے لیے اس کے ایک راوی ربیع بن صبیح پر ائمہ کرام کی جرح نقل کی ہے لیکن چونکہ کچھ ائمہ نے انہیں شیخ صالح ورجل صالح بھی کہا ہے جس سے ان کی توثیق ہوتی ہے اس لیے نواب صاحب نے اس توثیق کا جواب دیا کہ ان ائمہ کے صالح کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ راوی حدیث میں بھی ثقہ ہو پھر آپ نے اس کی مثال دی کہ دیکھو امام ابوحنیفہ باتفاق مخالف و موافق رجل صالح ہیں لیکن وہ ائمہ حدیث کے نزدیک اپنے تلامذہ کی مانند ضعیف ہیں۔

نواب صاحب کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمائیے:

”وابو زرعة گفته شیخ صالح و ابو حاتم گفته رجل صالح انتھی و از

وصفش بصلاح لازم نمی آید کہ در حدیث ثقہ باشد، چنانچہ امام ابو حنیفہ مثلاً صالح ست باتفاق موافق و مخالف ولکن نزد ائمہ حدیث در حدیث ضعیف ست مثل تلامذہ خود“۔ (۱)

نواب صاحب کی کتاب ”بدور الاہلۃ من ربط المسائل بالادلۃ“ سے نواب صاحب کے چند اجتہادی مسائل بطور مشتمل نمونہ از خروارے ذکر کیے جاتے ہیں۔

نواب صاحب کے نزدیک

نمبر ۱: منی، شراب، مردار، کتا، خنزیر، تمام جانوروں کا پیشاب اور سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون سب پاک ہیں۔ (۲)

نمبر ۲: عورت کی نماز بغیر تمام ستر چھپائے صحیح ہے، عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو، غرض ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ سر چھپالے۔ (۳)

نمبر ۳: مال تجارت اور سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۴)

نمبر ۴: دورانِ حج صحبت کر لینے سے حج فاسد نہیں ہوتا اور حج کرنے والے کے ذمہ کسی قسم کا تاوان بھی نہیں۔ (۵)

نمبر ۵: چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا دینا جائز ہے۔ (۶)

نمبر ۶: جو جانور بندوق کے شکار سے مر جائے وہ حلال ہے۔ (۷)

نمبر ۷: سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے جائز ہیں۔ (۸)

نمبر ۸: قربانی کی ایک بکری بہت سے گھروالوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے

(۱) بدور الاہلۃ ص ۲۳۵ (۲) بدور الاہلۃ ص ۸ (۳) بدور الاہلۃ ص ۳۹ (۴) بدور الاہلۃ ص ۱۰۲ (۵) بدور الاہلۃ ص ۱۴۱ (۶) بدور الاہلۃ ص ۲۳۶، ۲۳۷ (۷) بدور الاہلۃ ص ۳۴۵ (۸) بدور الاہلۃ ص ۳۵۴

اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں۔ (۱)

مولوی نذیر احمد دہلوی

معروف قلم کار اور ادیب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۲ء میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ بجنور اور دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی۔ دو سال کنجاہ، پنجاب میں مدرس رہے۔ پھر کانپور چلے آئے۔ تعزیرات ہند کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا:

”وكان يقع في الحديث الشريف وفي روايته ويقول هم جهال لا

يعرفون العلوم الحكمية ولا معاني الاحاديث الحقيقة.“ (۲)

حدیث شریف اور اس کے راویوں پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ جاہل تھے، علوم حکمیہ اور احادیث کے معانی حقیقیہ نہیں جانتے تھے۔

غلط ترجمہ قرآن

انہوں نے قرآن پاک کا اردو ترجمہ کیا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے، عربی اور اردو میں مہارت کا دعویٰ رکھتے تھے۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:

”ويؤخذ عليه انه قد يختار التعبير الذي لا يليق بالملك العلام

وجلال الكلام لغرامه باستعمال ما جرى على لسان اهل اللغة وشاع في

محاوره بعضهم لبعض وقد يتورط بذلك فيما يثير عليه النقد

والائمة.“ (۳)

ان پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ ترجمہ میں ایسے الفاظ لے آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ اور کلام الہی کی عظمت کے لائق نہیں ہیں۔ چونکہ انہیں اہل زبان کے استعمالات اور ان کے محاورات سے بہت شغف ہے، اس لیے وہ ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جن کی بنا پر ان پر تنقید اور ملامت کی جاتی ہے۔

سرسید کے تعلیمی نظریات کے بڑے مؤید تھے۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں وہ دہلی میں رہے اور اس تحریک سے کوئی تعلق نہ رکھا۔

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

”پرنسپل ٹیلر نے محمد حسین آزاد کے گھر پناہ لی۔ ذکاء اللہ اپنے محبوب استاد پروفیسر رام چندر کی حفاظت کے لیے بھاگے بھاگے پھر رہے تھے اور نذیر احمد نے اپنے سسرال والوں کے تعاون سے ایک زخمی خاتون لیسنس کی جان بچائی..... اگرچہ اس خیر خواہی کا سہرا خاندان کے دو بزرگوں (مولوی عبدالقادر اور مولوی نذیر حسین) کے سر ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ اس موقع پر نذیر احمد کی کارگزاری بھی کسی سے کم نہیں تھی۔“

انگریز ہی سلطنت کے اہل ہیں

ڈپٹی صاحب ایک لیکچر میں کہتے ہیں:

”۱۸۵۷ء کے غدر میں، میں اپنے دل ہی دل میں کہا کرتا تھا کہ انگریز بھلے ہوں تو سمٹ کر تھوڑے دنوں کے لیے سمندر میں ہو رہیں۔ یہی باغیان ناعاقبت اندیش بر خود غلط، جو عملداری کے تنزل سے خوش ہیں، چند روز میں عاجز آ کر بہ منت انگریزوں کو منالائیں تو سہی۔ میرا اس وقت کا فیصلہ یہ تھا کہ انگریز ہی سلطنت ہندوستان کے اہل ہیں۔“ (۱)

ایک لیکچر کے چند نکات ملاحظہ ہوں:

☆..... ہماری سلطنت جاتی رہی تو خدا نے برٹش گورنمنٹ میں ہم کو اس کا نعم البدل

عطا فرمایا ہے۔

☆.....لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحها پس ہم مسلمان تو مذہباً اطاعت حکام پر مجبور ہیں اور جو فعل موہم سرکشی ہو ہمارے یہاں منہیات شرعیہ میں سے ہے۔

☆.....انگریزوں کے ہم مسلمانانِ ہند پر اتنے حقوق ہیں وہ اہل کتاب ہیں اور ہم سے عہد امن رکھتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی حکومت، حکومتِ صالحہ ہے۔

☆.....انگریزوں کی حکومت اگر حکومتِ صالحہ نہ ہوتی تاہم مستامن ہونے کی حیثیت سے ان کی خیر خواہی اور اطاعت ہمارا فرضِ اسلامی ہوتا، فکیف جب کہ امن، آسائش اور آزادی کے اعتبار سے ہمارے حق میں خدا کی رحمت ہے، اگر انگریز نہ آتے تو ہم کبھی کے کٹ مرے ہوتے۔ (۱)

ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی لکھتے ہیں:

انہوں نے اپنے خطبات اور مذہبی تصانیف میں نہ صرف انگریزی حکومت کی اطاعت کی تلقین کی بلکہ انگریزوں سے معاشرتی روابط پیدا کرنے کے حق میں بھی مذہبی دلائل پیش کیے۔ (۲)

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ان الفاظ میں تلقین کرتے ہیں:

”آخر ہم ہندوؤں میں رہتے، ان سے ملتے جلتے ہیں اور ان کے ساتھ راہِ و رسم رکھتے ہیں، تو انگریزوں کے ساتھ بدرجہٴ اولیٰ ہم کو دنیاوی ارتباط رکھنا چاہیے اور اسی میں ہمارا فائدہ ہے، کیونکہ دریا میں رہنا اور مگر مجھ سے پیر نہ نہیں سکتا۔“ (۳)

(۱) مولوی نذیر احمد دہلوی ص ۱۶۰ (۲) مولوی نذیر احمد دہلوی ص ۳۸۶

(۳) مولوی نذیر احمد ص ۱۵۹

العامات

ڈپٹی نذیر احمد کی کتاب ”مرآة العروس“ پر حکومت نے گراں قدر انعام سے نوازا۔ مسٹر کیمپسن، ناظم تعلیمات صوبہ شمال مغربی نے ان کی کتابیں دیکھیں تو پسند کیں اور فرمائش کی کہ ان کی نقلیں میرے پاس بھیج دو۔

دوماہ بعد انہوں نے اطلاع بھیجی کہ مرآة العروس ایک ہزار روپے کے اول انعام کے لیے حکومت کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ صوبے کے لیفٹیننٹ گورنر سر ولیم میور نے آگرہ کے دربار میں انعام سے نوازا۔ مصنف کی عزت افزائی کے لیے اپنی جیب خاص سے ایک گھڑی مرحمت فرمائی۔ حکومت کی طرف سے کتاب کی دو ہزار جلدیں خریدی گئیں۔ (۱)

سر ولیم میور کی شان میں قصیدہ

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے سر ولیم میور کی شان میں ایک عربی قصیدہ لکھا جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

فانی اذا ما رمت اظہار شکر کم
تقصّر عنه منطقی و بیانی
ولم ارقبلی قط من نال غایة
تخلف عنها اهل کل زمان
نقودی فلی فی الفہ الف حاجة
قضاء دیون وافتکاک رہان
و غیرہما مالا اکاد اعدھا

وذا ساعتی صیغت من العقیان

اقلدها جیدی لیعلم أننی

لسر ولیم فی ربقة الاحسان

میں جب آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، تو میری گفتگو اور قوت گویائی ساتھ نہیں دیتی۔

میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے مجھ سے پہلے وہ بلند مقام حاصل کیا ہو جس سے تمام اہل زمانہ پیچھے رہ گئے ہیں۔

ایک ہزار نقد میں میری ہزار حاجتیں ہیں، قرضوں کی ادائیگی اور رہن کی واگزاری۔

ان کے علاوہ بے شمار حاجتیں ہیں اور یہ گھڑی ہے جو سونے سے بنائی گئی ہے۔

میں سے اپنی گردن میں لٹکا کر رکھوں گا تاکہ معلوم ہو کہ میں سرولیم کے قلدہ احسان میں ہوں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی

مولوی محمد حسین بٹالوی اہل حدیث کے وکیل اور سرکردہ علماء میں سے تھے۔ ۱۷، محرم ۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۳۸ھ/ ۲۰-۱۹۱۹ء کو فوت ہوئے۔

حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

”الشیخ الفاضل ابو سعید محمد حسین بن رحیم بخش بن ذوق

محمد الہندی البٹالوی احد كبار العلماء.“ (۱)

گذشتہ صفحات میں انگریزی حکومت سے روابط کا تذکرہ زیادہ تر ان ہی کے حوالہ سے کیا گیا ہے اور ان معاملات میں زیادہ تر وہی پیش پیش رہے ہیں۔

(۱) نزہۃ الخواطر، نور محمد کراچی، ج ۸ ص ۴۲۷

۱۸۷۶ء میں انہوں نے ایک رسالہ الاقتصاد لکھا جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان دنیا کے کسی بھی اسلامی ملک کے مسلمانوں کا گورنمنٹ سے جہاد جائز نہیں۔

”۱۸۷۶ء میں ایڈیٹر اشاعت السنہ رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد تالیف کر چکا ہے جس میں قرآن و حدیث اور فقہی دلائل سے ثابت و مدلل ہے کہ اس گورنمنٹ سے مسلمانوں کا ہند کے ہوں خواہ روم یا عرب کے مذہبی جہاد جائز نہیں اور اسی سال پنجاب کے عام اہل حدیث نے بذریعہ ایک عرضداشت اپنی عقیدت اطاعت گورنمنٹ کا اظہار کیا تھا جس پر گورنمنٹ کی طرف سے اس کی تائید و تصدیق میں ایک سرکلر جاری ہوا تھا۔ جو اشاعت السنہ نمبر ۹، جلد ۸ میں منقول ہو چکا ہے“ (۱)

ہندوستان دارالاسلام ہے

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دارالحر نہیں کہلاتا۔ پھر اگر وہ دراصل مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو تو ام غیر نے اس پر تغلب سے تسلط پالیا ہو (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جب تک اس میں ادائے شعائر اسلام کی آزادی رہے، وہ بحکم حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے“۔ (۲)

دنیا کا کوئی مسلمان بادشاہ گورنمنٹ سے جہاد نہیں کر سکتا

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ

عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے، دارالاسلام ہے، اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا، مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان (ترکی کا بادشاہ) شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان، مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے۔“ (۱)

جہاد کہیں بھی نہیں ہو سکتا

مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”ان دو نتیجوں سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے، کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائط امامت موجود ہے اور نہ ان کو ایسی شوکت و جمعیت حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی امید کر سکیں۔

ہم جب کبھی بعض اخبارات میں یہ خبر دیکھتے ہیں کہ سلطنتِ روم یا ریاستِ افغانستان وغیرہ بلادِ اسلام سے جہاد کا اشتہار دیا گیا ہے تو ہم کو سخت تعجب ہوتا ہے اور اس خبر کا یقین نہیں آتا اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر امام کہاں ہیں جس کی پناہ میں اور اس کے امر و اجازت سے مسلمان جہاد کر سکیں اور ایسی جمعیت و شوکت کس کو میسر ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی امید رکھیں۔“ (۲)

بٹالوی صاحب نے رسالہ الاقتصاد پر پورے ملک کے سیکڑوں علماء سے تصدیق حاصل کی تھی، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”یہ رسالہ میں نے ۱۸۷۶ء میں تالیف کیا اور اس میں علماء اسلام کی رائیں لینے اور ان کا توافق رائے حاصل کرنے کے لیے لاہور سے عظیم آباد، پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء

مختلف فرقہ ہائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سنا کر ان کا توافق رائے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب میں (جہاں راقم خود نہیں جاسکا) اس رسالہ کی متعدد کاپیاں بھجوا کر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق رائے حاصل کیا۔ پھر ۱۸۷۹ء میں اس رسالہ کے اصل اصول مسائل کو بہ ضمن ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۲ رسالہ ”اشاعت السنہ“ بعنوان استشہاد عام لوگوں میں شائع کیا اور اس میں عام اہل اسلام کو ان مسائل میں اپنی آراء ظاہر کرنے کا موقع دیا جس پر بہت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہاں وہ ضمیمہ پہنچا) صد ہا عوام و خواص نے ان مسائل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا۔“ (۱)

صاف ظاہر ہے کہ اس رسالہ کے مندرجات تمام اہل حدیث کے اتفاقی تھے، بٹالوی صاحب کے انفرادی نظریات نہ تھے۔

قصور میں اہل حدیث کے سرکردہ علماء میں مولوی غلام علی قصوری ثم امرتسری اور مولوی مرزا فتح محمد بیگ تھے۔ وہ دونوں بٹالوی صاحب سے بھی پہلے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دے چکے تھے۔ اس وقت ہمارے سامنے مرزا فتح محمد بیگ کی نگرانی میں شائع ہونے والے ماہانہ رسالہ انجمن مفید عام قصور کا ایک شمارہ ہے جس میں مرزائے موصوف کے رسالہ جہاد پر ریویو (تبصرہ) ایک معاصر اخبار سے نقل کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس کے چند اقتباس کیے جاتے ہیں۔

”مرزا صاحب (فتح محمد بیگ) نے جملہ ساکنان پنجاب کی نسبت اعلیٰ حکام کے سامنے بارہا ظاہر کیا ہے کہ وہ سب کے سب بمقابلہ گورنمنٹ جہاد کو حرام خیال کرتے ہیں۔“ (۲)

علاوہ بریں اور بہت سے علماء دین نے جو اس مسئلہ کی بابت بہت کچھ لکھا اور کہا ہے

ان کا کیا نقصان ہوا؟ جیسا کہ جناب مولانا حضرت مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر نجم الہند نے ایک رسالہ ڈاکٹر ہنٹر کے جواب میں لکھا اور مولوی غلام علی صاحب امرتسری ایک مدت سے اس مسئلہ کو بیان کر رہے ہیں صاحب آخر الذکر خاص کر کے اس وقت بھی جہاد کو مخالف گورنمنٹ انگریزی ایسا ہی ناجائز اور حرام کہتے تھے، جبکہ مولوی محمد حسین بٹالوی اس مسئلہ میں ان کے برخلاف تھے۔ (۱)

۱۸۵۷ء کے مجاہدین مفسد بد کردار باغی

محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہ گار اور بحکم قرآن و حدیث و مفسد و باغی، بد کردار تھے، اکثر ان میں عوام کا لالہ انعام تھے، بعض جو خواص و علماء کہلاتے تھے، وہ بھی اصل علوم دین (قرآن و حدیث) بے بہرہ تھے یا نا فہم بے سمجھ، باخبر و سمجھ دار علماء (اہل حدیث) اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے اور نہ اس فتویٰ پر جو اس قدر جو جہاد بنانے کے لیے مفسد لیے پھرتے تھے انہوں نے خوشی سے دستخط کیے۔ (۲)

جہاد حرام

در بھنگہ کے ایک اہل حدیث لکھتے ہیں:

”حکام مولوی محمد حسین صاحب سے پوچھتا کہ تمہارے مذہب میں سرکار سے جہاد درست ہے یا نہیں؟ تب انہوں نے ایک لکھی اور بہت علماء سے دستخط کرا کے بھیجی کہ ہم لوگ اہل حدیث کے مذہب میں بادشاہ سے جس کے امن میں رہتے ہیں جہاد حرام ہے۔ (۳)

(۲) اقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۴۹

(۱) رسالہ انجمن مفید عام قصور شماره فروری ۱۸۸۰ء ص ۲۳-۲۴

(۳) اشاعت السنہ ج ۱۰ شماره ۲ ص ۳۶

الاقتصاد کے علاوہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی ادارت میں شائع ہونے والے جریدہ اشاعت السنہ کی فائلیں گواہ ہیں کہ فرقہ اہل حدیث نے گورنمنٹ کے حضور کس کس طرح اپنی وفاداری کے ثبوت فراہم کیے ہیں:

”اشاعت السنہ نے گورنمنٹ میں اہل حدیث کی وقعت کو جمادیا اور ان کی وفاداری کا ثبوت دے کر داغ بغاوت جو دراصل ان کے دشمنوں کا اختراع تھا، مٹا دیا“ (۱)

سرٹیفیکیٹ

۳۱ مارچ ۸۷ء کے سرٹیفیکیٹ میں سرچارلس اپچی سن صاحب بہادر سابق نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب لکھتے ہیں:

”ابوسعید محمد حسین فرقہ اہل حدیث کے ایک سرگرم رکن مولوی اور فرقہ اسلام کے وفادار اور ثابت قدم وکیل ہیں، ان کی علمی کوششیں لیاقت سے ممتاز ہیں، وہ نیز ملکہ معظمہ کی وفادار رعایا میں سے ہیں۔“ (۲)

مولوی محمد یونس خاں اہل حدیث رئیس و تاؤلی علی گڑھ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی حمایت میں ایک مضمون لکھا ہے اس کے چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔

رفتار زمانہ سے واقف

”حقیقت میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اہل حدیث کے فرقہ میں پہلے وہ شخص ہیں جو زمانہ کی رفتار سے واقف ہوئے ہیں اور ٹھیکہ اسلام کی رو سے ہمارے اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ کے تعلقات کو سمجھے ہیں اور ان کو ظاہر کیا ہے جب کہ تمام ملکوں اور تمام مذاہب کی رعایا حضور ملکہ معظمہ کی پنجاہ سالہ جشن میں اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ کیا صرف

فرقہ اہل حدیث ہی ایسا ناپاس اور خیرہ ہو جائے کہ اظہارِ خوشی سے سکوت اختیار کرے۔“ (۱)

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”اس کاروائی کے پہلوؤں کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں جو پولیٹیکل امور کے سمجھنے کا دماغ رکھتے ہیں۔“ (۲)

مادرِ مہربان

مولوی محمد یونس اہل حدیث رئیس و تاؤلی لکھتے ہیں:

”ہم اپنی ملکہ مادرِ مہربان کی خوشی کے کیونکر ساتھ نہ ہوں؟ کون ملکہ؟ جس نے ہماری شوخ چشمیوں اور خیرہ سریوں کو بالکل اپنے دل سے فراموش کر کے غدر ۱۸۵۷ء کے بعد پھر ہم کو خطِ آزادی دیا اور جس نے اپنی ایک نگاہ عنایت اور ایک دستخطی فرمان سے ہمارے خونوں کو معاف کیا، ہماری جائیدادیں واپس کیں۔“ (۳)

ملکہ ہماری سلطنت ہی کے لیے بنائی گئی ہے

”جب ایسی شفیق ملکہ پروردگار نے ہماری خوش قسمتی سے ہماری سلطنت کے واسطے بنائی ہے تو بتائیے کہ عقلاً و عرفاً و شرعاً کیونکر ہم اس کی خوشی کو اپنی خوشی نہ سمجھیں؟ اس کے رنج کو اپنا رنج تصور نہ کریں، اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہم پر نفرین ہے۔“ (۴)

ہم ڈنکے کی چوٹ پر گورنمنٹ کا ساتھ دیں گے

”اگر آپ کے دست و بازو میں قوت ہو جہاد کیجیے، مگر یاد رکھیے کہ ایسے صاحب کا

(۲) حاشیہ اشاعت السنۃ ج ۱۰ شماره اول ص ۱۱

(۴) اشاعت السنۃ ج ۱۰ شماره اول ص ۳۱

(۱) اشاعت السنۃ ج ۱۰ شماره اول ص ۲۲

(۳) اشاعت السنۃ ج ۱۰ شماره اول ص ۲۴

ساتھ دوا ایک خارج از عقل ہی دیں گے اور میں اور میرے ساتھی تو ڈنکے کی چوٹ سے بادشاہ وقت کا ساتھ دیں گے۔“

ملکہ کی خیر خواہی میں جان دینا باعثِ فخر

”اور سچ یہ ہے کہ اپنی ملکہ کی خیر خواہی کے واسطے جس کی سلطنت میں لکھو کھہا فوائد ہم کو حاصل ہوئے ہیں اپنی جان کھودینے یا بدخواہ کی جان لینے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔“

۱۸۵۷ء کے مجاہد بے وقوف تھے

”وہ لوگ اگرچہ ہمارے بزرگ یا قراہتی ہوں بے وقوف اور نادان تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے غدر کو برپا کیا تھا، اصل بات یہ ہے کہ وہ ہماری طرح اس سلطنت کے فوائد سے واقف نہ تھے۔“ (۱)

برٹش گورنمنٹ ہی میں ہماری ترقی ہے

”بہتر ہے وہ صاحب افغانستان میں سنت کی پیروی کا وعظ کہیں یا مکہ معظمہ میں حدود شرعی کو جاری کریں یا بخارا میں جو ایک مسلمانی ریاست روس کے ماتحت ہے اپنے کو غیر مقلد ظاہر کریں، حضرت اس صورت میں یا تو آپ کا ہاتھ یا کان یا ناک نہ ہو گا یا آپ خود نہ ہوں گے۔ برٹش گورنمنٹ ہی میں آپ کی ترقی چلتی ہے اور جگہ کیا مجال جو آپ اپنی زبان تک ہلا سکیں۔“ (۲)

مسلمانوں کو برٹش کا مطیع بنانا

ڈاکٹر ابو محمد جمال الدین، غیر مقلد (کھوری، ضلع ساگر) زیر عنوان ”اس ایک مسئلہ

خلافت کے بیان کے بے انتہا فوائد ہیں“ لکھتے ہیں:

”☆ مسلمانوں کو برٹش کا زیادہ مطیع بنانا، اس کے فوائد بھی واقفانِ معاملات پوٹیکل پر مخفی نہیں ہیں۔

☆ مسٹر بلنٹ (جو ترقی و بہی خواہ اسلام ہیں اور بہبودی اسلام کے کام کرنے میں ساعی ہیں) کی مخالفت سے لوگوں کو باز رکھنا جس سے اتفاق اہل اسلام و ترقی اسلام کی تدابیر میں رخنہ اندازی نہ ہونے پاوے۔ ان میں سے ہر ایک فائدہ میں اور بھی بے شمار فوائد ہیں۔“ (۱)

انعام و وفا

اشاعت السنہ کی فائلوں سے چند اقتباسات گذشتہ صفحات میں پیش کیے گئے ہیں، جن سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اہل حدیث کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی پوری جماعت کو انگریز حکومت کے دامنِ مہر و وفا سے وابستہ رکھا، یہاں تک کہ گورنمنٹ نے نہ صرف ان کی وفاداری کا کھلے دل سے اعتراف کیا، بلکہ اظہارِ خوشنودی کے طور پر انعامات سے بھی مالا مال کیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اپنی وصیت میں لکھتے ہیں:

”اراضی جو خدا تعالیٰ نے گورنمنٹ سے مجھے دلائی ہے، چار مربع ہے۔“ (۲)

مسعود عالم ندوی (اہل حدیث) لکھتے ہیں:

”ہندوستان کی جماعت اہل حدیث موجودہ شکل میں نمایاں ہوئی اور ان کے سرگروہ

مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکارِ انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور حدیہ کہ وقت کے

بعض مشہور حنفی علماء مولانا فضل حق خیر آبادی اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ کو سرکار سے بغاوت کے طعنے دیئے۔ (۱)

انعام ملنے کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”مولوی محمد حسین بٹالوی نے جہاد کی منسوخی پر ایک رسالہ (الاقتصاد فی مسائل الجہاد) فارسی زبان میں تصنیف فرمایا تھا اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے بھی شائع کرائے تھے۔ معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں ”جاگیر“ بھی ملی تھی۔ اس رسالہ کا پہلا حصہ ہمارے پیش نظر ہے، پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔“ (۲)

بٹالوی صاحب نے اپنی پوری قوم کو اس رنگ میں رنگ دیا تھا۔

”اس رسالے (الاقتصاد) میں جہاد کو منسوخ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور دو، انگریزی، عربی میں اس کے ترجمے بھی شائع ہوئے اور انگریزی اور اردو ترجمے سر چارلس ایچی سن اور سر جیمس لائل گورنران پنجاب کے نام معنون کیے گئے۔ اللہ مرحوم کی مغفرت کرے، اس کتاب پر انعام سے بھی سرفراز ہوئے تھے، جماعت اہل حدیث کو فرقہ کی شکل دینے میں ان کا حصہ ہے اور یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اس سادہ لوح فرقے میں وفاداری کی خوب پیدا کی۔“ (۳)

واقعہ بھی یہ ہے کہ انگریز اپنے وفاداروں کو نوازنے میں بخل سے کام نہیں لیتا تھا۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

قاضی صاحب سیشن جج پٹالہ اور مصنف رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۰ مارچ

(۱) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۸-۲۷

(۲) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۲۷

(۳) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، ص ۲-۱۷۳

۱۹۲۸ء کو آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے پندرہویں سالانہ اجلاس آگرہ میں ایک طویل خطبہ دیا جس میں کانفرنس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مقصد ششم

”اس کانفرنس کا حکومت کی وفادار کے ساتھ ساتھ دینی دنیوی ترقی کا انتظام کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان بھی بغاوت یا مجرمانہ سازش یا معاندت سلطنت کا روادار نہیں، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یاد ہے اور ہمیشہ یاد رہنا چاہیے۔“ (۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری

مشہور مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ مولوی احمد اللہ امرتسری، مولوی عبدالمنان وزیر آبادی سے تعلیم پائی۔ دیوبند میں بھی پڑھتے رہے۔ کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری سے آخری کتابیں پڑھیں۔ تمام عمر امرتسر میں رہے۔ تقسیم کے بعد پاکستان آ گئے۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔ (۲)

تفسیر یا تحریف؟

ان کی تصانیف میں سے تفسیر القرآن بکلال الرحمن عربی نے خوب شہرت پائی، ان کے ہم مسلک اہل حدیث علماء نے اس تفسیر پر سخت تنقید کی۔ مولوی عبدالحی مورخ لکھتے ہیں:

(۱) خطبات سلیمان، مسلمان کمپنی، سوہدرہ، گوجرانوالہ، ص ۲۳۱ (۲) نزہۃ الخواطر، نور محمد کراچی، ج ۸، ص ۶-۹۵

وقد تعقب عليه بعض العلماء (۱)

”بعض علماء نے اس پر تعاقب کیا ہے“

یہ تعاقب اتنا سرسری نہیں تھا، جس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اہل حدیث کے مسلم عالم مولوی عبداللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبدالحق غزنوی نے ایک رسالہ الاربعین میں چالیس ایسے مقامات کی نشان دہی کی ہے جو ان کے نزدیک قابلِ اعتراض تھے۔ اس تفسیر کے بارے میں ان کے تاثرات یہ ہیں:

”الفاظ غلط، معانی غلط، استدلال غلط، بلکہ تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک

کاٹ ڈالی“۔ (۲)

”حقیقت یہ میں یہ بے انصاف، ناحق شناس، بدنام کنندہ ٹکونا مے، چند ناحق اہل حدیث کو بدنام کر رہا ہے، بلکہ اہل حدیث سے بالکل مخالف اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے۔ نسخ و منسوخ، تقدیر، معجزات، کرامات، صفاتِ باری، دیدارِ الہی، میزان، عذابِ قبر، عرش، لوح محفوظ، دابۃ الارض، طلوعِ شمس از مغرب وغیرہ وغیرہ، جو اہل سنت میں مسائلِ اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیاتِ قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہل سنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے۔ انہوں نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرہ یونان و فرقہ ضالہ معتزلہ و قدریہ و جہمیہ خذلہم اللہ محرف و مبدل کر کے سبیلِ مؤمنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ویتبع غیر سبیلِ المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا کا مصداق بنایا“۔ (۳)

یہ صرف مولوی عبدالحق غزنوی کی ذاتی رائے نہیں ہے۔ لاہور، امرتسر، راولپنڈی،

ملتان، مدراس اور دیوبند وغیرہ کے چوراسی ذمہ دار علماء نے اپنی تقریظوں میں الاربعین کی تائید کرتے ہوئے اس تفسیر کو نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور متقدمین کی تفاسیر کے مخالف قرار دیا ہے، ان میں اکثریت علماء اہل حدیث کی ہے۔ یہ تمام تقریظیں الاربعین میں شامل کر دی گئی ہیں۔

اہل حدیث کے امام مولوی عبد الجبار غزنوی لکھتے ہیں:

”مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفسیر نبوی اور تفاسیر خیر قرون اور تفاسیر اہل سنت و جماعت کو چھوڑ کر تفسیر جمہیہ اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ کو اختیار کیا..... بایں ہمہ اہل سنت و جماعت پھر اہل سنت میں فرقہ اہل حدیث کا دعویٰ کرنا اس کی دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے، بلکہ اہل حدیث تو درکنار اہل سنت و جماعت سے خارج ہے“۔ (۱)

اہل حدیث کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

”تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے، تفسیر چکڑالوی کا خطاب دیا جائے تو روا ہے..... اس کا مصنف اس تفسیر سرپا الیحاد و تحریف میں پورا مرزائی، پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا بچری ہے“۔ (۲)

اسی پر بس نہیں ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۶ء میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تجویز پر یہ مقدمہ سعودی عرب کے بادشاہ عبدالعزیز بن سعود کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاہ نے اپنے علماء کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا۔ انہوں نے الاربعین کی تائید کی اور امرتسری صاحب کو تائب ہونے کے لیے کہا۔

شیخ عبداللہ بن سلیمان آل بلہید نے اپنی رائے اس انداز میں ظاہر کی:

”میں نے ان کو اہل حدیث اور اہل سنت کے مذہب و مسلک کی طرف رجوع کرنے

کی دعوت دی، مگر باوجود ان سب باتوں کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔ (۱)

ریاض کے قاضی شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ نے لکھا:

”نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے۔ اور نہ اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس سے کوئی بات روایت کی جائے اور نہ اس کی امامت صحیح ہے، میں نے اس پر حجت قائم کر دی، مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں شک نہیں۔“ (۲)

مولوی عبدالاحد خانپوری، اہل حدیث لکھتے ہیں:

اور ثناء اللہ ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے، اس کا کچھ دین تو فلاسفہ دہریہ نما رہا صائبین کا ہے جو ابراہیم خلیل علیہ السلام کے دشمن ہیں..... اور کچھ دین اس کا ابو جہل کا ہے جو اس امت کا فرعون تھا، بلکہ اس سے بھی بدتر ہے..... پس وہ بحکم قرآن واجب القتل ہے۔“ (۳)

یہ سب اہل حدیث کے ذمہ دار اور مستند علماء کے فتوے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امرتسری صاحب نے اپنے ان اقوال سے توبہ کر لی تھی جن کی بناء پر مذکورہ بالا فتوے لگائے گئے تھے اور اگر نہیں تو شیخ الاسلام کے معزز ترین لقب ہی کا پاس کیا ہوتا؟

مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز

امرتسری صاحب مرزائیوں سے مناظرہ اور مقابلہ کرتے رہے، لیکن مرزائیوں کے

(۱) فیصلہ مکہ جمعیت مرکزیہ اہل حدیث ہند لاہور ص ۱۵ (۲) فیصلہ مکہ جمعیت مرکزیہ اہل حدیث ہند لاہور ص ۱۷

(۳) الفیصلۃ الحجازیۃ السلطانیۃ امان سرحد برقی پریس، راولپنڈی ص ۸

بارے میں ان کا موقف کیا تھا؟ مولوی عبدالعزیز، سیکرٹری جمعیتہ مرکزیہ اہل حدیث، ہند کی زبانی سنئے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی، آپ مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟ آپ نے مرزائیوں کی عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا۔ اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں ہوئے؟“ (۱)

اس کے باوجود اگر انہیں شیخ الاسلام، قرار دینے پر اصرار رہے تو ہمیں بتایا جائے کہ وہ کون سا اسلام ہے؟ خدا و رسول کا اسلام تو ہونہیں سکتا۔

آخر میں برٹش گورنمنٹ کے بارے میں ان کا نظریہ بھی دیکھ لیجیے۔

غلام رسول مہر اہل حدیث لکھتے ہیں:

”۱۹۲۲ء میں ایک اجتماع کا انتظام ہوا اور اس میں مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری بھی شریک تھے۔ وہ اہل حدیث کانفرنس کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے ہمیں کانفرنس کے اغراض و مقاصد دیئے، تو ان میں پہلی شق یہ تھی:

”حکومت برطانیہ سے وفاداری“

ہم نے عرض کیا کہ مولانا اسے تو نکال دیجیے۔ ہم ترک موالات کیے بیٹھے ہیں تو وہ سخت غصے میں آگئے، لیکن اکثریت نے یہ شق نکلوا دی۔“ (۲)

خیال فرمایا آپ نے کہ حکومت برطانیہ کی وفاداری کس قدر عزیز تھی؟ اکثریت نے اگرچہ یہ شق نکلوا دی، مگر امرتسری صاحب آخر تک اس شق کے حذف کرنے کو قبول نہ کر سکے پھر اس شق کا نکلوا دینا بھی محل غور ہے، کیونکہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ ۱۹۲۸ء میں آل انڈیا

اہل حدیث کانفرنس کے پندرہویں اجلاس میں جو آگرہ میں منعقد ہوا تھا، قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے اپنے خطبہ میں کانفرنس کا چھٹا مقصد، حکومت کی وفادار کو قرار دیا تھا۔

نواب نور الحسن خان صاحب

آپ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے صاحبزادے ہیں عقائد و اعمال میں اپنے والد کے نقش قدم پر تھے۔ آپ نے بھی عمل بالقرآن کی آڑ میں اقوال و اجتہاد صحابہ کا انکار کیا۔ اجماع امت اور قیاس مجتہد کے منکر ہو کر خود اجتہادی کے زعم میں نت نئے مسائل گھڑے ذیل میں آپ کے چند وہ مسائل ذکر کیے جاتے ہیں جن میں آپ اپنے والد بزرگوار کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

نواب نور الحسن خان صاحب لکھتے ہیں:

۱- اصول میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (۱)

۲- صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر بھی حجت نہیں۔ (۲)

۳- اجماع و قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔ (۳)

۴- مشیت زنی کرنا ضرورت کے وقت جائز ہے اور اگر فتنہ کا خوف ہو مثلاً یہ کہ عورت

کو تانک جھانک کرے گا۔ تو ایسی صورت میں مستحب ہے۔ اور اگر اس حرکت کے بغیر گناہ

سے بچنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے، منقول ہے کہ صحابہ کرام بھی مشیت زنی کر لیا کرتے تھے۔

(العیاذ باللہ) اور مشیت زنی کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ایسے ہی سمجھے جیسے بدن سے

دوسرے فضلات نکلتے ہیں ایسے ہی منی نکل گئی۔ (۴)

۵- کافر کا ذبیحہ حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے۔ (۵)

- ۶۔ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح جائز ہے۔ (۱)
- ۷۔ اونچی قبروں کو زمین کے برابر کر دینا واجب ہے چاہے نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔ (۲)
- ۸۔ انبیاء و اولیاء کی قبروں پر نہیں جانا چاہیے تاکہ امر جاہلیت رواج نہ پائے۔ (۳)

نواب وحید الزماں صاحب

آپ طبقہ غیر مقلدین میں صحاح ستہ کے مترجم کی حیثیت سے معروف ہیں، آپ اجماع اور قیاس شرعی کو ٹھکرا کر خود اجتہادی کے زعم میں اتنے آگے نکلے ہیں کہ شیعوں کو بھی مات کر گئے ہیں، آپ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ کی فضیلت کا انکار کیا، بہت سے صحابہ کرام پر سب و شتم کیا حتیٰ کہ انہیں فاسق تک کہہ دیا، نت نئے مسائل گھڑے، بطور نمونہ چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں یہ مسائل ایسے دل خراش ہیں جن کے ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہے صرف تصویر کا اصل رخ دکھانے کے لیے ذکر کیے جا رہے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

۱..... اس مسئلہ میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمان و علی دونوں میں افضل کون ہیں لیکن شیخین کو اکثر اہل سنت حضرت علی سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی دلیل قطعی نہیں ملتی۔ (۴)

۲..... خلفاء راشدین کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ (۵)

۳..... خطبہ جمعہ میں خلفاء کے ذکر کا التزام بدعت ہے۔ (۶)

خطبہ میں سے خلفاء راشدین کے ذکر کو چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔ (۷)

- (۱) عرف الجادی ص ۱۱۱ (۲) عرف الجادی ص ۶۰ (۳) عرف الجادی ص ۸۵
- (۴) حیات وحید الزماں ص ۳ بحوالہ وحید اللغات مادہ عثم (۵) نزل الابرار ج ۲ ص ۳۱۸
- (۶) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۰ (۷) نزل الابرار ج ۱ ص ۱۵۲

۴..... ولید (بن عقبہ)، معاویہ (بن سفیان)، عمرو (بن عاص)، مغیرہ (بن شعبہ)،

سمرہ (بن جندب) فاسق ہیں۔ (العیاذ باللہ) (۱)

۵..... ”بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ کا قیاس کیوں کر ہو سکتا ہے جو نہ مہاجرین میں

سے، نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ

آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ

کی وفات کے بعد حضرت عثمان کو یہ رائے دی کہ علی اور طلحہ اور زبیر کو قتل کر ڈالیں۔“ (۲)

۶..... ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ

گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ

صحابہ کرام سے سکوت کرتے ہیں۔ اس لیے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور

یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلماتِ تعظیم مثل حضرت رضی اللہ عنہ کہنا سخت

دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے۔ (۳)

۷..... رام چندر، کچھن کشن جی جو ہندوؤں میں مشہور ہیں، اسی طرح فارسیوں میں

زرتشت، اور چین اور جاپان والوں میں کنفسیوشس، اور بدھا اور سقراط و فیثا غورث

یونانیوں میں جو مشہور ہیں ہم ان کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے کہ یہ انبیاء و صلحا تھے۔ (۴)

۸..... عورت سے لواطت کو جائز سمجھنے والا کافر کو کجا فاسق بھی نہیں۔ (۵)

۹..... متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے۔ (۶)

(۱) نزول الابراج ۳ ص ۹۴ (۲) حیات وحید الزماں ص ۱۰۷ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز

(۳) حیات وحید الزماں ص ۱۰۹ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز (۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۸ (۵) نزول

الابراج ج ۱ ص ۴۶ (۶) نزول الابراج ج ۲ ص ۳۳، ۳۴

۱۰..... نکاح میں بینڈ باجے بجانے زمانہ کے دستور کے مطابق مستحب ہیں اور دف

بجانا واجب ہے۔ (۱)

۱۱..... غیر اللہ سے استعانت کرنا اور ان سے مدد چاہنا جائز ہے، شرک نہیں۔ (۲)

۱۲..... غیر اللہ کو ندا کرنا مطلقاً جائز ہے۔ (۳)

۱۳..... فاتحہ مروجہ رسمہ سے، گانے اور مزامیر سے روکنا نہیں چاہیے۔ (۴)

۱۴..... متعہ کرنے والے کو، شطرنج کھیلنے والے کو اور مروجہ مجالس میلاد سے لوگوں کو

روکنا نہیں چاہیے۔ (۵)

۱۵..... جوتیوں سمیت نماز پڑھنا مسنون ہے۔ (۶)

قارئین! یہ صرف چند مسائل ذکر کیے گئے ہیں، ان جیسے سیکڑوں مسائل ان کی کتابوں

میں موجود ہیں جو خوفِ طوالت ذکر نہیں کیے گئے۔ آپ ان چند مسائل ہی سے غیر مقلدین حضرات کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی

طبقہ غیر مقلدین میں مجتہد العصر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ نے احناف

کے خلاف بہت سے رسائل لکھے ہیں تقلید کے سخت مخالف ہیں۔ آپ کے نزدیک تقلید

شرک و بدعت ہے۔ چونکہ برزعم خویش خود مجتہد ہیں اس لیے دوسروں کے اجتہادات ماننے کو

تیار نہیں۔ آپ کے چند اجتہادات نذر قارئین کے جاتے ہیں۔

۱..... آپ سے سوال ہوا کہ کیا عورت ناخن پالش ناخنوں پر لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ

سکتی ہے؟

(۳) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۳

(۲) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۹

(۱) نزل الابرار ج ۲ ص ۳

(۶) کنز الحقائق ص ۱۹

(۵) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۸

(۴) ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۸

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

”ناخن پالش مہندی کی قسم سے ہے، مہندی کا رنگ بھی دو تین دفعہ لگانے سے گاڑھا

ہو جاتا ہے جو بالاتفاق جائز ہے، ایسا ہی ناخن پالش کو سمجھ لینا چاہیے۔“ (۱)

۲..... بے نمازی کے بارے میں حافظ صاحب کا یہ نظریہ ہے کہ وہ کافر ہے لہذا اس

سے میل جول رکھنا صحیح نہ اس کا ذبیحہ مسلمان کا ذبیحہ ہے اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھنی جائز

ہے۔

آپ لکھتے ہیں:

”بے نماز بے شک کافر ہے خواہ ایک نماز کا تارک ہو یا سب نمازوں کا کیونکہ من

ترک الصلاة متعمدا فقد کفر عام ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر تارک کافر ہے۔

رہا بے نماز کا ذبیحہ کا حکم سو وہ اہل کتاب کے حکم میں ہونے کی وجہ سے درست ہو سکتا ہے خواہ

نیک ذبح کرنے والا پاس ہو یا نہ ہو یا نیک ہر طرح سے بہتر ہے اور بے نماز جب کافر ہوا

تو اس کا کھانا مثل عیسائی کے کھانے کے سمجھ لینا چاہیے حتی الوسع اس سے پرہیز رکھے عند

الضرورة کھالے۔“ (۲)

”جو کبھی نماز پڑھے اور کبھی نہ پڑھے یا بالکل نماز کا تارک ہو اس کے ساتھ دوستانہ

تعلق اور اس کے ساتھ محبت کے طور پر سلوک کرنا یا تحفہ وغیرہ بھیجنا اور ضیافت کرنا بالکل جائز

نہیں ہاں عام لین دین جیسے ہندوؤں سے کرتے ہیں ان کی دکانوں سے سودا وغیرہ لیتے

ہیں اور ان کی دکانوں سے اشیاء وغیرہ فروخت کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں۔“ (۳)

۳..... خاوند بیوی کے اتحاد و اتفاق سے رہنے کے متعلق آپ لکھتے ہیں:

(۱) فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص ۳۵۱ (۲) فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص ۳۷۷

(۳) فتاویٰ اہل حدیث، ج ۱، ص ۳۷۷

”خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی

ہے کہ اس کے لیے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔“ (۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ناظرین کس قدر جرأت ہے کتنی دلیری ہے کتنی زن پرستی ہے کہ بیوی کی خاطر اللہ پر

جھوٹ بولنا بھی جائز ہے سچ ہے کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ۔ (۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب رقم طراز ہیں:

”ایک دفعہ حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی کے دل میں معارف قرآن لکھنے کا شوق پیدا

ہوا تو آپ نے سب سے پہلے آیت و اذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی

الارض خلیفة کو منتخب کیا اور یک مئی ۳۲ء کے پرچہ میں معارف القرآن کا عنوان دے

کر یہ آیت لکھی اور اس سے بڑے بڑے معارف مستنبط کیے جن کی بابت یہ کہنا بالکل بجا

ہے لَا عَیْنَ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ (نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے) ہم

بہلک سے حافظ صاحب کے معارف کی قدر کرانے کو انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

”رحم کی شکل قریباً صراحی کی ہے۔ رحم کی گردن عموماً چھ انگل سے گیارہ انگل اسی عورت

کی ہوتی ہے ہمبستری کے وقت قضیب (آلت مرد) گردن رحم میں داخل ہوتا ہے اور اسی

رستے منی رحم میں پہنچتی ہے اگر گردن رحم اور قضیب لمبائی میں برابر ہوں تو منی وسط

(گہرائی) رحم میں پہنچ جاتی ہے ورنہ درے رہتی ہے اور بعض دفعہ مرد کی منی زیادہ دق

(زور) کے ساتھ نکلے تو یہ بھی ایک ذریعہ وسط میں پہنچنے کا ہے، مگر یہ طاقت اور قوت مردی پر

موقوف ہے۔“ (۳)

(۲) مظالم روپڑی، ص ۵۲

(۱) مظالم روپڑی، ص ۵۳ بحوالہ تنظیم یکم ستمبر ۱۹۳۲ء، ص ۱۰

(۳) تنظیم یکم مئی ۳۲ء، ص ۶، کالم نمبر ۱

”رحم مثانہ (پیشاب کی تھیلی) اور رودہ مستقیم (پاخانہ نکلنے کی انتڑی) کے درمیان پٹھے کی طرح سفید رنگ کا گردن والا ایک عضو ہے جس کی شکل قریب قریب اٹی صراحی کے بتلایا کرتے ہیں مگر پورا نقشہ اس کا قدرت نے خود مرد کے اندر رکھا ہے، مرد اپنی آلت (ذکر) کو اٹھا کر پیٹرو کے ساتھ لگا لے تو آلت مع خصیتین رحم کا پورا نقشہ ہے، آلت بمنزلہ گردن رحم کے ہے اور خصیتین بمنزلہ پچھلے حصہ رحم کے ہیں، پچھلا حصہ رحم کا ناف کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور گردن رحم کی عورت شرمگاہ میں واقع ہوتی ہے۔ جیسے ایک آستین دوسری آستین میں ہو، گردن رحم پر زائد گوشت لگا ہوتا ہے اس کو رحم کا منہ کہتے ہیں اور یہ منہ ہمیشہ بند رہتا ہے، ہمبستری کے وقت آلت کے اندر جانے سے کھلتا ہے یا جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ قدرت نے رحم کے منہ میں خصوصیت کے ساتھ لذت کا احساس رکھا ہے اگر آلت اس کو چھوئے تو مرد عورت دونوں محفوظ ہوتے ہیں خاص کر جب آلت اور گردن رحم کی لمبائی میں یکساں ہوں تو یہ مرد عورت کی کمال محبت اور زیادتی لذت اور قرار حمل کا ذریعہ ہے۔ رحم منی کا شائق ہے اسی لیے ہمبستری کے وقت رحم کا جسم گردن کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ گردن رحم کی عموماً چھ انگشت اسی عورت کی ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ انگشت ہوتی ہے، منہ رحم کا عورت کی شرمگاہ میں پیشاب کے سوراخ سے ایک انگلی سے کچھ کم پیچھے ہوتا ہے اور گردن رحم کی کسی عورت میں دائیں جانب اور کسی میں بائیں جانب مائل ہوتی ہے۔ رحم کی باہر کی طرف اگرچہ ایسی نرم نہیں ہوتی لیکن باطن اس کا نہایت نرم شکن دار ہوتا ہے تاکہ آلت (ذکر) کے دخول کے وقت دونوں محفوظ ہوں۔ نیز ربڑ کی طرح کھینچنے سے کھچ جاتا ہے تاکہ جتنی آلت داخل ہو، اتنا بڑھتا جائے۔ کنواری عورتوں میں رحم کے منہ پر کچھ رگیں سی تنی ہوتی ہیں جو پہلی صحبت سے پھٹ جاتی ہیں اسی کو ازالہ بکارت کہتے ہیں۔ (۱)

ان معارف قرآنی کو ذکر کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب اس پر تبصرہ فرماتے ہیں:
 ”ناظرین خصوصاً علماء محدثین: ان معارف کو ملاحظہ کر کے امور ذیل کی بابت

اطلاع دیں:

۱..... کیا یہ معارف قرآن ہیں یا لوک شاستر؟

۲..... یہ معارف آیت موصوفہ سے مستنبط ہو سکتے ہیں؟

۳..... سلف صالحین میں سے کسی چھوٹے بڑے مفسر نے ان معارف کو استنباط کیا

ہے؟

۴..... کیا علماء کرام اجازت دیں گے کہ ان معارف کو چھوٹے سے رسالہ کی

صورت میں لکھوا کر لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں داخل تعلیم کیا جائے۔

۵..... کیا حافظ عبد اللہ صاحب موجد معارف پسند کریں گے کہ خاص ان کے موضع

کمیر پور کے مدرسہ بنات میں اس رسالہ (معارف قرآن یا لوک شاستر) کو داخل نصاب کیا

جائے۔ اگر ناپسند کریں تو کیا یہ معارف صرف مردوں کے لیے ہیں عورتوں کا ان معارف

قرآنہ میں حصہ کیوں نہیں؟

شرم! سچ ہے

حافظا! می خور و رندی کن و خوش باش دلے

دام تزویر مکن چو دگراں قرآن را“ (۱)

حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی نے اپنے اخبار مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء میں ایک نعت

شائع کی تھی جس کا ایک شعر یہ تھا

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اكْتَسَى

وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةً بِنُورِ بَهَاكَ

اس شعر کے خلاف صحیفہ اہل حدیث دہلی میں علماء اہل حدیث کا فتویٰ شائع ہوا تھا۔
چند مولویان کرام کے فتاویٰ کے اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی محمد صاحب جو ناگڑھی لکھتے ہیں:

”یہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں، بدعقیدہ ہیں۔ اسے علم دین سے بلکہ خود دین سے
بھی مس نہیں لہذا ایسے جہلاء کا ہم عقیدہ ہونا اپنا ایمان برباد کرنا ہے۔“ (۱)

مولوی عبید اللہ مدرس زبیدیہ دہلی لکھتے ہیں:

”شخص مذکور فی السؤال ملحد بدین ہے ایسے عقیدہ فاسدہ سے ہر ایک مسلمان کو گریز
کرنا لازمی ہے اور جو اس شخص کے ہم خیال ہیں ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔“ (۲)
مولوی محمد اسحاق صاحب شاگرد مولوی عبدالوہاب امام جماعت غرباء اہل حدیث
لکھتے ہیں:

”واقعی ایسا شخص ملحد اور زندیق ہے..... بے شک ایسا شخص لائق امامت نہیں ہاں
اگر توبہ کرے تو مسلمان ہے۔“ (۳)

مولوی محمد یوسف نجاری لکھتے ہیں:

بلاشک و شبہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مرتد و ملحد خارج عن الاسلام ہے اور پکا مشرک
ہے اس پر جنت حرام ہے اور اس کی کوئی عبادت قبولی و بدنی و مالی قبول نہیں اور ایسا شخص انہ
من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة کا مستحق ہے۔ ایسے شخص کی کوئی عبادت
وعظ درس قبول نہیں بلکہ وہ ومن یرتدّد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر الایۃ کا

مستحق ہے..... فی الحقیقت ایسا شخص مرتد اور اکفر ہے۔“ (۱)

مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی صدری دہلوی

آپ جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر اور غیر مقلدین کے استاذ الاساتذہ ہیں۔
آپ کا کہنا ہے کہ میں کسی امام کو نہیں مانتا میں خود امام ہوں۔

”میں امام وقت ہوں۔“ (۲)

”امام وقت اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے جو حالت نبی کی ہوتی ہے وہ ہی امام کی ہوتی ہے۔“ (۳)

”یہ جو فرق بتایا گیا ہے کہ نبی کافروں میں ہوتا ہے یہ ٹھیک نہیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ ہی کو دیکھو کہ وہ مسلمانوں میں آئے مکہ کے لوگ مسلمان تھے۔“ (۴)

”میری بیعت مثل ابو بکر صدیق کے ہوئی جیسے ابو بکر صدیق کی بیعت پر صحابہ باتیں بناتے تھے کہ یہ اذل قبیلہ (بہت ذلیل قبیلہ) کا ہے لائق امامت بیعت نہیں بلکہ دوسرا اس کا مستحق ہے ایسے ہی لوگ مجھ کو کہتے ہیں۔“ (۵)

قارئین! آپ نے مولوی عبدالوہاب صاحب کا دعویٰ امامت ملاحظہ فرمایا۔ اب ذرا غیر مقلدین کے ان امام صاحب کے احکامات بھی ملاحظہ فرمائیے۔
اشادہ ہوتا ہے:

”جو امام وقت کی بیعت کے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جو امام وقت کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ دے گا تو اس کی زکوٰۃ قبول نہ ہوگی۔ اور ایسے ہی امام کی اجازت بغیر طلاق، نکاح بھی درست نہیں اور جو اس وقت مدعی امامت کا ہوگا وہ واجب القتل

(۳) مقاصد الامامۃ ص ۱۴

(۲) مقاصد الامامۃ ص ۲

(۱) مظالم روپڑی ص ۵۱

(۵) مقاصد الامامۃ ص ۷

(۴) مقاصد الامامۃ ص ۱۵

ہے۔“ (۱)

مولوی صاحب کے اجتہادی مسائل پر بھی نظر ڈال لیجیے:

۱..... مولوی عبدالوہاب اور ان کی جماعت کا مذہب ہے کہ مرغ کی قربانی جائز

ہے۔ (۲)

۲..... چار آٹھ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا

قربانی ہے۔ (۳)

۳..... بیع مضاربہ ہندوؤں سے اس طرح کرنی کہ وہ نفع میں شریک اور نقصان

میں شریک نہیں جائز ہے۔ (۴)

۴..... قربانی اور نیاز بیت اللہ کے روپیہ کسی دوسرے مصرف یعنی کسی کارِ خیر میں مثل

مسجد وغیرہ کے اپنے ملک ہندوستان میں صرف کر دینا جائز ہے۔ (۵)

۵..... قربانی کے روپیہ بیت اللہ میں ایک مال دار شخص کے حوالے کر دے اور اس میں

یہ خیال کر لے کہ دینے والے کو ایک لاکھ کا ثواب ہو گیا۔ اور پھر اس روپیہ کو ہندوستان لا کر

مسجدیں وغیرہ بنانا جائز ہیں۔ (۶)

مولوی عبدالوہاب اور ان کی جماعت ”جماعت غرباء اہل حدیث“ کے متعلق مشہور

غیر مقلد محمد مبارک صاحب استاذ نبی باغ ضیاء الدین میموریل کالج کراچی نے کچھ

ریمارکس دیے ہیں قارئین انہیں بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

محمد مبارک صاحب لکھتے ہیں:

”جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی صرف یہی

مقصد نہیں بلکہ ”تحریک مجاہدین“ یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔ جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ ۱۱ھ میں مولوی عبدالوہاب ملتانی صاحب نے اپنے امام ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔“ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

”جماعت غرباء اہل حدیث باغی جماعت ہے جس کا جماعت اہل حدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ پوری جماعت مع امام کے واجب القتل ہے افسوس سید احمد شہید کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو ضرور جماعت غرباء اہل حدیث کو مع امام کے قتل کیا جاتا جس طرح سیدنا امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو کفر کردار تک پہنچا دیا تھا جس طرح مسیلمہ کذاب کی حمایت کرنے والے مجرم تھے اسی طرح وہ علماء جو جماعت غرباء اہل حدیث کے جلسوں کو رونق بخشتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔“ (۲)

جس وقت مولوی عبدالوہاب صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ میں امام وقت ہوں اور مجھے نہ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی تو بہت سے غیر مقلد علماء ان سے بگڑ گئے اور ان کے خلاف سخت، سخت فتوے دیئے۔ ذیل میں صرف ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے یہ فتویٰ مولوی ابوسعید محمد شرف الدین صاحب کا ہے جو میاں نذیر حسین صاحب کے مدرسہ کے صدر مدرس ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”ایسے ملا، مولوی، نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لیے گھڑ گھڑ کر مسئلے بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن و حدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا و رسول کا حکم ہے..... ایسے مولوی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ دینے والے سخت گناہ گار ہیں۔ یہ مولوی

مصرف زکوٰۃ میں خرچ نہیں کرتا اپنی جائیداد خریدتا ہے اسی زکوٰۃ سے وہ بہت بڑا مال دار بن گیا ہے اور خود زکوٰۃ نہیں دیتا، تارک فرض ہے حالانکہ خود قائل ہے کہ جو ایک فرض ادا نہیں کرتا اس کے اور فرض بھی ادا نہیں ہوتے، پہلے تو وہ اس کا قائل تھا، نہ معلوم اب کیا حال ہے اس لیے کہ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے ایک متعہ ہی کو دیکھ لو“۔ (۱)

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب

غیر مقلدین کے بے نظیر (”شہادت ذوالنورین“ کے تبصرہ نگاروں نے حکیم صاحب کے لیے یہ لقب استعمال کیے ملاحظہ فرمائیے شہادت ذوالنورین، ص ۲۲-۲۵) مایہ ناز محقق ہیں، انہیں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خصوصی پر خاش ہے، دریدہ دہنی پر آتے ہیں تو صحابہ و تابعین کو بھی نہیں بخشتے۔ حکیم صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے ”سیدنا حسن بن علی“ اس میں آپ نے ایک نہایت ہی روح فرسا عنوان قائم کیا ہے۔

”سیدنا علی کی نام نہاد خلافت اور سیدنا حسن“

اس عنوان کے تحت حکیم صاحب نے بزم خویش دو چیزیں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک تو یہ کہ (معاذ اللہ) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل نہیں تھے دوسرے یہ کہ (معاذ اللہ) آپ کی خلافت نام نہاد تھی اس پر انہوں نے بہت زور صرف کیا ہے۔

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرات حسنین کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند

تقلید کی خرابی“۔ (۲)

حضرت حسن کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسن کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہ ملا تھا آپ کی پرورش دوسرے دودھ سے ہوئی تھی اس لیے صحت کے لحاظ سے آپ کمزور تھے اور کما حقہ نشوونما نہ پا سکے تھے اور اس پر کثرت سے حرم کی زندگی (کثرت جماع، ناقل) کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں سِل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔“ (۱)

جلیل القدر تابعی بخاری و مسلم و دیگر کتب حدیث کے مرکزی راوی حضرت ابن شہاب زہری کے متعلق حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”ابن شہاب منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن خبیث اور کمزور روایتیں انہی کی طرف منسوب ہیں..... ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلا واسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مر چکے تھے، مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قتی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہو گیا۔

تمتہ المنتہی ص ۱۲۸ عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے۔“ (۲)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حکیم صاحب جو بزم خویش شیعوں کے سخت مخالف ہیں تبر ابازی میں شیعوں کو بھی مات کر گئے ہیں:

یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ حکیم صاحب ویسے تو شیعوں کے سخت مخالف ہیں لیکن سنیوں کے جلیل القدر امام حدیث اور ایک عظیم تابعی حضرت ابن شہاب زہری کو شیعہ ثابت کرنے کے لیے بجائے سنیوں کی کتابوں کے حوالے دینے کے شیعوں کی کتابوں کے

حوالے دے رہے ہیں ہم اس پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترکِ تقلید اور ائمہ دشمنی کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔ حکیم صاحب کی اکثر کتب اسی طرح کی بدگوئی اور دیدہ و بینی سے بھری ہوئی ہیں۔ ان سے اقتباسات نقل کرنا تو درکنار ان کے پڑھنے سے بھی طبیعتِ اباہ کرتی ہے۔ آج کل شبانِ اہل حدیث کے کنویر قاضی عبدالقدیر خاموش ان کتابوں کو نئے انداز سے چھاپ رہے ہیں۔

احسان الہی ظہیر صاحب

آپ غیر مقلدین میں خطیب الامت، قائد اہل حدیث اور ”علامہ“ جیسے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ نے اس دور میں غیر مقلدین کی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دیا ہے۔ غیر مقلد ہونے کے ناطے فتنہ خفی سے آپ بھی خصوصی بیر رکھتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کو برا کہنے میں ذرا بھی باک محسوس نہیں کرتے تھے۔ تصوف اور صوفیاء کرام سے بھی آپ کو نفرت تھی چنانچہ آپ نے وفات سے چند روز پہلے تصوف اور صوفیاء کے خلاف عربی میں کتاب لکھی ”التصوف المنشاء المصادر“ اور اس کے چند روز بعد ہی ارشادِ خداوندی ”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ“ (جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے) کا شکار ہو گئے۔

آپ کا مبلغ علم کیا تھا۔ آپ کے اخلاق و اوصاف کیسے تھے؟ اور آپ کس کردار کے مالک تھے؟ ان سب باتوں کے لیے ہفت روزہ الحمدِ لیث کے شمارہ ۳، اگست ۱۹۸۲ء کا مطالعہ کافی ہے۔

اس شمارہ میں صفحہ پانچ سے سات تک حافظ عبدالرحمن مدنی، فاضل مدینہ یونیورسٹی

کا ایک مضمون ہے جس کا عنوان ہے:

”احسان الہی کے لیے چیلنج مباہلہ“

ذیل میں اس مضمون کے چند اقتسابات پیش کیے جاتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس شخص کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اسے سلام کرنے کی روادار ہے چناں چہ اس کے چھچھورے پن کا یہ عالم ہے کہ بات بات پر لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔

الحمد للہ! مجھے اس شخص کی طرح کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں کہ اپنی تعریف میں خود ہی مضمون لکھ کر دوسروں کے نام سے یادوسروں سے لکھوا کر اپنے نام سے شائع کروں اس سلسلہ میں کسی غیر کی گواہی کا محتاج بھی نہیں بلکہ میرے گواہ میرے اپنے شاگرد ہیں جو خود احسان الہی ظہیر کے لیے عربی اردو میں کتابیں لکھتے ہیں اور پھر احسان الہی ظہیر ان کا نام دیے بغیر اپنے نام سے یہ کتابیں شائع کر کے اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔

کیا دنیا اس پر تعجب نہ کرے گی کہ جو شخص انگریزی زبان نہ بول سکتا ہو انہ پڑھ اور سمجھ سکتا ہو اس کی مستقل کتابیں انگریزی زبان میں اس کے نام سے شائع ہوں۔

جہاں تک عربی دانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف دعویٰ ہی ہے ورنہ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صفحہ گرامر یا زبان کی غلطیوں سے پاک ہوگا چناں چہ عربی دان حضرات اپنی مجلسوں میں احسان الہی ظہیر کی عربی کتب کے سلسلے میں ایسی باتوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں جب کہ یہ شکایت اس کی کتابوں میں اردو اور عربی اقتسابات کا مطالعہ کرنے والے عام حضرات کو بھی ہے کہ اردو عبارت کچھ ہوتی ہے اور عربی عبارت کچھ، جو یوں ہی عربی میں من گھڑت طور پر شائع کر دی جاتی ہے۔

مسجد چینیا نوالی اور احسان الہی ظہیر کے اہل محلہ، ان دنوں کو نہیں بھولے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند نکلے بلکہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھایا کرتا تھا کہ مجھے علامہ کہا کرو اور اب بھی اس شخص نے اپنی ذات سے دوستی یا دشمنی کا یہ ہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ کون ان کے نام سے پہلے ”علامہ“ لگاتا ہے اور کون نہیں لگاتا۔

بہر حال ان خود ساختہ علامہ صاحب کے کویتی سرپرستوں کو تو ہم نے مباہلہ کا چیلنج پہلے سے دے رکھا ہے اب ہم ان کے پیش کردہ نہ صرف جملہ نکات پر ان کا مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہیں بلکہ ان نکات میں ان حضرات کے بدنام زمانہ کردار کا اضافہ کر کے اس کو بھی شامل مباہلہ کرتے ہیں۔

یعنی

۱..... کیا ذوالفقار بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے قومی اتحاد کی جاسوسی کے عوض بھٹو حکومت سے لاکھوں روپے بطور رشوت یا برائے نام قیمت پر پلاٹ اور کاروں کے پر مٹ حاصل نہ کیے تھے؟

۲..... یورپ کے نائٹ کلبوں میں پاکستان کے یہ علامہ صاحب ”رئیس التحریر مجلہ ترجمان الحدیث“ کیا گل کھلاتے رہے ہیں؟

۳..... اس شخص کے وہ ”راز ہائے دروں“ جو اس کی جلو توں اور خلوتوں کے امین ساتھیوں کی شہادتوں سے منظر عام پر آنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ کیا یہ ان کی صداقت کے خلاف مباہلہ کر سکتا ہے؟

۴..... اپنے گھر میں جو ان نوکرانیوں کے قصوں کے بارے میں مباہلہ کی جرأت

پاتا ہے؟

۵..... حکومت عراق سے لاکھوں روپے آپ نے کس کا خیر کے سلسلہ میں وصول

فرمائے تھے؟

۶..... حکومت سعودیہ کو درغلانے کے لیے موجودہ حکومت پاکستان کی شیعہ حمایت کے لیے بنیاد قصبوں کے محاسبہ اور دونوں حکومتوں کے درمیان جاسوسی کے متضاد کردار کو بھی شامل مباہلہ فرمائیے۔

۷..... شاہی مسجد لاہور کے حالیہ واقعہ یا رسول اللہ کانفرنس کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے لیے حکومت سعودیہ کو رپورٹیں دینے اور کویتی وفد سے طویل مجلس کو بھی عنوان مباہلہ کا شرف عنایت کیجیے۔

۸..... ”البریلویہ“ کے نام سے عرب ممالک میں ایک عربی کتاب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت لیکن انہی دنوں میں پاکستان کے بریلویوں سے اتحاد جسے اخبارات نے ”سہ جماعتی اتحاد“ کا نام دیا۔ اسی طرح ”الشیعہ والسنتہ“ لکھنے کے باوجود شیعہ علماء کے لیے عرب ممالک کے ویزے کے لیے کوششیں کرنے نیز حکومت کے لیے ایک اعلیٰ عہدیدار کی والدہ کی وفات کی رسم قل میں شرکت، لیکن سیٹیوں پر اس رسم کو بدعت قرار دینے کو بھی موضوع مباہلہ بنائیے۔

۹..... ریس کورس کے لیے گھوڑوں پر شرطیں بدنے اور اس خلاف اسلام کاروبار میں شرکت پر بھی مباہلہ کے سلسلہ میں نظر کرم ہو جائے۔

۱۰..... کویتی وفد کی اعلیٰ حیثیت اور ان کی طرف سے کروڑوں روپے کے تعاون

کے اعلانات کے پس پردہ حالیہ حکومت پاکستان کے خلاف اسلام دشمن سیاسی تنظیموں کی سرپرستی اور ایم۔آر۔ڈی کو تقویت کو بھی مباہلہ میں شرکت کی اجازت چاہتی ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا الزامات جناب علامہ (احسان الہی ظہیر) صاحب کے خلاف سماجی اور سیاسی حلقوں میں مشہور ہیں ان میں سے بعض رسائل و جرائد میں بھی چھپ چکے ہیں لیکن حقیقت حال کی وضاحت نہ کی گئی اور ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹال دی گئیں علاوہ ازیں ان جملہ ”خدمات“ کے ثبوت کے عینی شاہدان حضرات کے منہ پر یہ باتیں بیان کرنے کی خواہش رکھتے تھے لیکن چونکہ بات مباہلہ تک پہنچ چکی ہے اس لیے مباہلہ میں مولویت کے لبادے میں اس فتنہ پرور آدمی کے کردار سے پردہ اٹھ ہی جانا چاہیے جس کے باعث جماعت اہل حدیث کسی بھی شرعی مسئلہ میں اختلاف نہ رکھنے کے باوجود بری طرح انتشار کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔

درحقیقت مذکورہ بالا الزامات حکومت کے ریکارڈ اور عینی گواہوں کی شہادتوں سے ثابت کیے جاسکتے تھے لیکن احسان الہی ظہیر نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھناؤنے کردار کو چھپانے کے لیے خود پہلا وار کرنا مناسب سمجھا اور بوکھلا کر خود ہی مباہلہ کا چیلنج دے دیا حالانکہ یہ بھی ایک دھوکہ ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ اس مباہلہ کے ذریعہ ہم سرخرو ہوں گے اور اس کے جھوٹوں اور بہتانوں نیز اس کے اپنے کردار پر ایک عظیم اجتماع گواہ ہو سکے گا، یوں معلوم ہوتا ہے یہ شخص جس کی دراز دستیوں اور زبان درازیوں کی ابتدا اپنے ہی باپ پر زیادتی سے ہوئی تھی۔ اپنے انجام کو پہنچنا چاہتا ہے۔ (۱)

قارئین کرام! مندرجہ بالا اقتباسات کسی غیر کے نہیں ہیں بلکہ علامہ صاحب کے ہم

مسلم بھائی اہل حدیث حافظ عبدالرحمن مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی کے ارشادات ہیں۔
ذرا غور کیجیے کہ اس کردار کے حامل شخص ائمہ کرام اور صوفیائے عظام پر تبر بازی کرتے
ہیں اور ان کی پاک روحوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور دعویٰ ہے کہ ہم قرآن و حدیث پر عمل
کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے غیر مقلدین کے اکابر کا حال ملاحظہ فرمایا اس سے اندازہ کر
لیجیے کہ جن کے اکابر کا یہ حال ہے ان کے اصاغر کا کیا حال ہوگا۔

اذا كان رب البيت بالطبل ضاربا
فلا تلم الاوراد فيه الرقص

مذکورہ حالات و واقعات سے مندرجہ ذیل باتیں بڑی واضح طور پر ثابت ہو رہی ہیں۔
۱..... غیر مقلدین کا فرقہ بالکل ایک نومولود فرقہ ہے۔

۲..... ان کی تخلیق انگریز سے ہوئی انگریز کی آمد سے پہلے ان کا کوئی وجود نہیں تھا
اسی لیے ان کے اکابر کو انگریز سے خصوصی تعلق و تعلق تھا جو انگریز کی انتہائی کاسہ لیس کا سبب
بنا۔

۳..... ان لوگوں کو عرف عام میں وہابی کہا جاتا تھا انہوں نے انگریز کی منت
سماجت کر کے اپنے لیے ”اہل حدیث“ نام الاٹ کروایا۔ انگریز نے انہیں ”اہل حدیث“
نام الاٹ کیا، اس کے بعد یہ اہل حدیث کہلانے لگے گویا انگریز کی آمد سے پہلے متحدہ ہندو
پاک میں کوئی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے والا نہ تھا۔ آج یہ لوگ نام کے اشتراک سے
فائدہ اٹھا کر اپنے ڈانڈے طبقہ محدثین سے ملاتے ہیں۔

چہ نسبت خاك را بعالم پاك

۴..... ان لوگوں نے قرآن وحدیث پر عمل کی آڑ میں دلائل شرعیہ اجماع امت اور قیاس شرعی کا انکار کیا، صحابہ کرام کے فتاویٰ اور ان کے موقوفات کے بے وقعت کیا اور ناقابل استدلال ٹھہرایا۔

۵..... تقلید کا انکار کر کے بے راہ روی و بے دینی، خود پسندی و خود اجتہادی قرآن میں وجود ہے نہ احادیث میں۔

۷..... ان لوگوں کو ائمہ مجتہدین خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کی فقہ سے انتہائی درجہ کا پیر ہے، فقہ حنفی کے خلاف آئے دن زہرا گلنا ان کا عام مشغلہ ہے۔

۸..... ائمہ کرام سے بغض کی وجہ سے فقہت سے محروم ہیں۔

۹..... ان کا قول کچھ ہے اور عمل کچھ ہے۔

۱۰..... اسلاف پر بدزبانی کی وجہ سے خود آپس میں بھی ایک دوسرے پر بدزبانی کا شکار ہیں۔

قارئین کرام! غیر مقلدین کے یہی وہ حالات ہیں جن سے مقلدین احناف تو اپنی جگہ رہے، بعض شریف الطبع غیر مقلدین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔
مولانا محمد داؤد غزنوی فرماتے ہیں:

”دوسرے لوگوں (مقلدین) کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلا وجہ نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی

چاہیے۔“ (۱)

یہی وہ حالات و واقعات تھے جن کے پیش نظر احناف کو اپنے دفاع میں بہت سی کتب لکھنی پڑیں تاکہ عوام کو ان لوگوں کے مکرو فریب سے بچایا جاسکے۔

برٹش گورنمنٹ کے خطاب یافتگان

مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی نے ”الدر الممشور فی تراجم اہل صادقہ“ میں حکومت برطانیہ سے سٹمس العلماء یا خان بہاد کا خطاب پانے والے جن علماء اہل حدیث کا ذکر کیا، ان کی فہرست پہلے ایڈیشن کے ٹائٹل کے اندرونی صفحے پر دی ہے اور انگریزی حکومت کو گورنمنٹ عالیہ عادلہ کے القاب سے یاد کیا ہے اور حق شکرگزاری اس طرح ادا کیا ہے:

”خاص کرفرقہ اہل حدیث کے لیے تو کسی اسلامی سلطنت میں بھی یہ آزادی مذہبی (کہ وہ بلامزاحمت اپنے تمام ارکان دینی ادا کریں) نصیب نہیں جو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے، پس ان کا فرض مذہبی و منصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع و فرماں بردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہیں فتدبر و تفکر ولا تکن من الغافلین۔“ (۲)

یاد رہے کہ یہ صرف وہ خطاب یافتہ اہل حدیث ہیں جن کا ذکر الدر الممشور میں ہوا ہے، ورنہ تلاش سے یہ فہرست مزید طویل ہو سکتی ہے۔

ایقظا

”میں اس جگہ ایک فہرست ان حضرات کی لکھتا ہوں کہ جن کے نام نامی اس تذکرہ میں درج ہوئے ہیں اور ان کو ہماری گورنمنٹ عالیہ عادلہ کی طرف سے خطاب عطا ہوا ہے

(۱) مولانا داؤد غزنوی ص ۸۷، ۸۸ (۲) الدر الممشور ر ہادی المطالع، کلکتہ پہلا ایڈیشن، ٹائٹل ۲

اور وہ کل سات ہیں پانچ ان میں سے اور ہیں کہ جن کو شمس العلماء کا خطاب مرحمت ہوا اور دو وہ ہیں جن کو خان بہادر کا خطاب بخشا گیا وہ ہوں

نمبر ۱: شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن محلہ مغلیہ پورہ، شہر پٹنہ

نمبر ۲: شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد حسن ساکن محلہ صادق پور شہر پٹنہ

نمبر ۳: شمس العلماء برادر عزیز مولوی عبدالرؤف مرحوم و مغفور ساکن محلہ صادق پور

شہر پٹنہ

نمبر ۴: شمس العلماء مولوی امجد علی صاحب ایم۔ اے پروفیسر۔ میور سنٹرل کالج الہ

آباد ساکن صادق پور پٹنہ

نمبر ۵: شمس العلماء جناب حضرت مولانا نذیر حسین مدظلہ محدث دہلوی ساکن سورج

گڑھ ضلع مونگیر

نمبر ۶: خان بہادر جناب قاضی سید محمد اجمل مرحوم ساکن قصبہ باڑہ ضلع پٹنہ

نمبر ۷: خان بہادر جناب قاضی مولوی فرزند احمد صاحب سلمہ ساکن گیا۔

چونکہ یہ خطابات بلا عوض کسی خدمت کے محض براہ شفقت و مہربانی خسروانہ و عنایت

شاہانہ ہم مسلمان لوگوں کی عزت افزائی و قدر شناسی کے لیے گورنمنٹ عالیہ نے مرحمت

فرمائے ہیں پس ہم سب مسلمانوں کو عموماً اور فرقہ اہل حدیث کو خصوصاً اور علی الخصوص

خاندان صادق پور کو اس کا شکریہ قولاً و فعلاً ادا کرنا چاہیے کیونکہ الشکر یزید النعمۃ ہم

مسلمانوں کا فطرتی اور مذہبی شیوہ ہے کہ محسن کے احسان کا قولاً و فعلاً اعتراف کریں۔ جیسا

کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے لا یشکر اللہ من لا

یشکر الناس پھر کون مسلمان ہوگا جو اس پر عمل نہیں کرے گا۔ خاص کر فرقہ اہل حدیث

کے تو کسی اسلامی سلطنت جن میں بھی یہ آزادی مذہبی (کہ وہ بلا مزاحمت اپنے تمام ارکان

دینی ادا کریں) نصیب نہیں تو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے۔ پس ان کا فرض مذہبی و منصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع و فرماں بردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعا گوئے سلطنت رہیں فتدبر و تفکر ولا تکن من الغافلین۔“ (۱)

اس کتاب کی تالیف کے بعد مولوی محمد یوسف جعفری کو ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء کا خطاب دیا گیا۔

باب دہم

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے علماء کی
تخریفات، تضادات، اور کذب بیابیاں

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کی آیات قرآنی میں تحریفات

فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے علماء نے قرآن کریم کو بھی معاف نہیں کیا۔ ان کی کتب میں جا بجا قرآن کریم کی آیات مبارکہ میں تحریفات ملتی ہیں۔ بطور نمونہ چند حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) نواب میر نور الحسن بن نواب صدیق الحسن بھوپالی غیر مقلد ۱۹۱۷ء نے آیت

فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام (سورہ بقرہ آیت ۱۹۸) میں تحریف کرتے

ہوئے اسے واذکروا اللہ عند المشعر الحرام لکھا ہے۔ (۱)

(۲) آیت وان تبتم فلکم رؤس اموالکم (سورہ بقرہ آیت ۲۷۹) کو تحریف

کرتے ہوئے فان تبتم فلکم رؤس اموالکم لکھا ہے۔ (۲)

(۳) آیت وخذ بیدک ضغثا (سورہ ص آیت ۴۴) کو فخذ بیدک

ضغثا تحریر کیا ہے اور یہ تحریف ہے۔ (۳)

(۴) آیت وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (سورہ الشعراء آیت

۲۲۷) کو وسیعلم الذی لکھ دیا ہے جو کہ کھلی تحریف ہے۔ (۴)

(۵) آیت انانحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (سورہ الحجر آیت ۹) کو

وان له لحافظون نقل کیا ہے۔ (۵)

(۶) آیت فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والرسول (سورہ النساء

(۱) عرف الجادی ص ۹۸ (۲) عرف الجادی ص ۱۴۴ (۳) عرف الجادی ص ۲۰۷ (۴) نتائج التقليد ص ۲

(۵) ایضاً ص ۹۳

آیت (۵۹) کو وان تنازعتم فی شیء الى الرسول لکھ مارا۔ (۱)

(۷) آیت واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه (سورة کہف آیت ۲۸) کو یریدون وجه الله لکھ دیا ہے جو کھلی تحریف ہے۔ (۲)

(۸) آیت ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة (سورة الحشر آیت ۹) کو ولو هم بخصاصة لکھ دیا ہے۔ (۳)

(۹) آیت ویحبون أن یحمدوا (سورة آل عمران آیت ۱۸۸) کو ویحبون أن یحمدون لکھ دیا ہے۔ (۴)

(۱۰) آیت وشهد شاهد من اهلها (سورة یوسف آیت ۲۶) میں تحریف کرتے ہوئے اسے شاهد شاهد من اهلها لکھ دیا ہے۔ (۵)

(۱۱) آیت فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (سورة البقرہ آیت ۲۳۰) کو فان طلقها فلا تحل له من بعدها حتی تنکح زوجا غیره لکھ دیا ہے۔ (۶)

(۱۲) آیت فسبح بحمد ربک واستغفره انه کان توابا (سورة النضر آیت ۳) کو فسبح بحمد ربک واستغفرا کان توابا لکھا ہے۔ (۷)

(۱۳) آیت لو جدوا الله توابا رحیما (سورة النساء آیت ۶۴) کو لو جدوا الله توابا رحیما لکھ دیا ہے۔ (۸)

(۱) ایضاً ص ۹۵ (۲) ایضاً ص ۱۲۰ (۳) ایضاً ص ۲۶ (۴) ایضاً ص ۴۰ (۵) ایضاً ص ۸۷

(۶) ایضاً ص ۱۵۴ (۷) اثبات الالهام والبیضاء ص ۳۶ و ۳۷ (۸) ایضاً ص ۱۱۵

(۱۴) آیت واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیه (سورۃ القصص آیت ۷) کو

واوحینا الی ام موسیٰ ارضعیه لکھا ہے۔ (۱)

(۱۵) آیت قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ

(سورۃ نمل آیت ۶۵) کو تحریف کرتے ہوئے لا یعلم الغیب الا اللہ لکھ دیا ہے۔ (۲)

غیر مقلدین کے متضاد فتوے

صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنا کیسا ہے؟

(۱)۔ حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے تاویل کرنا

منقول ہے یعنی ان حضرات کا مذہب صفات والی آیات میں تاویل کرنا ہے۔ (۳)

(۲)۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کسی تاویل، کیفیت، تعطیل اور

تشکیل کے بغیر ایمان لانا چاہیے۔ (۴)

(۳)۔ مؤولین کا یہ طریقہ (تاویل کرنا) سلف صالحین ائمہ اہل سنت اہل حدیث کے

خلاف ہے۔ (۵)

میرابراہیم ایک مسئلہ پر تاویل کرنے کو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب بتا رہا

ہے جبکہ پروفیسر طالب الرحمن کسی بھی قسم کی تاویل کا رد کر رہا ہے اور یحییٰ گوندلوی تاویل

کرنے کو سلف صالحین اور ائمہ اہل السنۃ کی مخالفت بتا رہا ہے، اور ہیں یہ تینوں فرقہ اہل

حدیث کے مقتدر اور معتبر علماء، اب غیر مقلد عوام بیچاری کس کی بات مانے؟

(۱) ایضاً ص ۱۹۸ (۲) ایضاً ص ۱۶۱ (۳) تاریخ اہل حدیث میرابراہیم سیالکوٹی ص ۳۱۸ مکتبہ قدوسیہ

(۴) آئیے عقیدہ سیکھیں ص ۳۳ (۵) عقیدہ مسلم از یحییٰ گوندلوی ص ۱۷۸

تقلید کی شرعی حیثیت کیا؟

۱۔ عامی کیلئے مطلقاً واجب ہے۔ (۱)

۲۔ تقلید ویسے مطلقاً ہی حرام ہے۔ (۲)

۳۔ کیا ہمارے خفی بھائی ہم اہل حدیثوں کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم تقلید سے مطلقاً انکار کرتے ہیں اور عوام کو تعلیم دیتے ہیں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ نہ ملنے کے باوجود اقوال ائمہ کو معاذ اللہ ٹھکرا دیا کریں اور مادر پدر آزاد ہو جائیں تو ہم صاف اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا مسلک سمجھنے میں تحقیق سے کام نہیں لیا... اگلے صفحہ پر قسط راز ہیں:

تقلید وقتِ لاعلمی، سو یہ چار قسم پر ہے۔

قسم اول واجب قسم دوم مباح قسم سوم حرام و بدعت قسم رابع شرک ہے۔ (۳)

۴۔ تقلید شرک کی اصل ہے اور تقلید گمراہی پھیلاتی ہے۔ (۴)

مسئلہ ایک فتوے چار چار!

کیا آپ ﷺ اپنی قبر اطہر میں حیات ہیں

اور صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں؟

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔ (۵)

(۱) سوانح داؤد غزنوی ص ۳۷۵ (۲) عقیدہ مسلم از یحییٰ گوندلوی ص ۶۸ (۳) تاریخ اہل حدیث ج ۶ ص ۱۴۷

(۴) التحقیق فی جواب التقلید ص ۱۱۲-۵۷ (۵) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۷

۲۔ بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ (۱)

۳۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو صحابہ کرامؓ نے کیا آپ کو زندہ دفن کر دیا؟ (۲)

کیا مردے سنتے ہیں؟

۱۔ مردے نہیں سنتے وہ مردہ ہی کیا ہوا جو سنتا ہو۔ (۳)

۲۔ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (۴)

۳۔ انبیاء اولیاء میں سے کوئی بھی نہیں سنتا۔ (۵)

۴۔ ہر مردہ سنتا ہے سماع ہر مردے کیلئے ہے۔ (۶)

کیا وسیلہ پکڑنا جائز ہے؟

۱۔ توسل بعد الموت جائز ہے۔ (۷)

۲۔ توسل کا انکار بدعت ہے۔ (۸)

۳۔ توسل بعد الموت جائز نہیں ہے۔ (مفہوم) (۹)

کیا اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں ممکن ہے؟

۱۔ اللہ کا دیدار اس دنیا میں کسی ایک آنکھ نے بھی نہیں کیا۔ (۱۰)

۲۔ عبد اللہ غزنوی نے خواب میں اللہ کو دیکھا۔ (۱۱)

- | | |
|----------------------------------|---|
| (۱) سوانح مہر غلام رسول ص ۱۶۸ | (۲) حیات النبی کا انکار۔ عقیدہ مسلم ص ۱۳۵۵ از گوندلوی |
| (۳) آئیے عقیدہ سیکھیں ص ۱۷۷ | (۴) آئیے عقیدہ سیکھیں ص ۱۷۷ |
| (۵) آئیے عقیدہ سیکھیں ص ۱۷۷ | (۶) نیل الاوطار ج ۵ ص ۲۶۴ (۷) ہدیۃ المحدث ص ۴۸ |
| (۸) تیسیر الباری ج ۱ ص ۶۷۰ | (۹) عقیدہ مسلم ص ۱۲۶ |
| (۱۰) عقیدہ مسلم ص ۲۰۳ از گوندلوی | (۱۱) سوانح عبد اللہ ص ۳۵ |

۳۔ امام احمدؒ نے اللہ کو دیکھا۔ (۱)

۴۔ سلف سے روایت باری کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔ (۲)

کیا قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز حجت ہے؟

۱۔ وہ لوگ جو قرآن و حدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کی دعوت دیں وہ گمراہ ہیں۔ (۳)

۲۔ خیرات و صدقات سب کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اور

اجماع سے ثابت ہے۔ (۴)

اب تیسری چیز اجماع کی طرف دعوت دی جا رہی ہے۔

۳۔ اہل حدیث کا مذہب ہے دین کے اصول چار ہیں قرآن، حدیث، اجماع امت اور

قیاس مجتہد۔ (۵)

کیا شریعت میں قیاس کرنے کی گنجائش ہے؟

۱۔ دین کے معاملے میں قیاس کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (۶)

۲۔ جس مسئلہ پر قرآن و حدیث اور اجماع نہ مل سکے اس میں قیاس مجتہد قابل عمل

ہوگا۔ (۷)

کیا خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ممکن

ہے؟

۱۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کا آنا درست نہیں۔ یہ سب شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور

(۱) ہدیۃ المحدثی ص ۸۹ (۲) ہدیۃ المحدثی ص ۸۹ (۳) آیۃ عقیدہ سیکھنے ص ۲۷۳ (۴) آیۃ عقیدہ

سیکھنے ص ۲۱۰ (۵) اہل حدیث کا مذہب ص ۵۸ (۶) عقیدہ مسلم ص ۴۹ (۷) اہل حدیث کا مذہب ص ۵۸

شاہ ولی اللہ صاحب جیسوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ (۱)

۲۔ خلاصۃ التحقیق کہ نبی کریم ﷺ خواب میں نہیں آسکتے۔ (۲)

۳۔ نبی کریم ﷺ (خواب تو کجا) حالت بیداری میں تشریف لائے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر منبر پر بٹھا دیا اور فرمایا وعظ کرو تم سے لوگوں کو ہدایت ہوگی۔ (۳)

تعویذ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۔ تعویذ گنڈے گھونگھے کوڑی وغیرہ لٹکانا حرام ہے۔۔۔۔۔ تعویذ چاہے قرآنی آیات اور اذکار مسنونہ پر مشتمل ہو حرام ہے۔ (۴)

۲۔ تعویذ کرنے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اس لئے تعویذ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (۵)

۳۔ اگر تعویذ کا مضمون شرک سے پاک ہو تو بالکل جائز ہے قرآنی آیات لکھ کر دینے

میں کو نسا شرک ہے اور تعویذ کی اجرت بھی حلال ہے کہ یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے۔ (۶)

وحدت الوجود کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۱۔ وحدت الوجود یہ قسم شرک فی الذات کی ہے اور کفر یہ وشرکیہ نظریہ ہے۔ (۷)

۲۔ وحدۃ الوجود شرع کے خلاف نہیں ہے (۸)

۳۔ وحدۃ الوجود کی مراد صحیح ہے (۹)

(۱) تلخیص از تلاش حق ص ۶۵ تا ۶۵ (۲) ماہنامہ الحدیث از زبیر علی زئی جلد ۶ شمارہ ۷ ص ۱۱ (۳) سوانح مہر

غلام رسول ص ۱۴۱ (۴) تعویذ گنڈے کی شرعی حیثیت ص ۱۱۰ از شمیم احمد سلفی (۵) عقیدہ مسلم ص ۱۳۴

(۶) تلخیص از فتاویٰ برکاتی ص ۲۷۰ تا ۲۷۲ (۷) تلخیص از دیوبندی تاریخ و عقائد ص ۱۹۵ تا ۱۹۹

(۸) آثار صدیقی ج ۱ ص ۴۰؛ فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۴۸ (۹) فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۱۵۳

بے نمازی کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

- ۱۔ بے نماز کافر ہے جنازہ نہ پڑھا جائے (۱)
- ۲۔ ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ جنازہ پڑھ لے۔ (۲)

حدیث کسے کہتے ہیں؟

- ۱۔ ہر سند کو حدیث کہتے ہیں۔ (۳)
- ۲۔ يعلمہم الكتاب والحكمة میں کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد حدیث ہے۔ (۴)
- ۳۔ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتہم بہما کتاب اللہ وسنة رسولہ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دو چیزیں ایسی دے چلا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہر گز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک قرآن مجید دوسری حدیث شریف۔ (۵)

مسجد میں محراب بنانا کیسا ہے؟

- ۱۔ محراب حکم مسجد ندارد و قیام دران مکروہ است محراب مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور اس میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (۶)
- ۲۔ مسجد میں محراب بنانا بدعت اور قیامت کی نشانی ہے۔ (۷)
- ۳۔ مسجد میں محراب بنانا درست ہے بدعت نہیں۔ (۸)

(۱) آئے عقیدہ سیکھئے ص ۱۰۱ (۲) پرچہ اہل حدیث ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ امرتسر (۳) آئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۶۹ (۴) آئے عقیدہ سیکھئے ص ۲۵۵ (۵) صلوٰۃ الرسول ص ۴۶ (۶) فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۳۰۹ (۷) فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۳۱۳ (۸) فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۸۳

۲۔ محراب بنانا مسجدوں میں جائز ہے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں۔ (۱)

کیا بڑی عمر والا کسی عورت کا دودھ پی سکتا ہے؟

۱۔ ایک حدیث سے شیر زن (عورت کا دودھ) کی حلت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی

ہے۔ (۲)

۲۔ ایک سوال ہوا کیا عورت کا دودھ پینا مطلقاً حرام ہے سوائے رضیع کے تو جواب دیا

گیا حرام نہیں کہہ سکتے حرمت کی کوئی دلیل نہیں ملی۔ (۳)

۳۔ شیر زن (عورت کا دودھ) مرد کبیر کو جائز نہیں حرام ہے۔ (۴)

زنا سے حاملہ ہونے والی عورت سے نکاح کرنا کیسا

ہے؟

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ خود زانی سے نکاح ہو دوسرا یہ ہے کہ غیر زانی سے نکاح ہو صورت ثانیہ

میں علت منع؛ ان یسقی ماؤہ زرع غیرہ؛ پائی جاتی ہے اولیٰ میں نہیں پس صورت اولیٰ

میں جواز ہو سکتا ہے ثانیہ میں نہیں۔ (۵)

۲۔ مولوی عبداللہ صاحب امرتسری ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا زنا سے حاملہ کا نکاح صحیح نہیں ہے اور چونکہ شریعت میں زانی

کا حمل نہ زانی کا وارث ہوتا ہے نہ زانی کے ساتھ اسکی نسبت ہوتی ہے اس لیے وہ زانی سے

بیگانہ ہوا تو اگر زانی نکاح پڑھنا چاہے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔ (۶)

(۱) فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۸۲ (۲) مفہوم فتاویٰ ثنائیہ ج ۳ ص ۳۱۳ (۳) فتاویٰ اہل حدیث ج ۳ ص ۱۸۶

(۴) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۳۱۳ (۵) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۷۴ (۶) فتاویٰ اہل حدیث ج ۳ ص ۱۹۹

۳۔ قبل وضع حمل کے نکاح صحیح نہیں ہے حمل اسی نکاح کا ہو یا کسی اور کا۔ (۱)

کیکڑا حلال ہے یا حرام؟

۱۔ کیکڑا (سرطان) حلال ہے اس کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملی اس

لئے بکرم زررونی ماتر کتم حلال ہے۔ (۲)

۲۔ بوجہ خبث اور مضر ہونے کے سرطان (کیکڑا) کھانا حرام ہے۔ (۳)

سگریٹ اور حقہ پینا کیسا ہے؟

۱۔ حقہ بالکل حرام ہے جو اس سے پرہیز نہ کرے وہ امامت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ (۴)

۲۔ حقہ اور سگریٹ مختلف وجوہ کی بناء پر حرام ہے۔ (۵)

۳۔ جو لوگ حقہ نوشی کی حرمت کے قائل ہیں ان کا قول ناقابل اعتماد ہے۔ (۶)

۴۔ تمباکو ایک پاک چیز ہے اس کا دھواں بھی پاک ہے۔ (۷)

نماز جنازہ میں امام اونچی آواز سے پڑھے یا آہستہ؟

۱۔ امام آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ۔ (۸)

۲۔ امام آواز سے اور مقتدی آہستہ آہستہ ان دعاؤں کو پڑھے جو نیچے لکھی ہیں۔ (۹)

۳۔ نماز جنازہ میں فاتحہ اور سورۃ بلند آواز سے پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ (۱۰)

(۱) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۷۷ (۲) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۰۹ (۳) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۱۰

(۴) فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۲۷۷ (۵) الاعتصام ص ۹-۱۳ محرم ۱۴۱۵ھ

(۶) فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۲۳ (۷) فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹ تا ۸ (۸) صلوٰۃ الرسول ص ۳۳۳

(۹) فتاویٰ اہل حدیث ج ۵ ص ۲۰۸ (۱۰) فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۱۰۷

آدمی قبر پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔ اگر قبر کی تعظیم یا تحقیر مقصود نہ ہو تو پانچ خانہ و پیشاب کے علاوہ نشست و برخاست بھی قبر پر جائز ہو سکتی ہے۔ (۱)

۲۔ بلاشبہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ پیشاب اور پانچ خانہ کیلئے قبر پر بیٹھنا حرام اور ممنوع ہے اور اگر یہ نہ ہو تو قبر پر بیٹھنا ٹیک لگانا وغیرہ مختلف فیہ ہے اور حنا بلہ اور ظاہریہ اس کو ناجائز اور ممنوع کہتے ہیں اور یہی مذہب راجح اور حق ہے۔ (۲)

کیا میت کو قرآن کریم کا ثواب پہنچتا ہے؟

۱۔ اگر اللہ تعالیٰ سے قراءت قرآن کے ثواب کے پہنچنے کا سوال کرے تو دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہتا ہے اگر دعا قبول ہوئی تو ثواب پہنچے گا ورنہ نہیں۔ (۳)

۲۔ قرآن خوانی کی صورت میں ایصال ثواب کا طریقہ قرآن و سنت سے ثابت نہیں بلکہ میت کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ (۴)

نماز میں رفع الیدین کا شرعی حکم کیا ہے؟

۱۔ نماز میں رفع الیدین کرنا یہ امر مستحب ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۱۵۳ اہل حدیث کا مذہب ص ۷۲)

۲۔ رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔ (۵)

۳۔ نماز میں رفع الیدین نہ کرنے سے نماز میں خلل آتا ہے۔ (۶)

(۱) فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۵۸ (۲) فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۵۹ (۳) فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۲

(۴) ہفت روزہ الاعتصام ص ۶-۱۸ دسمبر ۱۹۹۸ (۵) ہفت روزہ الاعتصام ص ۷-۱۳ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

(۶) صلوٰۃ الرسول ص ۲۳۳

پروفیسر طالب الرحمن شاہ

مجموعہ تضادات شخصیت

غیر مقلدین کے محقق اور مناظر ہیں مگر اپنی ذات میں ایسی شخصیت ہیں کہ دنیا کے عجوبوں میں سے کوئی عجوبہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ابھی تک مختلف الحیال لوگوں کا آپس کا اختلاف تو سنا تھا مگر کسی شخص کے اپنے ہی اقوال میں اس قدر تضاد ہو کہ جیسے بارش میں بھیگی ہوئی لکڑی کی چارپائی جب خشک ہوتی ہے تو اسے 'کان' پڑ جاتی ہے، ایک پایہ زمین پر رکھو تو دوسرا زمین سے اٹھ جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی پروفیسر طالب الرحمن صاحب ہیں جن کی ذات مجموعہ تضادات ہے۔ اجتماع نقیضین عقلاء کے ہاں محال ہے مگر طالب الرحمن صاحب کی متضاد اور متناقض تحریریں پڑھ کر نہ جانے عقلاء کیا کہیں گے۔ ذیل میں ہم طالب الرحمن کے اپنی ذات سے اختلافات کو ذکر کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ جو لوگ ائمہ کرام کے اجتہادی اختلاف کو اچھال کر لوگوں کو علماء سے متنفر کرتے ہیں خود اتحاد کے کتنے پانی میں ہیں۔ تو لیجئے پروفیسر طالب الرحمن کی قلابازیاں دیکھئے:

کتاب: 'آئیے عقیدہ سیکھئے' میں تضادات

(۱)۔ سوال: گمراہ فرقے کون سے ہیں؟

جواب: جو قرآن و حدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کی دعوت دیں۔ (۱)

تضاد:

سوال: کیا زندہ مسلمانوں کی دعا مردہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتی ہے؟

جواب: بے شک فائدہ پہنچاتی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اور اجماع سے ثابت

ہے۔ (۱)

تبصرہ:

اب دیکھئے ص ۲۷ پر قرآن و حدیث کے ماسواء ہر چیز گمراہی تھی مگر ص ۲۱۰

پر اجماع بھی دلیل شرعی بن گیا۔ کتاب ایک ہی ہے مگر مصنف صاحب نہ جانے جہالت کی کس وادی تیرے میں حیران و سرگرداں ہیں۔

(۲)۔ سوال: کیا مردے سنتے ہیں؟

جواب: مردے نہیں سنتے وہ مردہ ہی کیا ہوا جو سنتا ہو۔ (۲)

تضاد:

سوال: کیا مردہ دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اس کو وہ آواز سناتا ہے۔ (۳)

تبصرہ:

ایک ہی صفحہ پر دو الگ الگ موقف اختیار کرنا، چند سطر قبل کہنا کہ مردہ بالکل نہیں سنتا اور پھر کہنا کہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے، یہ ہے غیر مقلدین کے شیخ الاسلام کا مبلغ علم۔

(۳)۔ سوال: انبیاء اور اولیاء کس کی شفاعت کریں گے؟

جواب: انبیاء اولیاء گنہگار لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ لیکن کسی کافر اور مشرک کی سفارش نہیں کریں گے کیونکہ ان کی شفاعت کی کسی کو اجازت نہ ہوگی۔ (۴)

تضاد:

ص ۸۴ پر سوال بنایا کہ شفاعت کی قسمیں بتلائیں۔ جواب میں پروفیسر صاحب نے

شفاعت کی چھ قسمیں بیان کیں اور وہاں کہا چھٹی قسم شفاعت کی وہ ہے جو بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کیلئے ہوگی۔ (۱)

تبصرہ:

جو شفاعت ص ۸۶ پر تو کفار و مشرکین میں سے کسی کیلئے بھی جائز نہ تھی ص ۸۵ پر بعض کفار کیلئے کیسے جائز ہوگئی؟ کیا بعض کا جو استحقاق شفاعت ہے وہ یقینہ بعض کو حاصل نہیں ہو سکتا؟ آخر یہ تضاد بیانی کیا ہے؟

(۲)۔ سوال: تو حید اسماء و صفات پر ایمان کیسے لایا جائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کسی تاویل، کیفیت، تعطیل کے بغیر ایمان لانا چاہیئے۔

سوال: تاویل کسے کہتے ہیں؟

جواب: آیات و احادیث کے ظاہری معنوں کو دوسرے مرادی معانی کی طرف پھیرنا

تاویل کہلاتا ہے (۲)

تضاد:

سوال ۴: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ نوافل پڑھتے پڑھتے میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں پھر میں اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (بخاری) اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟

جواب: علماء سلف نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ مکمل طور پر اللہ کے ساتھ مشغول

ہے اس کا کان ادھر ہی متوجہ ہو جاتا ہے جس طرف اللہ راضی ہوتا ہے اور اپنی آنکھ سے وہی کچھ دیکھتا ہے جس کا اللہ نے اسے حکم دے رکھا ہے۔ (۱)

تبصرہ:

قرآن وحدیث کو ظاہری معنی سے پھیرنا تاویل ہے جو کہ ص ۳۳ پر ناجائز تھی مگر وہ تاویل ص ۴ پر آ کر جائز ہو گئی ہے چونکہ ص ۳۳ پر بیان کردہ اصول سے غیر مقلدین کا خود ساختہ عقیدہ ڈالنا میٹ ہوتا تھا لہذا (ص ۴) پر خود ہی اپنے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں۔ کیسا عمل بالحدیث ہے! ایسے ہی دھوکہ بازوں کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ اور اسی کتاب کے ص ۵ پر حدیث وجدتہنی عندہ کی تاویل کی، 'مراد ہے اس کا ثواب وہاں پاتا' حد ہوتی ہے فریب کی بھی۔

سوال گندم جواب چنا!

سوال: دلیل دیں کہ ذکر سے مراد قرآن وحدیث ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون (الانبیاء) پس تم اہل ذکر سے پوچھ لو اگر خود تمہیں علم نہ ہو اس آیت میں اہل ذکر سے مراد علماء ہیں۔ (۲)

تبصرہ:

کیا بات ہے علمیت کی! معلوم ہوتا ہے فضلو واضلوا والی روایت انہی جیسوں کے بارے میں ہے۔

ارشاد الحق اثری صاحب کی غلط بیانیوں

ارشاد الحق اثری صاحب فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے معروف علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ جامعۃ الاسلامیہ الاثریہ فیصل آباد کے مدرس ہیں۔ مشہور غیر مقلد زیر علی زئی نے اپنی کتاب نور العینین پر اثری صاحب سے تقریظ لکھوائی ہے اس سے غیر مقلدین کے ہاں اثری صاحب کی وقعت اور مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ اثری صاحب نے کئی کتب بھی لکھی ہیں جن کو تحریف و تدلیس اور کذب بیانیوں کا مجموعہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہاں بطور نمونہ اثری صاحب کی صرف ایک کتاب سے ان کی جہالتوں اور بددیانتیوں کے چند حوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں، باقی کتب کو اس پر قیاس کر لیں۔

جھوٹ نمبر ۱:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

سلیمان بن عبد الرحمن کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں وہ حجت ہے... [تہذیب ص ۲۰۷ ج ۲، مقدمہ فتح الباری ص ۱۷۱ ج ۲] (۱)

تبصرہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ نے امام سلیمان بن عبد الرحمن الدمشقی م ۲۳۳ھ کے متعلق امام احمد بن حنبل م ۲۴۱ھ سے حجت کے الفاظ سے تعدیل و توثیق نقل نہیں کی۔ (۲)

یہ اثری صاحب نے امام احمد بن حنبل اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۱) توضیح الکلام ص ۲۵۷ ج ۱

(۲) تہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۴۱۳، ۴۱۴ رقم الترجمہ ۳۰۱۸ و حدی الساری مقدمہ فتح الباری ص ۵۷۳

جھوٹ نمبر ۲:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

[اثر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بحوالہ مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۳ و کتاب القراءة

ص ۵۴، ۵۵] اس روایت کی سند میں محمد بن عبید اللہ بن عمیر ہے۔ (۱)

تبصرہ:

مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۲ رقم ۲۷۹۰ و فی نسخہ ج ۲ ص ۸۶ رقم ۱۲۷۹۰ اس روایت

کی سند میں محمد بن عبید اللہ بن عمیر نہیں ہے۔ معلوم نہیں غیر مقلدین کو ائمہ حدیث پر جھوٹ بولنے میں کیا مزہ آتا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر نے یہی بات کی ہے، سلیمان تیمی ائمہ جرح و تعدیل میں سے نہیں

ہیں۔ (۲)

تبصرہ؛ اولاً:

امام سلیمان تیمی م ۱۴۳ھ جلیل القدر تابعی اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے ہیں۔ آپ

کے بارے میں کتب رواۃ میں درج ذیل القاب ملتے ہیں:

الامام، الحافظ، شیخ الاسلام، مقدماً فی العلم والعمل، من حفاظ

البصریین، ثقة ومن خيار اهل البصرة. (۳)

(۱) توضیح الکلام ج ۲ ص ۱۳۱ (۲) توضیح الکلام ج ۱ ص ۲۳۹ و فی نسخہ ص ۲۲۹

(۳) سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۴۲۱، ۴۲۲ رقم الترجمة ۱۰۵۸، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۱۳ رقم الترجمة ۱۲۵

ثانیاً:

امام ابن ابی حاتم الرازی م ۳۲۷ھ نے امام سلیمان التیمی کو ائمہ جرح و تعدیل میں ذکر کیا ہے۔ (۱)

اسی طرح امام سلیمان التیمی سے جرح و تعدیل بہت سے ائمہ نے نقل کی ہے مثلاً امام ابو جعفر العقلی م ۳۲۲ھ، امام ابو بکر الخطیب م ۴۶۳ھ، امام مزی م ۷۴۸ھ اور امام ذہبی م ۷۴۸ھ وغیرہ۔ مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ امام سلیمان التیمی ائمہ جرح و تعدیل میں سے ہیں اور جناب ارشاد الحق اثری صاحب نے جو ان کے ائمہ جرح و تعدیل میں سے ہونے کا انکار کیا ہے اس کو ان کی جہالت کہہ لیں تو بھی ٹھیک ہے اور ان کی کذب بیانی کہہ لیں تو بھی روا ہے کیونکہ یہ اندھی تقلید کرتے ہیں تحقیق نہیں کرتے۔ یہاں ہم جناب زبیر علی زئی صاحب کا ایک حوالہ پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں، موصوف نے اپنی کتاب نور العینین میں لکھا ہے کہ متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کیسے قابل مسوع ہو سکتی ہے۔ (۲)

یاد رہے کہ جناب اثری صاحب نے اس کتاب پر تقریظ بھی لکھی ہے۔

جھوٹ نمبر ۴:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

بالخصوص جبکہ امام مالک اور سلیمان التیمی اہل حجاز میں سے ہیں۔ (۳)

تبصرہ:

جناب اثری صاحب نے یہاں بھی جھوٹ بولا ہے۔ امام سلیمان التیمی جو کہ صحیح بخاری و

(۱) کتاب مقدمۃ المعروف للکتاب الجرح والتعدیل ص ۱۴۳، رقم ۳۲ باب سین (۲) نور العینین ص ۱۳۷

(۳) توضیح الکلام ج ۱ ص ۲۳۹، ۲۴۰

مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں، یہ ائمہ محدثین کی تصریح کے مطابق بصری ہیں نہ کہ حجازی۔ (۱)

جھوٹ نمبر ۵:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

زیر بحث روایت میں صدقہ (بن خالد) سے روایت کرنے والا تنہا غریب یحییٰ ہی نہیں بلکہ محمد بن مبارک، ہشام بن عمار اور امام بخاری بھی ہیں یعنی یہ متابع ہیں۔ (۲)

تبصرہ:

امام صدقہ بن خالد دمشقی کی وفات مختلف روایات کے مطابق ۱۷۰ھ، ۱۷۱ھ یا ۱۸۰ھ میں ہوئی ہے اور ان سے امام بخاری کا سماع و لقاء ثابت نہیں کیونکہ امام بخاری کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ جب امام بخاری صدقہ بن خالد کے شاگرد ہی نہیں تو یحییٰ کے متابع کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ بھی جناب اثری صاحب کا خالص جھوٹ اور خیانت ہے۔

(۱) دیکھیے تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۱۳، سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۴۲۱، تقریب ج ۱ ص ۲۲۶ (۲) توضیح الکلام ج ۱ ص

زبیر علی زئی صاحب کی کذب بیانیوں

زبیر علی زئی صاحب کا شمار فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کے معروف علماء میں ہوتا ہے۔ ماہنامہ الحدیث حضرو کے مدیر اور کئی کتب کے مؤلف ہیں۔ غیر مقلدین کے یہاں محدث العصر اور ذہبی دوراں شمار ہوتے ہیں۔ اپنے پیٹروؤں کی مانند فریب دینے اور جھوٹ بولنے میں بدطولی رکھتے ہیں۔ جناب کی تحریرات میں جا بجا بیسیوں نہیں سینکڑوں جھوٹ بکھرے پڑے ہیں۔ بطور نمونہ چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

جھوٹ نمبر ۱

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”نبی ﷺ کی ساری زندگی میں صرف ایک نماز کا بھی ثبوت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے (یعنی قبل الركوع وبعده اور بعد الركعتین) رفع الیدین نہ کیا ہو۔ جب ترک ہی ثابت نہیں تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا۔ (۱)

تبصرہ:

اولاً...

حدیث ابو حمید الساعدیؒ [صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۴، صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۲۴ رقم الحدیث ۶۴۳ و ۳۲۷ رقم الحدیث ۶۵۲، صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۲ رقم الحدیث ۱۸۶۶] وغیرہ میں ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین کے علاوہ رکوع کی رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ ان روایات سے ترک ثابت ہے۔

ثانیاً...

حدیث ابن عمرؓ مروغاً [اخبار الفقهاء والمحدثین لحافظ القیروانی ص ۲۱۴ ط بیروت وسندہ صحیح] میں رکوع کی رفع الیدین کا ترک یعنی ترک رفع الیدین کے الفاظ کی صراحت موجود ہے۔

یاد رہے کہ میرے علم کے مطابق حدیث ابی حمیدؓ جو بخاری والی سند سے ہے اور اسی طرح حدیث ابن مسعودؓ نسائی ج ۱ ص ۱۵۸ و ۱۶۱ وغیرہ، اس میں قبل الركوع وبعده کی رفع الیدین کسی معتبر کتاب میں ثابت نہیں ہے۔

مذکورہ تمام صحیح احادیث سے ترک رفع الیدین ثابت ہے۔ لہذا زبیر علی زئی صاحب کا یہ کہنا کہ جب ترک ہی ثابت نہیں تو نسخ کس طرح ثابت ہوگا، صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”آثار صحابہ“؛ صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت ہے کہ درج ذیل صحابہ کرامؓ رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرتے تھے۔“ پھر انس بن مالکؓ [السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۳ وسندہ صحیح] تحریر کیا ہے۔ (۱)

تبصرہ:

سیدنا انس بن مالکؓ سے باسند امام بیہقیؒ نے سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۷۳ پر خصوصاً اور رفع الیدین کے اس باب میں عموماً حدیث تخریج نہیں فرمائی۔ یہاں بھی زبیر علی زئی صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳

زیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

” (حدیث ابن عمرؓ اخبار الفقهاء) اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں

ہے۔ (۱)

تبصرہ:

امام عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اہل قبرۃ م ۳۲۰ھ کا تعین خود امام محمد بن حارث

القیر وانی م ۳۶۱ھ سے ثابت ہے۔ مثلاً

(۱) قال محمد بن حارث قال لی عثمان بن محمد القبری قال لی

محمد بن غالب... الخ (۲)

(۲) قال محمد بن حارث قال لی عثمان بن محمد القبری قال لی

محمد بن غالب.... الخ (۳)

جھوٹ نمبر ۴

زیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

” محمد بن حارث کی کتابوں میں اخبار القضاۃ والمحدثین کا نام تو ملتا ہے مگر اخبار الفقهاء

والمحدثین کا نام نہیں ملتا۔ اور قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ (۴)

تبصرہ:

اخبار الفقهاء والمحدثین کو قدیم علماء مثلاً امام ابن حزم م ۴۵۶ھ، امام ابن عبدالبر

(۲) اخبار الفقهاء والمحدثین ص ۱۰۳

(۱) دیکھئے نور العینین ص ۲۰۶

(۴) نور العینین ص ۲۰۸

(۳) دیکھئے ایضاً ص ۱۰۵

م ۴۶۳ھ، امام ابو محمد الحمیدیؒ م ۴۸۸ھ، امام احمد بن یحییٰ القسیمیؒ م ۵۹۹ھ، وغیرہم نے محمد بن حارثؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ (۱)

جھوٹ نمبر ۵

زیر علی زنی صاحب لکھتے ہیں کہ ابن مدرک (یعنی عثمان بن محمد) سے محمد بن حارث القیری وانی کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ (۲)

تبصرہ:

امام محمد بن حارث القیری وانیؒ م ۳۶۱ھ کی امام عثمان بن محمد القبریؒ م ۳۶۰ھ سے ملاقات بھی ثابت ہے اور تحدیث و سماع بھی۔ مثلاً:

(۱) قال محمد بن حارث القیری وانی اخبرنی عثمان بن محمد الخ (۳)

(۲) قال محمد حارث القیری وانی حدثنی عثمان بن محمد الخ (۴)

(۳) قال محمد بن القیری وانی قال لی عثمان بن محمد الخ (۵)

لفظ اخبرنی، حدثنی اور قال لی سے صراحۃً ملاقات اور سماع ثابت ہو رہے ہیں لیکن زیر علی زنی صاحب کے نزدیک شاید ان الفاظ کا مطلب عدم لقاء اور عدم سماع ہے۔

(۱) دیکھئے جذوة المقتبس للحمیدی ص ۴۷، بغیة الملتبس للفضی ص ۶۱ وغیرہا

(۲) دیکھئے نور العینین ص ۲۰۶

(۳) دیکھئے اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۱۲۲، ۹۰، قضاة قرطبة للقیروانی ص ۵۵، ۶۲

(۴) دیکھئے اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۴، قضاة قرطبة للقیروانی ص ۱۵، ۷۳

(۵) اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۷۸، ۹۷، ۱۲۲، ۱۳۹، ۱۶۲، ۲۳۷، قضاة قرطبة للقیروانی ص ۱۲، ۱۰۳، ۱۵۳

حکیم فیض عالم

گذشتہ ابواب میں آپ نے حکیم فیض عالم صاحب کے نظریات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلافِ عظام رحمہم اللہ کے متعلق ملاحظہ فرمائے۔ یہ نظریات اس قدر غلط اور گمراہ کن ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ایمان و اسلام کا بچا رہنا بھی مشکل ہے لیکن حیرانی کی بات ہے کہ حکیم فیض عالم کے ایسے نظریات اور غیر مقلدین کے ہاں ان کی اس قدر پذیرائی کہ وہ انہیں نہایت زیرک، معاملہ فہم، دور اندیش بزرگ، محقق، مجاہد دین و ملت، پیر مرد، صاحبِ دل بزرگ جیسے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔ جمعیت علمائے اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری قاضی عبدالقدیر خاموش لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کا سہرا جس مجاہد دین و ملت کے لیے تیار کر رکھا تھا وہ عظیم شخصیت اس وقت ہمارے درمیان حکیم فیض عالم صدیقی کے نام سے موجود ہے۔ موصوف نے اس عجمی سازش کے مالہ و ماعلیہ سے جس چومکھے انداز میں ملت کو روشناس کرایا ہے وہ اسی صاحبِ دل پیر مرد کا کام ہے۔“ (۱)

قاضی صاحب اپنے پیر مرد کے بارے میں اپنے تاثرات ذکر کرنے کے بعد اپنی جماعت کے ایک مقتدر عالم حافظ محمد ابراہیم کیر پوری کے تاثرات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اپنے تاثرات میں ہم منفرد نہیں بلکہ جو بھی ایک بار اس مرد پیر کی خدمت میں پہنچ گیا وہ کچھ حاصل کر کے ہی اٹھا، چنانچہ جماعت اہل حدیث کے مشہور خطیب، ادیب، راہنما اور صحافی حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کیر پوری ایک محقق اور صاحبِ دل بزرگ سے ملاقات کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: چند ہی منٹوں میں (حکیم صاحب) ایسے گھل مل گئے کہ میری طبیعت کا خوف و حجاب اور احترام بے تکلفی میں بدل گیا، میں اس بات پر مجبور تھا

کہ جن دوستوں سے حکیم صاحب کی خشک مزاجی بلکہ تلخ نوائی کا تذکرہ سنا تھا ان کے لیے رب ذوالجلال کے حضور میں غفودرگزر کی دعا کروں۔“

مزید لکھتے ہیں:

”میں نے اس ماحول سے جو کچھ اخذ کیا اس کے مطابق حکیم صاحب نہایت زیرک، معاملہ فہم اور دور اندیش بزرگ ہیں ان کا ماحول ان کی دیانت کا معترف ہے۔“ (۱)

حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلدین کے مایہ ناز اور بے نظیر محقق کہلاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ غیر مقلدین نے حکیم صاحب کو یہ القاب فقط خوش عقیدگی کے تحت دیئے ہیں یا ان کی تحقیقات کی تحقیق کر کے انہیں ان القابات سے نوازا ہے۔ ہمارے خیال میں غیر مقلدین حکیم صاحب کی اندھی عقیدت کا شکار ہیں، کیونکہ حکیم صاحب تاریخ سے اس قدر نابلد ہیں کہ انہیں اپنے گھر کی ماضی قریب کی تاریخ کا بھی صحیح علم نہیں چہ جائیکہ ماضی بعید میں ہونے والے واقعات کی تاریخ۔ اس سلسلہ میں حکیم صاحب کی فقط ایک کتاب سے چند اغلاط پیش کی جاتی ہیں تاکہ غیر مقلدین اپنے محقق کی تحقیق کے متعلق مزید معلومات حاصل کر سکیں۔

(۱)..... حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا نذیر حسین کے بعد آپ کے خلف اکبر مولانا محمد شریف نے یہ سلسلہ چلانے کی کوشش جاری رکھی۔“ (۲)

تاریخی اعتبار سے حکیم صاحب کی یہ بات غلط ہے کیونکہ میاں صاحب کے فقط ایک ہی صاحب زادے تھے، جن کا نام محمد شریف نہیں شریف حسین تھا اور میاں صاحب کی وفات سے ۱۶ سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ (۳)

لہذا میاں صاحب کے بعد ان کے سلسلہ چلانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(۱) شہادت ذوالنورین ص ۶-۷ (۲) اختلاف امت کا المیہ ص ۱۸۴

(۳) الحیات بعد الممات ص ۱۰۲ و ص ۲۷۷

(۲)..... حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا ذریحین ۱۲۲۰ھ میں سورج گڑھ ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۴۲ھ میں دہلی آئے، مولانا عبدالحق سے چند کتب پڑھیں، پھر شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین سے چند کتب پڑھیں۔“ (۱)

حکیم صاحب کی یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیونکہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کی وفات ۱۲۳۰ھ اور شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کی وفات ۱۲۳۳ھ میں ہو گئی تھی اور میاں صاحب شاہ رفیع الدین کی وفات کے ۱۰ سال بعد ۱۲۴۳ھ میں دہلی آئے ہیں۔ اس صورت میں میاں صاحب کا ان دو حضرات سے پڑھنا تو دور رہا ان حضرات کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

(۳)..... حکیم صاحب نے تبلیغی جماعت کو (جس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ ہیں) غیر مقلد قرار دیا ہے (۲) جسے سفید جھوٹ کہا جائے تو بجا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مولانا الیاس رحمہ اللہ و مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کون ہیں؟ کس لڑی سے ہیں؟ کن عقائد کے حامل ہیں؟

(۴)..... حکیم صاحب منہاج السنۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) امام ابوحنیفہ کے ہم عصر تھے، ابوحنیفہ نے ان سے علم حاصل نہیں کیا باوجود ان کی شہرت کے۔“ (۳)

تاریخی اعتبار سے یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام محمد باقر رحمہ اللہ اور ان کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ دونوں سے استفادہ کیا ہے۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

”امام ابوحنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت مدوح کا فیضِ صحبت تھا۔ امام صاحب

(۱) اختلافِ امت کا المیہ ص ۱۸۳ (۲) اختلافِ امت کا المیہ ص ۱۵۴-۱۵۵

(۳) اختلافِ امت کا المیہ ص ۸۹

نے ان کے فرزندِ رشید حضرت جعفر صادق کے فیضِ صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے جس کا ذکر عموماً تاریخوں میں پایا جاتا ہے۔ (۱)

(۵)..... حکیم صاحب فقہ حنفی کی تدوین کے متعلق لکھتے ہیں:

”ہم دیکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کی تدوین امام صاحب کی وفات سے تقریباً پونے تین سو سال بعد شروع ہوئی۔“ (۲)

حکیم صاحب کی یہ بات سو جھوٹوں کا ایک جھوٹ ہے۔ تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین خود حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں ہوئی۔ اور فقہ حنفی کی بنیاد حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابوں پر ہے جنہیں ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے۔

(۶)..... حکیم صاحب ابن حزم ظاہری کے متعلق لکھتے ہیں:

”بعض اہل علم نے انہیں مذہب ظاہری یعنی محمد بن اسحاق راہویہ کا مقلد قرار دیا ہے مگر جس حد تک ان کی تحقیق کا تعلق ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد اور پکے اہل حدیث تھے۔“ (۳)

حکیم صاحب کی بدحواسی کا اندازہ لگائیے کہ وہ اپنی کتاب میں اس جگہ مذہب ظاہریہ کا بانی محمد بن اسحاق راہویہ کو قرار دے کر ابن حزم کو ان کا پیروکار بتلا رہے ہیں حالانکہ مذہب ظاہریہ کے بانی داؤد بن علی اصفہانی ہیں اور ابن حزم ظاہری انہی کے پیروکار ہیں۔

(۷)..... حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”امام ابوحنیفہ ایک نو مسلم گھرانہ میں ۹۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔“ (۴)

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی ۸۸ھ میں بعلبک میں امام ابوحنیفہ کی ولادت سے دو

(۱) سیرت النعمان ص ۵۸ (۲) اختلاف امت کا المیہ ص ۴۵

(۳) اختلاف امت کا المیہ ص ۱۳۲ (۴) اختلاف امت کا المیہ ص ۳۳

سال پہلے پیدا ہوئے۔“ (۱)

تاریخی اعتبار سے حکیم صاحب کی یہ بات بھی غلط ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت ۶۱ھ ہے۔ لیکن مشہور روایت ۸۰ھ کی ہے نہ کہ ۹۰ھ کی۔ بظاہر معلوم ہوا ہے کہ حکیم صاحب حضرت امام ابوحنیفہ کی تاریخ ولادت کے بیان میں بھی بدحواسی کا شکار ہیں کیونکہ وہ اپنی اس کتاب کے (ص ۱۱) پر امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ ہی لکھتے ہیں۔

(۸)..... حکیم صاحب نے بہت سے صحابہ کرام کے سنین وفات بالکل غلط لکھے

ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”اس روایت کے نقل کرنے والے عقل کے اندھے کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیدنا علی رضی

اللہ عنہ ۵۸ھ میں شہید ہوئے۔“ (۲)

حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔

(۱۰)..... ایک اور مقام پر حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”ان عقل کے اندھوں کو اس قدر بھی معلوم نہیں کہ انس بن مالک ۶۰ ہجری میں، انس

بن مالک الکعبی امیر یزید کی خلافت کے زمانہ میں، عبداللہ بن ابی اوفی ۶۰ ہجری میں، جابر

بن عبداللہ ۷۲/۷۴ ہجری میں، عبداللہ بن انیس ۵۷ ہجری میں، واثلہ بن الاسقع ۸۵/۸۶

ہجری میں، عبداللہ بن جزء ۵۹/۶۰ ہجری میں فوت ہوئے۔“ (۳)

حکیم صاحب نے جو سنین وفات ذکر کیے ہیں وہ قطعاً غلط ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ وہ

اپنے لیے اپنے ہی تجویز کردہ خطاب (عقل کے اندھے) کو پسند کرتے ہیں یا صرف

دوسروں ہی کو سب و شتم کرنا ان کا مشغلہ ہے جواز روئے حدیث شریف منافق کی علامت

ہے۔

حکیم صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۶۰ھ نہیں بلکہ ۹۳ ہجری اور ایک قول کے مطابق ۹۵ ہجری ہے، حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۶۰ھ نہیں بلکہ ۸۷ھ ہے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن جزء رضی اللہ عنہ کا سن وفات ۵۹/۶۰ھ نہیں بلکہ ان کے سن وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸ھ۔ (۱)

یہ چند حوالہ جات تاریخ کے حوالے سے ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ حکیم صاحب کی تاریخ دانی اور تحقیق کا کچھ اندازہ لگایا جاسکے۔ ورنہ حکیم صاحب کی تمام کتب بالخصوص احناف وفقہ کے متعلق اکاذیب و باطلیل سے بھری ہوئی ہیں۔ چونکہ اس وقت ہمارا مقصد حکیم صاحب کی اغلاط شمار کرنا نہیں کہ اس کے لیے ایک مستقل اور مبسوط تصنیف کی ضرورت ہے اس لیے اس بحث کو ہم یہیں ختم کرتے ہیں۔

ان تمام باتوں کے ذکر سے اصل مقصد یہ ہے کہ جو سادہ لوح ان لوگوں کے دام تزویر میں پھنس رہے ہیں وہ ان کی حقیقت سے آگاہ ہو کر ان سے دور رہیں، رہے غیر مقلدین تو ان سے یہ توقع نہیں کہ وہ ان باتوں کو پڑھ کر کچھ اثر لیں اور اصلاح حال کی کوئی کوشش کریں کیونکہ وہ ائمہ کرام سے بدظنی اور اسلاف عظام پر بدزبانی کی وجہ سے حدیث قدسی؛ من عادی لی و لیا فقد آذنتہ بالحرب جس نے میرے ولی سے دشمنی کی، اس سے میرا اعلان جنگ ہے؛ کا مصداق بن چکے ہیں اور اصلاح حال سے اس قدر دور ہو چکے ہیں کہ اب ان کا لوٹنا مشکل ہے، الا ماشاء اللہ۔ وہ اپنی کجروی پر اس قدر متشدد واقع ہوئے ہیں کہ غیر تو غیر خود ان کے اپنے بھی ان کی اس سختی اور بد مزاجی کی وجہ سے ان لوگوں کے قبول خیر سے مایوس ہیں۔ مشہور غیر مقلد رہنما جناب پروفیسر ابو بکر غزنوی کو اپنے ایک سفر کے دوران چند غیر مقلدین سے واسطہ پڑا تو ان کے رویہ سے تنگ آ کر انہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے حوالہ سے ایک فقرہ کہا تھا جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں انہی کے الفاظ میں وہ فقرہ

ذکر کیا جاتا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

جناب ابو بکر غزنوی لکھتے ہیں:

”اس آواز سے درشتی ٹپک رہی تھی، مجھے معاً مولانا آزاد کا اہل حدیثوں کے بارے میں وہ فقرہ یاد آ گیا، ان پتھروں کو اگر میں ہزار برس بھی تراشتا رہوں تو ان سے انسان کا بچہ تو میں پیدا نہیں کر سکتا ہوں“۔ (۱)

ابو بکر غزنوی صاحب غیر مقلدین کے رویہ سے اس قدر دل ننگ تھے کہ جب انہوں نے اپنے والد مولانا داؤد غزنوی کی سوانح لکھی تو انہوں نے اپنے والد کا بطور اہل حدیث کہیں تذکرہ نہیں کیا۔

ہمیں بھی غیر مقلدین کے اکابر کی طرح ان کے اس رویہ سے جو انہوں نے اپنی تقریر و تحریر میں اپنا رکھا ہے مایوسی ہے، لیکن چونکہ ہمارا مقصد عوام الناس کی اصلاح ہے اس لیے چند باتیں ان کی اصلاح کے لیے عرض کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ وسلم علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و ازواجہ

و اہل بیتہ و صحبہ اجمعین و من تبعہم باحسان الی یوم الدین

ضمیمہ

علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے فتنہ غیر مقلدیت
کے رد میں لکھی جانے والی بعض کتب کی فہرست

مصنف

کتاب

علامہ محمد وجیہہ کلکتوی	نظام الاسلام
عنایت علی دہلوی	تنبیہ الضالین و ہدایۃ الصالحین
نواب قطب الدین محدث دہلوی	تحفۃ العرب والعجم
نواب قطب الدین محدث دہلوی	توفیر الحق
نواب قطب الدین محدث دہلوی	تنویر الحق
مولانا سدید الدین خان دہلوی	تنقید فی بیان التقليد
مولانا محمد شاہ بخاری	مدار الحق بجواب معیار الحق
مولانا ارشاد حسین محدث رامپوری	انصار الحق فی اکساد اباطیل معیار الحق
مولانا منصور علی خاں مراد آبادی	فتح المبین بر کشف مکائد غیر مقلدین
مولانا عبد الوکیل سکندر پوری	نصرۃ المجتہدین
مولانا حافظ احمد علی بٹالوی	نصر المقلدین
مولانا حافظ احمد علی بٹالوی	حمایت المقلدین
مولانا احمد علی سہارنپوری	الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی
مولانا رشید احمد گنگوہی	سبیل الرشاد

- القطوف الدانية في تحقيق الجماعة الثانية
- مولانا رشید احمد گنگوہی
- ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی
- مولانا رشید احمد گنگوہی
- اوثق العری فی تحقیق الجمعیۃ فی القرئ
- مولانا رشید احمد گنگوہی
- رد الطغیان فی اوقاف القرآن
- مولانا رشید احمد گنگوہی
- الرأی الخ فی عدد رکعات الترواح
- مولانا رشید احمد گنگوہی
- الحق الصریح فی اثبات الترواح
- مولانا رشید احمد گنگوہی
- توثیق الکلام فی الانصات خلف الامام
- مولانا محمد قاسم نانوتوی
- الدلیل للحکم علی قراءۃ الفاتحۃ للمؤتم
- مولانا محمد قاسم نانوتوی
- مصابیح الترواح
- مولانا محمد قاسم نانوتوی
- الحق الصریح فی اثبات الترواح
- مولانا محمد قاسم نانوتوی
- ادلہ کاملہ
- مولانا محمود حسن دیوبندی
- ایضاح الادلۃ
- مولانا محمود حسن دیوبندی
- احسن القرئ فی توضیح اوثق العری
- مولانا حسین علی واں پچھراں
- تحریرات حدیث
- مولانا محمد حسن فیض پوری
- مسئلہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام
- مولانا محمد حسن فیض پوری
- مسئلہ آمین آہستہ کہنا
- مولانا محمد حسن فیض پوری
- مسئلہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا
- مولانا محمد حسن فیض پوری
- مسئلہ بیس ترواح
- مولانا محمد حسن فیض پوری
- مسئلہ نماز وتر ساتھ ایک سلام اور دو تشہد کے
- مولانا محمد حسن فیض پوری
- مسئلہ سنت فجر کا ادا کرنا بعد اقامت

مولانا محمد حسن فیض پوری

مولانا محمد حسن فیض پوری

مولانا محمد حسن فیض پوری

مولانا محمد حسن فیض پوری

مولانا محمد حسن فیض پوری

مولانا محمد حسن فیض پوری

میاں اصغر حسین دیوبندی

میاں اصغر حسین دیوبندی

میاں اصغر حسین دیوبندی

علامہ انور شاہ کشمیری

علامہ انور شاہ کشمیری

علامہ انور شاہ کشمیری

علامہ انور شاہ کشمیری

علامہ انور شاہ کشمیری

علامہ انور شاہ کشمیری

علامہ شبیر احمد عثمانی

مولانا عبدالعزیز سہالوی

مولانا عبدالعزیز سہالوی

تنویر الحاشیہ فی مناقب الائمة الثلاثة

رحمة الودود فی عدم الجلوس فی الركعة

الاولی والثالثة بعد السجود

الامتناع والمزجر عن الاضطجاع بعد رکعتی الفجر

دلیل المبین علی ترک القراءة للمقتدین

ترویج العینین فی مسئلہ رفع الیدین

استفتاء در باب عدم جواز نکاح زوجہ مفقود الخبر

فقہ الحدیث

الجواب المتین باحدیث سید المرسلین

فتاویٰ محمدی شرح دیوبندی

فصل الخطاب فی مسئلة فاتحة الكتاب

خاتمة الخطاب فی مسئلة فاتحة الكتاب

نیل الفرقدین فی مسئلة رفع الیدین

بسط الیدین فی مسئلة رفع الیدین

كشف الستر عن صلاة الوتر

اللمعة فی صلاة الجمعة

تحقیق خطبہ جمعہ

کیفیت مناظرہ تحریری

(بحث حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)

البرہان الساطع (مسئلہ تقلید)

اظہار الحق (مسئلہ قرآنہ خلف الامام)

القائم المجمع علی حدیث الجماعة

اقامة البرهان

التحقيق المتين

قطع الوتين

بئس القرين لصاحب العذاب المبين

الاختلاف المبين

اظهار اسرار المحدثين

كشف الغمة عن سراج الائمة

فراصة العريف

الاسعاف

القول الصواب

طلوع بدر الارشاد

غير مقلدين کے بارے میں حضرت

تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات

ہدیہ اہل حدیث (افادات مولانا اشرف علی تھانوی)

تمہید الفرش فی تحدید العرش

الاقتصاد فی بحث التقليد والاجتهاد

الکلام الفرید فی التزام التقليد

ملاحۃ البیان فی فصاحتہ القرآن

مولانا عبدالعزیز سہالوی

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری

مرتب محمد اقبال قریشی

مرتب محمد اقبال قریشی

مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی

- اہل حدیث کے فتاویٰ کی حقیقت (بحث جرابوں پر مسح) مولانا اشرف علی تھانوی
- تقلید واجتہاد مولانا اشرف علی تھانوی
- جامع الآثار مولانا اشرف علی تھانوی
- تابع الآثار مولانا اشرف علی تھانوی
- القول البدیع فی اشتراط المصر للجمع مولانا اشرف علی تھانوی
- اختلاف الائمہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی
- فاتحہ الکلام فی القراءة خلف الامام مولانا ظفر احمد عثمانی
- شق العين عن حق رفع الیدین مولانا ظفر احمد عثمانی
- القول المتین فی الجہر والاختفاء بآمین مولانا ظفر احمد عثمانی
- غیر اسلامی ممالک میں سودقمار وغیرہ کا حکم مولانا ظفر احمد عثمانی
- خطیب بغدادی کے اعتراضات کے جوابات مولانا ظفر احمد عثمانی
- اعلاء السنن عربی ۲۱ جلد مولانا ظفر احمد عثمانی
- خطیب بغدادی اور منکرین حدیث مولانا ظفر احمد عثمانی
- مسئلہ ربو فی دار الحرب مولانا ظفر احمد عثمانی
- دلائل القرآن علی مذہب النعمان مولانا ظفر احمد عثمانی
- القول الجازم فی سقوط الحد بکاح المحارم علامہ عبدالحی لکھنوی
- امام الکلام فیما یتعلق بالقراءة خلف الامام علامہ عبدالحی لکھنوی
- غیث الغمام حاشیہ امام الکلام علامہ عبدالحی لکھنوی
- ابرار النبی الواقع فی شفاء العی علامہ عبدالحی لکھنوی
- تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد برد کید الحاسد علامہ عبدالحی لکھنوی

- السعي المشكور
علامه عبدالحی لکھنوی
- ایقاد المصائب فی التراجع
علامه عبدالحلیم لکھنوی
- القول الحسن فی ما يتعلق بالنوافل والسنن
علامه عبدالحلیم لکھنوی
- نور الایمان فی آثار حبیب الرحمن
علامه عبدالحلیم لکھنوی
- الدر المنصود فی حکم امرأة المفقود
مفتی صدر الدین آزردہ
- جامع الآثار فی اختصاص الجمعة بالامصار
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- لامع الانوار بتائید جامع الآثار
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- تبیان التحقيق
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- اوشة الجید فی اثبات التقليد
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- جللاء العین (مسئله رفع الیدین)
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- حبل التین فی الاخفاء بآمین
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- رد السکین (بحث آمین)
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- تردید السیف الی رأس اهل الحیف
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- مجل فی رد قول المحلل
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- الکلام المستحسن فی رد المتقرب الحسن
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- سرسن یری فی بحث الجمعة فی القرئ
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- رد الرد (بحث آمین)
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- الدرة الغرة فی وضع الیدین علی الصدر وتحت السرة
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- الغرة فی رد القرعة (بحث رفع الیدین)
محمد ظہیر احسن شوق نیموی
- ضیاء العین (بحث رفع الیدین)
محمد ظہیر احسن شوق نیموی

حکیم مولوی عبدالغفار	کشف الستر عن جلسی الوتر
مولانا رحیم بخش	المجانسة فی المصاحفة ملقب به المؤاخذة
محمد عبدالغفار حنفی نقشبندی	فی المصاحفة بالید الواحدة
مولانا ظہور احمد درہنگوی	ترغیب المتلا قین فی المصاحفة بالیدین
حافظ ابوالفرح محمد عبدالحمید پانی پتی	الحق الصریح مع جماعۃ التجرد والتراتج
حافظ ابوالفرح محمد عبدالحمید پانی پتی	لا صلوة خلف غیر المقلدین
ایک خیر خواہ اسلام مقیم رنگون	تاریخ حمیدیہ فی مناقب امام الحقیقہ
مولانا دریس نگرانی	الجرح الجلیل علی کلام الجلیل
مولانا دریس نگرانی	الدررة الزکیة فی تأئید مذهب الحنفیة
مولانا دریس نگرانی	الاربعین من مرویات نعمان سید المجتہدین
مولانا دریس نگرانی	تحفة الحبیب فی تحقیق الصلوة والكلام بین یدی الخطیب
سید امداد علی اکبر آبادی	امداد السنۃ فی التراتج
سید امداد علی اکبر آبادی	امداد الغوی عن الصراط السوی
سید امداد علی اکبر آبادی	توضیح السنۃ الھدی
مولانا انوار اللہ حیدر آبادی	حقیقۃ الفقہ
مولانا ایوب پشاوری	تعلیم الغی فی امامۃ الصبی
مولانا ایوب پشاوری	عمدة النصر فی تأخیر العصر
مولانا رحمۃ اللہ سواتی	کل العینین فی ترک رفع یدین
علامہ شبلی نعمانی	اسکات المعتدی
علامہ شبلی نعمانی	سیرت العثمان

رحمان الدین پشاورى	انكار الجماعۃ الثانیۃ فی مسجد المحلۃ دائماً
مولانا عبداللہ شاہ حیدر آبادی	زجاجۃ المصانح (عربی)
مولانا عبداللہ شاہ حیدر آبادی	انوار المصانح (اردو ترجمہ زجاجۃ المصانح)
مولانا عبدالرشید نعمانی	امام ابن ماجہ اور علم حدیث
مولانا عبدالرشید نعمانی	مآتمس الیہ الحاجۃ مقدمۃ ابن ماجہ
مولانا عبدالرشید نعمانی	مقدمہ مسند امام اعظم
مولانا عبدالرشید نعمانی	مقدمہ موطأ امام محمد
مولانا عبدالرشید نعمانی	مقدمہ کتاب الآثار
مولانا عبدالرشید نعمانی	التعقیبات علی الدراسات
مولانا عبدالرشید نعمانی	التعلیقات علی ذب بابات الدراسات
مفتی سعید احمد	القول الجازم فی بیان المحارم
مولوی عبدالسبحان ناروی	التہدید فی وجوب التقليد
مولوی عبدالسبحان ناروی	الدلائل القاطعۃ فی تحقیق الفرقة الناجیۃ
مولوی عبدالغفار	غرائب البیان فی مناقب العمان
مولوی عبدالغفار	قصوی الذری لمن تمسک باوثق العری
مولوی عبدالغفار	تحقیق قول الطرفین فی الکلام بین الخطبتین
مولوی عبدالغفار	الجام المستعین
مولوی عبدالغفور رمضان پوری	مفید الاحناف فی بحث السلام
مولوی عبدالغفور رمضان پوری	رسالہ فی السجود
مولانا فتح محمد لکھنوی	القول السدید فی اثبات التقليد

مولانا محمد حسن سنبھلوی

محمد عادل کانپوری

حکیم محمد یاسین آروی

حکیم محمد یاسین آروی

مشتاق احمد نیٹھوی

مشتاق احمد نیٹھوی

مشتاق احمد نیٹھوی

مولانا معین الدین کروی

مولانا منصور علی مراد آبادی

مولانا ناظر حسن دیوبندی

مولانا ناظر حسن دیوبندی

مولانا تراب علی لکھنوی

مولانا احمد سعید دہلوی

مولانا عمر رام پوری

مولانا لطف اللہ لکھنوی

مولانا محمد معین انصاری

مولانا نصر اللہ خوجوی

تنسیق النظام لمسند الامام

تحقیق الکلام فی التداوی بالشی الحرام

جہرات المین وسره

مناقب الامام ابی حنیفہ

التسہید فی اثبات التقليد

قریرۃ العین تحقیق رجوع الیدین

احسن التوضیح فی مسئلۃ التراویح

التبیان فی فضائل النعمان

مذہب منصور

الفرقان فی قراءة ام القرآن

کشف الغطاء عن مسئلۃ الربا

سواء الطريق لا بطل اقوال الزندیق

(الدر الفرید فی المنع عن التقليد کا جواب)

حق المبین فی الرد الوہابیین

عشرہ مبشرہ

(محمد حسین بٹالوی کے دس اعتراضات کا جواب)

اوتاد الحدید لمکنکر الاجتهاد والتقلید

(عبدالحق بنارس کے رد میں)

غایۃ الکلام فی القراءة خلف الامام

ارشاد البلید فی اثبات التقليد

نصر الدین حسینی برہان پوری	الصائفة الربیة علی فرقة الوہابیة الکذابیة
نصر الدین حسینی برہان پوری	برہان الہدی فی تفسیر الرحمن علی العرش استوی
نصر الدین حسینی برہان پوری	البراہین الساطعة فی اثبات مذهب اهل السنة والجماعة
نصر الدین حسینی برہان پوری	کشف المعصلات فی ذکر نساء المحرمات
مولانا مناظر احسن گیلانی	تدوین فقہ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی	فضائل اعمال پہ چند شبہات کا جواب
مولانا محمد یوسف لدھیانوی	اختلاف امت اور صراط مستقیم
مولانا محمد ادریس کاندھلوی	تقلید و اجتہاد
مولانا محمد انوری	تقلید کیا ہے
مولانا محمد انوری	السنن والآثار لسید الا برار
مولانا حفظ الرحمن سوہدروی	حفظ الرحمن لمذهب النعمان
مولانا مفتی محمد شفیع	مسئلہ تقلید شخصی
مولانا مفتی محمد شفیع	خطبہ جمعہ عربی زبان میں کیوں ہے
مولانا مفتی محمد شفیع	نابالغہ کے نکاح میں سوء اختیار
علامہ سید سلیمان ندوی	اهل السنة والجماعة
مولانا محمد اشفاق الرحمن کاندھلوی	نور العینین فی تحقیق رفع الیدین
مولانا قاضی نور محمد	صلاة الرسول ﷺ
مولانا قاضی نور محمد	ازالة الیدین عن مسئلہ رفع الیدین
مولانا قاضی نور محمد	ازالة السترة عن عدد رکعات الترواح والوتر
مولانا خیر محمد جالندھری	خیر التقید فی سیر التقید

خیر الارشاد فی التقليد والا اجتہاد

مسئلہ تقلید پر بعض شبہات کے جوابات

تبرائی غیر مقلدین سے سترہ سوالات

خیر البراہین فی رد غیر المقلدین

خیر المصالح فی عدد التراتح

بیس رکعت تراتح سنت ہیں

مسائل صلوۃ التراتح

ایک غیر مقلد کی امامت کے بارے میں اہم فتویٰ

جمعة فی القرۃ

خصوصیات فقہ حنفی

فقہ حنفی کی امتیازی شان

امام اعظم رحمہ اللہ کے مختصر حالات

آثار الحدیث

آثار الفقہ

مناظرے

عبرقات جلد دوم

القول الصیح فی عدد رکعات تراتح

القول الصیح فی عدد رکعات تراتح

کیا تقلید واجب ہے

مستدلات الحنفیہ

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

مولانا خیر محمد جالندھری

علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی

علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی

علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی

علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی

قاضی شمس الدین

قاضی شمس الدین

قاضی شمس الدین

مولانا عبد اللہ بہلوی

اجتہاد اور تقلید

السیک الفرید لمسلک التقليد

شرح الصدر فی الفرق بین صلاتی الفجر والعصر

نبیل المرام بالتزام السکوت عند قرأة الامام

الوصیة الاخواییة فی حکم الجماعة الثانية

لمعات المصانح فی رکعات تراویح

النجبة فی مسئلة الجمعة والخطبة

القول الاظهر فی تحقیق مسافة السفر

الکلام المفید فی اثبات التقليد

احسن الکلام فی ترک القراءة خلف الامام

عمدة الاثلاث فی حکم الطلاقات الثلاث

مسئلة قربانی (ایام قربانی کی بحث)

مقام ابی حنیفه

طائفه منصوره

ینائج ترجمہ رسالہ تراویح

مقدمہ کیفیت مناظرہ تحریری

اطیب الکلام ملخص احسن الکلام

بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں

امام ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع

غیر مقلدین کے متضاد فتوے

قاری محمد طیب

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مفتی رشید احمد لدھیانوی

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا عبدالمتین خان زاہد

مولانا عبدالقدوس قارن

مولانا عبدالقدوس قارن

مولانا عبدالقدوس قارن

مولانا عبدالقدوس قارن

انکشافِ حقیقت بجوابِ احناف کا

رسول اللہ ﷺ سے اختلاف

مولانا عبدالقدوس قارن

جوابِ مقالہ

مولانا عبدالقدوس قارن

مجاز و بانہ و اوپلا

مولانا عبدالقدوس قارن

تصویر بڑی صاف ہے سبھی جان گئے

مولانا عبدالحق خان بشیر

فتویٰ امام ربانی برمرزا غلام احمد قادیانی

مولانا عبدالحق خان بشیر

سیفِ حنفی برفتنہ اثری، گوندلوی، سلفی

قاری خبیب احمد عمر جہلمی

کھلا خط نمبر ۱

قاری خبیب احمد عمر جہلمی

کھلا خط نمبر ۲

مولانا محمد فیاض

حی علی الفلاح بجوابِ حی علی الصلاح

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

تجلیاتِ صفدر ۷ جلد (مضامین)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

فتوحاتِ صفدر ۳ جلد (مناظرے)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

خطباتِ صفدر ۳ جلد (تقریریں)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

بیاض امین ۲ جلد (غیر مطبوعہ)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

تریاق اکبر بزبانِ صفدر ایک جلد (کورس)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

علمی مجالس (حضرت اوکاڑوی کی مختلف

تصانیف سے انتخاب)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

علمی معرکے (انتخاب)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

نوادراتِ صفدر جلد اول (انتخاب)

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

رسول اکرم ﷺ کی نماز

- انوارات صفدر
مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
- احادیث رفع یدین کا علمی تعاقب
مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی
- تجلیات انور جلد اول (مضامین)
مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی
- خیر الوسائل الی ضبط المسائل
مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی
- نور الصباح فی ترک رفع یدین بعد الافتتاح
مولانا حبیب اللہ دیروی
- اظہار الحسین فی اخفاء التائین
مولانا حبیب اللہ دیروی
- ہدایہ علماء کی عدالت میں بجواب ہدایہ عوام کی عدالت میں
مولانا حبیب اللہ دیروی
- احقاق حق
مولانا حبیب اللہ دیروی
- قربانی کے صرف تین دن ہیں
مولانا حبیب اللہ دیروی
- توضیح الکلام پر ایک نظر
مولانا حبیب اللہ دیروی
- تنبیہ الضالین علی تحریف الضالین
مولانا حبیب اللہ دیروی
- حدیث اور اہل حدیث
مولانا انوار خورشید
- محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم
مولانا انوار خورشید
- غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں
مولانا انوار خورشید
- تعارف علماء اہل حدیث
مولانا انوار خورشید
- خاتمۃ الکلام فی ترک القراءة خلف الامام
مولانا فقیر اللہ الاثری
- نماز میں بتدریج ترک رفع یدین
مولانا فقیر اللہ الاثری
- اکٹھی تین طلاق کا شرعی حکم
مولانا فقیر اللہ الاثری
- رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زنی کا رد
مولانا فقیر اللہ الاثری
- اعتراف جرم
ابوشاہد ایم اے ملتانی

وقفۃ مع اللاندھبیہ فی شبہ القارۃ الہندیۃ

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

آئینہ غیر مقلدیت

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

مسائل غیر مقلدین

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

غیر مقلدین کے لیے لمحہ فکریہ

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

سبیل الرسول پر ایک نظر

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

صلوۃ الرسول پر ایک نظر

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

غیر مقلدین کی ڈائری

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

کیا ابن تیمیہ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہیں

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیار رد و قبول

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

ارمغان حق

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

صحابہ کرامؓ کے بارے میں غیر مقلدین کا نقطہ نظر

مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

اہل حدیث اور انگریز

مولانا بشیر احمد قادری

امام اعظم ابوحنیفہؒ اپنوں اور غیروں کی نظر میں

مولانا بشیر احمد قادری

تاریخ تقلید

مولانا بشیر احمد قادری

مسک امام اعظم

مولانا بشیر احمد قادری

تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام حصہ اول

مولانا بشیر احمد قادری

فاتحہ خلف الامام اور حنابلہ

مولانا بشیر احمد قادری

غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں

مولانا بشیر احمد قادری

ترک رفع یدین

مولانا بشیر احمد قادری

ترک تقلید کے بھیانک نتائج

مولانا بشیر احمد قادری

مفتی محمد تقی عثمانی

مفتی محمد تقی عثمانی

مرتب پیر جی سید مشتاق علی شاہ

مرتب پیر جی سید مشتاق علی شاہ

مرتب پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

تقلید ائمہ کا مسئلہ

تقلید کی شرعی حیثیت اور حدود

مجموعہ رسائل مولانا رشید احمد گنگوہی

مجموعہ رسائل مولانا محمد امین اوکاڑوی (۴ جلدیں)

ترجمان احناف (مختلف اکابر کی تحریروں کا مجموعہ)

فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات

امام ابو حنیفہ پر اعتراضات کے جوابات

حقائق الفقہ بجواب حقیقۃ الفقہ

آفتاب محمدی بجواب شمع محمدی

تعارف فقہ کامل چھ حصے

علمائے اہل السنۃ کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

دلائل اہل السنۃ

سرورالعینین فی تکبیرات العیدین

جراہوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں

احادیث نبوی اور فقہ حنفی

غیر مقلدین کی کتابوں پر ایک نظر

امام ابو حنیفہ کا مقام محدثین کی نظر میں

مسائل اربعہ غیر مقلدین کی نظر میں

نگئے سر نماز غیر مقلد علماء کی نظر میں

مولانا منیر احمد منور

۱۲ مسائل

مولانا منیر احمد منور

آئینہ غیر مقلدیت

مولانا منیر احمد منور

شرعی فتوے

مولانا منیر احمد منور

فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور اس کا سد باب

مولانا منیر احمد منور

میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا

مولانا منیر احمد منور

ڈاڑھی کا وجوب اور مسنون مقدار

مولانا منیر احمد منور

مسائل عید کا حنفی تحقیقی جائزہ

مولانا منیر احمد منور

کیا اہل حدیث تراویح کو مانگتے ہیں

مولانا منیر احمد منور

اکمال دین

مولانا منیر احمد منور

ننگے سر نماز کا شرعی حکم

حکیم نور احمد یزدانی

الانصاف برفع الاختلاف

شیخ محمد قریشی

فتح المبین فی تحقیق مذاہب المصنفین

قاضی حمید اللہ

اظہار المرام

محمد اشرف قاسمی

امام ابو حنیفہ

مولانا محمود الرشید حدودی

اہل السنۃ والجماعۃ

حافظ محمد اسحاق حنیف

دو کتابوں پر ایک نظر

اکبر حسین اور کرنی

السیف المبین علی اعناق غیر المقلدین

مفتی رشید احمد العلوی

علامات اہل السنۃ

عبد اللطیف مسعود

اکٹھی تین طلاق کا حکم

ابو حنیفہ

فرائض و سنن کے بعد اجتماعی دعا کی شرعی حیثیت

فقہ میں اجماع کا مقام	مفتی محمد رفیع عثمانی
فقہ اور تصوف	مفتی محمد رفیع عثمانی
سنہ رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین	مولانا عبدالرشید کشمیری
صلاۃ التراوتح	علامہ عیسیٰ بن عبداللہ
اسلام کا قانون طلاق	مولانا محمد شہاب الدین
نفس کے پجاری	مفتی عبدالہادی
وجہ جدید السلفیہ؛ کتاب "الدیوبندیہ" فی المیزان	بدر الحسن قاسمی
سلفیت؛ ایک جائزہ	ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی
فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ	علامہ احمد تیمور پاشا
تراوتح صرف بیس ہیں	نور احمد چشتی
تنبیہ الحیران علی مغالطات صاحب البرہان	نور احمد چشتی
امام اعظم ابوحنیفہ کی محدثانہ حیثیت	مفتی حفیظ الرحمن
شاہ اسحاق محدث دہلوی اور ان کے مشہور تلامذہ	ڈاکٹر محمد فاروق نعمان
فضائل اعمال علماء حق کی عدالت میں	مولانا محمد ایوب کوہاٹی
تلاش حق	مولانا محمد ایوب کوہاٹی
رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے	محمد ابوطاہر
شانِ فقہ	مولانا محمد زید
انمول تحفہ	حافظ فضل الرحمن
اجماع و قیاس کی حجیت	مولانا جمیل احمد سکروڈوی
علم حدیث میں امام ابوحنیفہ کا مقام و مرتبہ	مولانا حبیب الرحمن

- مسئلہ تقلید
فقہ حنفی اقرب الی الصوص ہے
حضرت امام ابوحنیفہ پر ارجاء کی تہمت
صحابہ کرامؓ کا مقام اور غیر مقلدین کا موقف
تحریک لاندہ بیت
تین طلاق کا مسئلہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں
مسائل وعقائد میں غیر مقلدین اور شیعہ مذہب کا توافق
توسل واستغاثہ بغیر اللہ اور غیر مقلدین کا مذہب
تحقیق جمعہ فی القرۃ
مسائل وعقائد میں غیر مقلدین کے متضاد اقوال
ایک غیر مقلد کی توبہ
غیر مقلدین کے ۱۵۶ اعتراضات کے جوابات
مسائل نماز
بارہ مسائل
خواتین اسلام کی بہترین مسجد
تحقیق مسئلہ رفع یدین
رفع یدین صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں
آمین بالجہر صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل کی روشنی میں
قراءۃ خلف الامام صحیح بخاری میں پیش کردہ دلائل
کی روشنی میں
- مولانا مفتی محمد ارشد
مولانا مفتی سعید احمد
مولانا نعمت اللہ
مولانا عبدالحق
مفتی سید سلمان منصور پوری
مفتی سید سلمان منصور پوری
مولانا محمد جمال بلند شہری
مفتی محمد دین بلند شہری
مفتی عبدالشکور ترمذی
مفتی حبیب الرحمن خیر آبادی
ایک گناہ گار امتی
مولانا شبیر احمد قاسمی
حبیب الرحمن اعظمی
مولانا محمد قاسم قاسمی
مولانا حبیب الرحمن قاسمی
مولانا حبیب الرحمن اعظمی
مولانا ریاست علی بجنوری
مولانا ریاست علی بجنوری
مولانا ریاست علی بجنوری

- عورتوں کا طریقہ نماز
مفتی ابوالقاسم
- فرض نماز کے بعد دعاء، متعلقات و مسائل
مولانا عبدالحمید نعمانی
- امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم
حبیب الرحمن اعظمی
- طلاق ثلاث صحیح یا خد کی روشنی میں
حبیب الرحمن اعظمی
- چھپے راز ۵ حصے
ابوالاحمد مفتی محمد عمر (ایم اے)
- غیر مقلدین کا تعارف
الشیخ محمد سعد الحجازی
- خواتین کا طریقہ نماز
مولانا عبدالرؤف سکھروی
- فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ
مولانا محمد الیاس گھسن
- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ
مولانا محمد الیاس گھسن
- صراط مستقیم کورس
مولانا محمد الیاس گھسن
- تحفہ اہل حدیث
ابوبلbal جھنگوی
- مذہب اہل السنۃ
مولانا محمد علی صدیقی
- ضرورت تقلید
مولوی فضل الرحمن دھرم کوٹی
- بیس رکعت نماز تراویح سنت مودکہ ہے
مولانا حافظ عبدالرحمن
- مسنون نماز کی چالیس حدیثیں
الشیخ الیاس
- تحفہ لشکر طیبہ
محمد ایوب کوہاٹی
- اصلی اہل حدیث اور جعلی اہل حدیث کے درمیان جائزہ
حکیم رحمت اللہ ربانی
- اربعین
مولانا محمد انوری
- صلوۃ الجنائزہ صرف دعا ہے
مولانا رحمت اللہ
- غیر مقلدین کے دو درجن سوالات کے جوابات
محمد اشرف

قاری سمیع الرحمن

مولانا غلام علی

مولانا اختر

محمد امان اللہ

مولانا فیض احمد

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

مولانا محمد الیاس فیصل

مفتی جمیل احمد ندیری

مولانا آصف احمد لاہوری

مولانا آصف احمد لاہوری

مولانا محمد انصر باجوہ

مولانا محمد انصر باجوہ

آئینہ غیر مقلدین

احادیث سید الکونین فی ترک رفع یدین

امام شاہ ولی اللہ دہلوی؛ فقہ حنفی کے مجدد

الدلائل السنیة فی اثبات الصلاة السنیة

نماز مدلل

نماز مسنون کلاں

نماز پیمبر ﷺ

رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز

سنۃ رسول الثقلین فی ترک رفع الیدین

سنۃ الرسول خیر الانام فی ترک القراءة خلف الامام

کیا مردوں اور عورتوں کی نماز ایک جیسی ہے

غیر مقلدین کے عقائد

یادداشت

www.ownislam.com

www.ownislam.com

www.ownislam.com

www.ownislam.com

صاحب تالیف

نام:	محمد الیاس گھمن
ولادت:	12-04-1969
مقام ولادت:	87 جنوبی، سرگودھا
تعلیم:	حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد یوسف زوالی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ ترجمہ و تفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ
تدریس:	درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چانائ، زمینیا، افریقہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا
مناصب:	سرپرست اعلیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان مدیر اعلیٰ: سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا مدیر اعلیٰ: ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور
تبلیغی اسفار:	آزاد کشمیر، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب، یمن
تصانیف:	جہاد فی سبیل اللہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، صراط مستقیم کورس (برائے محضرات)، صراط مستقیم کورس (برائے خواتین) فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ، زبدۃ الشمائل: شرح شمائل ترمذی (زیر طبع) خطبات گھمن (زیر طبع)، قیدی کے ترانے (منظوم کلام)، مناظرہ حیات النبی ﷺ
بیعت و خلافت:	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ امین العلماء قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
اصلاح و ارشاد:	خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا